مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحلیۂ انطباع سے متحلی ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لمن قدر خیرا وجبالا | والشکر لمن صور حسنا وجمالا

حمد بے حد و سپاس بیعد اوس شہنشاہ ارض و سما کو سزاوار ہے کہ جس نے لفظ
کن سے اظہار تخلیق جمیع کائنات و افراد موجودات کا فرمایا اور ایک نقطہ سے مخلوق
ہیژدہ ہزار عالم کو بہ تباین و تخالف صور کے رنگا رنگ بنایا بحکمت بالغہ و قدرت
کاملہ اوسکی بمقتضای فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ کے طریقۂ انتظام عالم حدوث میں
باین طرز ایجاد موجودات مائل ہوئی اور اگروہ رسل اکرم و انبیای اعظم کو واسطے
تمہید و توضیح اصول شریعت و حقائق طریقت کے استحکام احکام لقد کرمنا بنی آدم
سے مفتخر و ممتاز کیا اور پایۂ جلیلۂ سلاطین و جمہور خواقین کو بنا بر رفاہ عام و آسایش
کافہ انام کے بغرض نظم و نسق دینوی حسب منشای تؤتی الملک من تشاء کے سکہ حکمرانی کا
دیا اور نعت نامحدود و درود نامعدود اوس حبیب رب العالمین شفیع المذنبین نبی الحرمین
سید الثقلین صاحب تاج و براق طے کنندہ قصر نیلی رواق کو زیبا ہے کہ جسکی شان

والا ہین حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک موجود اور آیۃ وما ارسلناک الا
رحمۃ للعالمین کا ورود ہے یعنی کیسے رسول مقبول ناسخ ادیان ماسبق ہوئے
اقرأ باسم ربک الذی خلق ہین صفات حمیدہ اوس برگزیدہ آفرینش کے
انداز وہم و گمان سے باہر ہین اور معجزات پسندیدہ اوس گوہر یکتای محیط آفرینش
وبینش کے ظاہر ہین بیت رسول معظم حبیب کریم ❁ قسیم جسیم نسیم وسیم ❁

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین اما بعد یہ کمترین بندگان
امیدوار رحمت رب المنان عاصی محمد حسین ساکن قصبہ بجنور ضلع لکھنؤ پیشگاہ قدر شناسان
سخندانی و معانی یابان رموز معانی کے ملتمس ہے کہ فی الحال ذہن ناقص مین یہ وارد ہوا کہ ایک
کتاب لاجواب حاوی حالات عہد تخت نشینی سلطان ابن سلطان خاقان بن خاقان ابو المنصور
ناصر الدین سکندر جاہ بادشاہ عادل قیصر زمان فغفور دوران سلطان عالم و عالمیان
واجد علی شاہ بادشاہ اعاد اللہ ملکہ وسلطنتہ یعنی تا انتزاع سلطنت نیز ملوی کیفیت ایام
تا جنگ معرکہ گوہ ملول کے بطور تواریخ و سوانح عمری حضرت قدر قدرت بطرز نثر
سلیس و عبارت نفیس کے موزون و مرتب کیجیے اور شبدیز قلم کو میدان قرطاس مین جولان دیجیے
اگرچہ بہت کتب تواریخ خاندان والاشان کے قبل سے اور نیز جب سے کہ حضرت فلک
صولت وارد شہر کلکتہ ہین نہایت شرح و بسط سے مبسوط و با استیعاب ہین اور یا ہین
شایستہ لاجواب ہین مگر میری نیت خاص اس طرز پر مرعی ہوئی بقول شخصیکہ مصرعہ
ہر گلی را رنگ و بوئے دیگر است ❁ کہ مخصوص کیفیات زمانہ حضرت جم جاہ یہ تواریخ شامل کروں
چنانچہ فوراً القا ہوا کہ نام اسکا ضیای اختر رکھنا چاہیے کیونکہ اوسی کے ضیای
عنایت سے عالم تابان ہے اور زمانہ نور سخاوت سے درخشان ہے اشعار مصنف
مجھے تھا نام مین اسکے بہت غور ❁ تجسس مین ہا کرتا تھا اکثر ❁ ہوا یکبارگی یہ مجھکو القا ❁
کہ کیون اس فکر مین مبتلا ہے شش در ❁ ضیای اختر اسکا نام رکھدے ❁ کہ تا عالم مین

جلوہ ہو منور ہے بعد غور یہ بھی امر قرین مصلحت معلوم ہوا کہ اولاً کیفیات ابتدائی ہر ایک
وزرا و سلاطین اس خاندان کی مختصراً اسم باسم عہد نواب برہان الملک سعادت خان بہادر
تا دور خلافت حضرت امجد علی بادشاہ جنت مکان کے لکھکر بعدہ تشریح مشرح زمانہ سلطنت
حضرت شاہ اختر تا معرکہ جنگ غدر قلمبند کی جاوی لہذا اسی ترتیب سے بعد کوشش فراوان
و اہتمام بہم رسانی کتب تواریخ معتبرہ و تقادیم پارینہ و جرائد بلو بک کی شرح اسکی کی گئی تاکہ سلسلہ
حکومت و خلافت اس خاندان علیہ کا ہر ایک ناظرین و شایقین کو بخوبی تمام روشن و ظاہر ہو جاوے
اگرچہ اس ہیچمیر کو اپنی فرومائگی و بی بضاعتی سے کیا یارا کہ ایسی عزم کو انجام دیوی اور دادسخنوری
کی لیوی مگر نیت کو رحمت ایزدی پر بموجب آیۃ کریمہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ کے استحکام دیا اور
اسکی فکر و ترتیب میں کمال جد و جہد کیا خداوند عالم آغاز اسکا انجام کو پہونچاوے اور نتیجہ اسکا حسن و نیک بھلا و لطف

تذکرۂ نواب سعادت خان بہادر برہان الملک

نواب سعادتخان برہان الملک اول سید محمد امین زمانہ سلطنت شاہ عالم بادشاہ دہلی میں
ملک ایران خراسان سے وارد شاہجہان آباد ہوکر چندی ہمراہ نواب سربلندخان صوبہ دار
گجرات کے رہے بعدہ بعہد محمد شاہ بادشاہ ۱۱۳۲ ہجری میں بعنایت و عواطف خسروانہ
ممتاز ہوے اور بعہدہ صوبہ داری ملک اودھ و خطاب برہان الملک نواب سعادتخان بہادر
کے سرفراز ہوے چنانچہ محاربہ نادر شاہ میں ہنگام مقابلہ اول زخمی ہوکر ۱۱۵۱ ہجری میں
مقام شاہجہان آباد جان بحق تسلیم کیا اور بعض روایت یہ بھی ہے کہ جب نادر شاہ کی
زرکثیر خزانہ دہلی سے عہد محمد شاہ میں طلب کیا اور برہان الملک و نظام الملک نے اسکا سرانجام اپنے ذمہ
لیا چونکہ تدبیر و سبیل اسکی امکان سے باہر ہوئی لہذا بخوف عزت و عدم ایفای عہد کی زہر کھاکر جان دیدیا
چنانچہ الفت افشانی و شعلہ باری انکے توپخانہ کی مشہور عالم ہے و معروف عوام

تذکرہ ابو المنصور خان صفدر جنگ برہان الملک

مرزا محمد مقیم نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ شاہزادہ و داماد نواب سعادت خان بہادر

برہان الملک نے بعد وفات برہان الملک بہنگام ورود نادر شاہ ۱۱۵۲ ہجری میں دہلی
پہونچکر دو کروڑ روپیہ نقد خزانہ نادر شاہ میں بطریق پیشکش داخل کیا اور بعہدۂ وزارت پر
ممتاز ہوکر بعہدہ عہدہ صوبہ داری ممالک اودہ کا پیشگاہ حضور محمد شاہ بادشاہ سے لیا
نائب انکے راجہ نول رای رہے چنانچہ ۱۱۶۶ ہجری میں بادشاہ سے رخصت ہوکر صوبۂ اودہ
کو روانہ ہوئے منزل مقصود کو نہ پہونچے تھے کہ اثنای راہ مقام پاپر گھاٹ پرگنہ لکھنؤ
میں منزل واقع ہے شدت جراحت پھوڑہ سے ہلاک ہوئے نعش اونکی چند سے مکان
گلاب باڑی فیض آباد میں بطریق امانت تفویض رہی آخرکار روانہ شاہجہان آباد ہوئی
روضہ اونکا شاہجہان آباد میں قریب مقام شاہ مردان نہایت عمارات عالیہ گلکاری
سنگہای رنگین سے تعمیر ہوا اوسکی تیاری میں تین لاکھ روپیہ صرف کثیر ہوا اور یہ بھی روایت
صحیح ہے کہ بعد آشنای پوسیدہ کو مرزا ابیچہ پدر حکیم مرزا علیخان دہلوی نے کربلای معلی میں
لیجا کر دفن کیا اور پشت روضۂ مقدس پر مقام قبر قرار دیا تاریخ انتقال کی یہ ہے تاریخ چو آن صفدر
عرصۂ مرحومی ⁂ زدار دنیا گشت رحلت گزین چنین سال تاریخ او [illegible] رقم ⁂ کہ باد اقلیم بہشت [illegible]
۱۱۶۷ ہجری

تذکرۂ نواب شجاع الدولہ صاحب بہادر

شجاع الدولہ ابن صفدر جنگ کہ نام اونکا جلال الدین حیدر تھا ۱۱۴۴ ہجری میں پیدا ہوئے
تاریخ ولادت یہ ہے تاریخ بر آمد آفتاب از مطلع نور ⁂ بدولت خانۂ نواب منصور
چنانچہ بعد وفات نواب صفدر جنگ کے بعمر سن شعور شجاع الدولہ بہادر ۱۱۶۷ ہجری
میں بمقام فیض آباد مسند آرای حکومت ہوئے نائب اونکی راجہ بینی بہادر رہے ۱۱۷۷ ہجری
میں درمیان رؤسای انگریزی و نواب قاسم علیخان حاکم بنگالہ کے معارکہ عظیم پیش آیا
قاسم علیخان نے تاب مقاومت کی نہ لاکر ہزیمت و شکست فاش پائی چنانچہ بنگالہ
سے کوچ کرکے نہایت پریشان بعہد شاہ عالم بادشاہ دہلی کے مقام الہ آباد میں
پہونچے نواب شجاع الدولہ بھی اوس زمانہ میں وہان موجود تھے قاسم علیخان نے

استمداد و اعانت چاہی لہذا حسب درخواست نواب بنگالہ کے بادشاہ موصوف نے
ہمراہی شجاع الدولہ بہادر با سپاہ جرار بسیار کے طرف شرق نہضت فرما کر بارادۂ
مقابلہ جنگ ایک مدت عظیم آباد میں مقیم رہے بعدہ بکسر میں پہنچے چنانچہ بعد انقضائے
ایام برسات کے میجر منرو صاحب حسب الحکم صاحبان کونسل فوج قلیل سے معرکہ آرا
و آمادۂ دعا ہوئے بڑے عرصہ تک معرکہ جنگ و جدل کا پیش رہا آخرکار فوج شاہی و ہمراہی
شجاع الدولہ کے روگردان ہوئی اور بہ سخت حیران شجاع الدولہ بہادر بمشورہ و عنایت خان
پسر حافظ رحمت خان کو طرف بریلی کے چلے ہو کر اگرچہ قوم افغان روہیلہ شریک ہو کر امداد کرنے میں تب
مقابلے سے پھر لڑیں چنانچہ پیشتر شکست روہیلہ بھی لڑائی ہوئی خوب صف آرائی ہوئی
الا پھر شکست کھائی انگریزوں نے فتح پائی مردانہ فوج انگریزی الہ آباد و لکھنؤ کو
راہی ہوئی اور بادشاہ موصوف بھی ملول ہو کر واپس گئے شجاع الدولہ بہادر نے
بسبب التفرقہ و مناقشہ عظیم دیکھا تو اسی نام سے چلکر انگریزوں سے صلح کر لی خود
فیض آباد کو چلے آئے بعد اس معرکے کے شدت مرض سے بمقام فیض آباد راہی ملک بقا
ہوئے گلاب باڑی میں دفن کئے گئے تاریخ وفات کی از روئے تشریح یکصد و کیب ہجری رفت نواب شجاع الدولہ

تذکرہ نواب آصف الدولہ بہادر

سنہ ۱۱۸۸ ہجری میں نواب آصف الدولہ بہادر بعد وفات اپنے باپ کے اورنگ مسند آرائی حکومت فیض آباد
و رونق افزائی دار الامارت لکھنؤ کے ہوئے تیئیس ۲۳ سال تک خوب حکمرانی کی
رعایا کی نگہبانی کی اسکے فیض و عدل سے عالم مستفیض و غنی اور شہرۂ قدردانی
و ... سے خلائق مستغنی ہر فن و علوم کے کامل قدر شناسی سے فیضیاب
ہوئے ... کے آپکی اولوالعزمی سے کامیاب ہوئے ایک دفعہ
بات ہے کہ اوس زمانہ میں بسبب قحط سالی و گرانی غلہ کے خلقت خدا سخت
تباہ و پریشان تھی اور رعایا محض محتاج و حیران تھی بس بنظر رفاہ و فوائد عام

تعمیر امام باڑہ کلان و عمارات دولتخانہ و مچھی بھون وغیرہ کی شروع کردی اور ایسی
پر عمارات عالی بنوائی کہ قدرت خدا کی نظر آئی ؏ اگر فردوس بر روئے زمین است ٭
ہمین است و ہمین است و ہمین است ٭ اس مقام پر ایک نقل فیض و فیاضی اوس مرجع کرم
کی عموماً لکھی جاتی ہے کہ نواب ممدوح اپنے عہد مین سنبھل و درہ ملکی قریب قصبہ بجنور وطن عاصی
کے رونق افروز ہوئے چنانچہ اوس عرصہ مین منشی انعام اللہ متخلص بہ اشہب مورث
راقم نے ایک کتاب تواریخ حالات نواب ممدوح مین تصنیف کی تھی اور عبارات
نثر و نظم اوس مین بکمال بلاغت و فصاحت تالیف کی تھی نام اوسکا اوصاف آصف
رکھا تھا چنانچہ ایک قطعہ اوسکے سرنامہ کا جو یاد آگیا اس موقع پر لکھتا ہون بقول شخصیکہ
مشتے نمونہ از خروارے و اندکے دلیل از بسیارے ٭ قطعہ ٭ اے آنکہ توساختی صفی و
منصف ٭ در حسن تو صفت لطف تو صدف اصف ٭ دریافتہ در ز فیض عام تو صدف ٭
ہر کاغذ کفاف از تو آرد برکت ٭ یہ کتاب سفر مین معرفت راجہ مہرا کے حضور جناب
نواب صاحب پیش ہوئی بعد ملاحظہ پسند خاطر ہو کر بمقتضائے قدردانی چار ہزار روپیہ
نقد دیا اور بجلدوی تصنیف کے اراضی جاگیر موضع بہندراول پرگنہ بجنور مین معاف
و مرفوع القلم کیا کہ تا زمانہ سلطنت اس خاندان کے وہ سند رہی باقی رہا غرضکہ
ایسے ایسے تذکرات و حکایات اونکے فیض و کرم کے بہت سے شہرہ ہین زمانہ مین
یادگار ہین نائب اونکے مختار الدولہ ایلچ خان و سرفراز الدولہ حسن رضا خان و تفضل حسین خان
کشمیری ہمیشہ صاحب تدبیر تھے اور یہی لوگ منتظم و مشیر تھے بالآخر اس دار فنا
سے ملک جاودانی کو رحلت کیا امام باڑہ کلان مین مقام آخرت کیا تاریخ وفات کی جو سنگ قبر
کندہ و نصب ہے وہ یہ ہے تاریخ لکھنوی آصف سپہر آسمان و آفتاب ٭ شہریاران دو جہ
طور سینای کلیم ٭ نقش شد کاف و نون برتربت آصف نوشت ٭ ہمنا روح و ریحان جنات النعیم ٭ ۱۲۱۲ھ

تذکرہ وزیر علی خان

مشہور ہے کہ کوئی لڑکا خاص نواب آصف الدولہ کا نہ تھا الا ایک پسر خواندہ یعنے
وزیر علیخان کہ جنکی شادی میں بیس لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا بعد وفات نواب
آصف الدولہ کے وزیر علیخان نے چار مہینے چند روز بزور خود حکمرانی کی الا نہایت
بے عنوانی کی چنانچہ حسب استرضای بہو بیگم صاحبہ اور آصف الدولہ و بصلاح دیگر
امرای زمانہ مسٹر شور صاحب گورنر جنرل نے وزیر علیخان کو بنارس بھیجا اور
وہاں سلطان العلماء پہنچے دیا ایک لطیف نے تاریخ اسکی مزاحاً تصنیف کی ہے وہ اس
مقام پر لکھدی ہے تاریخ بی بی بیگم حسن رضا خاں اور الماس زمانہ + تکیت
تشیعی و تفضیل اشرف سر لواتہ بھیجا گیا وزیر علی سے جو وہ ہے مراد
ہے سرطان بارہویں تاریخ شعبان ۱۲۱۲ جب وزیر علیخان کا قیام بنارس میں ہوا
وہاں بھی اکثر امور نازیبا ان سے سرزد ہوے چیری صاحب رزیڈنٹ نے ہر چند
منع کیا الا کچھ اصلاح پر نہ آئے آخر کار بعد نزاع لفظی و تکرار باہمی کے وزیر علیخان نے
ایک دن چیری صاحب کو جان سے ہلاک کر ڈالا اتفاق دلی نکلا قاضی محمد صادق
اختر نے تاریخ قتل چیری صاحب کی فی البدیہہ تصنیف کی ہے وہ اس جگہ پر لکھی ہے
مصرعہ تاریخ کشتن چیری زچیری باختم یعنی لفظ چیری سے مادہ تاریخ حاصل ہے
بعد اس کے وزیر علیخان بنارس سے فرار ہوے الا بعد داروگیر عظیم کے گرفتار ہوے

تذکرہ نواب سعادت علیخان بہادر

یمین الدولہ نواب سعادت علیخان بہادر برادر حقیقی نواب آصف الدولہ بعد سیاحی اکثر بلاد و شہر
کے بنارس میں قیام پذیر منتظر یاوری تقدیر تھے چنانچہ بعد روانگی وزیر علیخان کے
بصلاح حکام انگریزی ۱۲۱۲ ہجری میں نواب موصوف بنارس سے طلب ہو کر
مسند نشین حکومت لکھنؤ ہوے نائب اونکے شمس الدولہ راے رتن چند مقرر کیے
اور ۱۲۱۶ ہجری میں مارکوئیس ولزلی صاحب بہادر گورنر جنرل انگلستان سے کلکتہ

وتیار ہوکر سریر شاہی پر جلوس کیا اور بلقب ابو المظفر معز الدین شاہ زمن غازی الدین حیدر کے
سکہ حکمرانی کا دیا یا ہی و مراتب شاہانہ جمیع لوازم شوکت خسروانہ موزون تیار ہوا اور
سکہ حکومت شاہی زیب نقود ہوکر رائج ہر دیار ہوا سکہ زد بر سیم و زر از فضل
رب ذو المنن ۔ غازی الدین حیدر والا نسب شاہ زمن ۔ اوسی وقت سے اس سرکار
کا لقب بادشاہی مشہور ہوا ہے اور ہر طرح سے آداب شاہی کا دستور ہوا ہے
اس عہد سلطنت میں وزارت معتمد الدولہ آغا میر بعدہٗ فضل علیخان زیر ہوئی انتظام سلطنت میں مشہور اہیر
ہر ہو یا نچ چند سال نیابت اولعزمی سے سلطنت کی آخر ۱۲۴۳ ہجری میں جہان فانی سے رحلت کی

تذکرہ نصیر الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ

۱۲۴۳ ہجری میں سلیمان جاہ نصیر الدین حیدر بجلوس الرشید غازی الدین حیدر تخت نشین
ہوئے اور نائب اونکے منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان مالک وزارت ہوئے سکہ نواب اقبال
جو بیت الضرب میں رائج الوقت ہوا وہ یہ ہے سکہ زد بر سیم و زر از فضل ظل آلہ
نائب مہدی نصیر الدین حیدر بادشاہ ۔ ان بادشاہ نے اپنی عہد حکومت میں نہایت
اولعزمی و طنطنہ شاہی سے انتظام کیا اور اپنی جاہ و حشم کو بعنوان خسروانی جلوہ دیا
مگر کمال عیش و عشرت شبانہ روزی و کیفیت لہو و لعب کی شہرہ عام ہوئی مگر فی الواقع
باطن میں بجز انتظام ملک مدا نظر کیا تھا سوائی ملکی کے کبھی اوقات رائیگان و ضائع نہیں کی
اور کوئی غفلت و بے عنوانی علی العموم شائع نہیں ہی جب کسی اہلکار ملازم کو کام سے
غافل پایا فوراً اسے موقوف و معزول کیا اور جب کبھی نشان محلات کو کسی قسم سے خلاف
وضع دیکھا سزا اسکی سخت دیا غرض کہ ہیبت و سطوت شاہی قلوب عالم میں ایسا
غالب تھا کہ ہر ایک کس و ناکس اطاعت و تعمیل حکم پر راغب تھا عمارت عالی یعنی ہر
ہر کوٹھی فرح بخش و دلکشا و باغ لب دریا ایسی موزون و قطعہ دار بنوائی کہ
قدرت صانع باکمال کی دکھلائی مکان درگاہ بارہ امام کا نہایت عمدہ عمارت سے

تعمیر ہوا اوسمین مصارف زر کثیر ہوا حال فیاضی و کرم کا قابل تحریر نہیں اور لائق تقریر
نہیں ایک ادنی بات مشہور ہے کہ ایک روز فقیر سے محل نے عرض کیا کہ میں نے لاکھ روپیہ
ایک جگہ فراہم نہیں دیکھا تھا اسپر حضور نے ایک لاکھ روپیہ کا چبوترہ بنوا کر دکھلا دیا اور
اوس روپیہ کو فی الفور لٹوا دیا چنانچہ بعد حکومت دس سال کے سنہ ۱۲۵۳ ہجری میں
الماس فنما نو مع ہیرہ شتر کو تحلیل کیا عالم کو سخت تاسف و ملال ہوا فقط

تذکرہ منا جان

بعد انتقال نصیرالدین حیدر بادشاہ کے مرزا فریدون بخت عرف منا جان جسکو اپنی فرزندی سے حضور نے
محروم کیا تھا بلا رضامندی حکام انگریزی فقط تخت نشین ہوا الا بعد چند ساعت مقید ہو کر
مع بادشاہ بیگم کے قلعہ چنار گڈہ کو بھیجا گیا وہاں چند روز کا انتقال ہوا اسکی خودی کا یہ مآل ہوا

تذکرہ محمد علی شاہ بادشاہ فردوس منزل

بعد اسکے گرفتاری منا جان کی نصیر الدولہ محمد علی شاہ بادشاہ ابن نواب سعادت علیخان ۱۲۵۳ ہجری
میں باعانت امداد فوج انگریزی عالم پیرانہ سالی میں بہ اعزازی سریر سلطنت ہوئے سکہ اونکا مروج
سکہ بحق و کرم سکہ زد در جہان بہ محمد علی بادشاہ زمان بہ پنج زمانہ حکومت میں رعایا کو نہایت آسایش و آرام
و ملک کا بخوبی انتظام کیا روشن الدولہ و مولوی غلام یحیی علیخان و منور الدولہ احمد علیخان
و شرف الدولہ ابراہیم علیخان کشمیری یکے بادیگر نائب و وزیر رہے ہر ایک خیرخواہ
و صاحب تدبیر رہے امام باڑہ حسین آباد مع بازار و عمارات عالیہ تعمیر فرما کر بصرف
زر کثیر سے وثیقہ مصارف امام باڑہ کا ایجاد کیا چونکہ آفتاب لب بام ہو رہے تھے
لہذا بعد حکومت پانچ سال کے ۱۲۵۸ ہجری میں عزلت نشین عالم بقا ہو کر گوشہ گزین حجلہ قضا ہوئے

تذکرہ امجد علی شاہ جنت مکان

۱۲۵۸ ہجری میں ثریا جاہ امجد علی شاہ اورنگ نشین خلافت شہریاری رونق افزا تاج جہانداری
ہوئی سکہ شاہی یہ ہے سکہ در جہان زد سکہ شاہی بتائید الہ ظل حق امجد علی شاہ زمان

باجے انگریزی و ہندی کس انداز و صدا سے بجتے ہوئے نقیب چوبدار پکارتے ہوئے فقط سوار
زرین کمر لباس زرین و زرین جھولیں ہاتھی زرنگار سے سجے پالکی نالکی پیر گھر بار بہ دو رویہ صف
فوج مسلح سوار پیادہ اور عجیب سماں کیا شمار تماشائیوں کا ہر جانب سے ہجوم صدا ہی
ہر پہلو کی کس زور و شور سے دھوم ہلتی تھی پیل تن ان پر ہودج و عماری اونکی مرصع
و گوہر فشاں ہزارہا سمند باد پا صرصر رفتار ہر قدم میں کھنکھناتے گھونگرو طلائی کے جھنکار کرتے
ساز و سامان سے چمکتے ہوئے اون پر زین جواہر نگار پڑے ہوئے بیچ میں تاج بادشاہ
مرصع جواہر الماس و یاقوت سے بہرا زمرد و لعل سے جڑا سلطان العالم با ملبوس زرین
و تاج زمردین اوس پر جلوہ فرما ہر جانب سے مرصع و مشرق چتر پیروہ [illegible] شاہی
و بندگان خاص زیب یمین و یسار غرضکہ اس جاہ و حشمت سے تا بدرگاہ سواری ہوتی
آتی قدرت خدا کی نظر آتی دست مبارک سے خوب تصدق عطا کیا غربا و مساکین
کا گھر زر و مال سے بھر دیا درگاہ میں حاضر ہو کر حسب قاعدہ حاضری کھائی بیعت
دولت وہان چڑہائی ترقی دین اسلام ہوئی اور استیصال کفر و ضلال اول یہ دستور
رہا کہ جب سواری روزمرہ باہر نکلتی تھی چند سوالات اہل خاص گرد [illegible]
لئے ہوئے آگے پیچھے پڑہتے ہوئے جاتے تھے کہ وہ اخود اوان مستغیثان [illegible]
حالات کی اوسمین چھوڑ دیتے تھے جب بادشاہ سواری سے داخل محل ہوتے تھے
تو وہ عرائض و کوائف ملاحظہ میں گذر کر احکام نافذ [illegible] رسی سے جاری ہوتے تھے

حالات معزولی امین الدولہ بہادر وزیر و مشہوری نواب علی نقی خان بہادر بعہدہ وزارت

چونکہ عہد جنت مکان سے امین الدولہ وزیر تھے امور سلطنت میں
مشیر باتدبیر تھے انکی وزارت میں خوب انتظام تھا ہر طرح پر ملک کا انصرام تھا
ایک روز عجیب واقعہ عبرت الناظرین گذرا کہ امین الدولہ گھر سے نکل کر دربار جاتے
تھے جب سواری قریب امام باڑہ ملکہ زمانیہ کے سیڑہیون پر پہنچی چار شخص

گزین خانہ زاد عقیدت سرشت صفوت آئین مختار ذی اقتدار یار وفادار پیشتر بند
مدار الدولہ منتظم الملک علی نقی خان بہادر سہراب جنگ بادشاہ تو اپنا خیر خواہ جانکر بالکل
سفید و سیاہ کا لیا جا کر دیا اور انکے منصب و جاہ دیا نواب صاحب ایسا جاہ و مرتبہ پاکر
اپنا گھر بھرنے لگے جتنے ہو سکے بنگلے سب کی نواب کے مال و ملکی انتظام ہونے لگا
فوج کا سر انجام ہونے لگا تمام عزیز و اقارب نواب کے کمیدان و رسالدار ہو گئے
ہر معاملات سلطنت میں دخیل و مختار ہوئے بادشاہ اپنی عیش و آرام میں مشغول رہے کچھ فرصت
ملاحظہ کاغذات ملکی و دیگر امور جانداری کے معلول تھے بعد سب معاملات
جزو کل نواب صاحب کے حوالے ہوئے شب و روز غفلت و مال و دستار ہی شش

آمد امیر کبیر نواب گورنر جنرل ہارڈنگ صاحب بہادر وزیر شاہ لندن بمقام کانپور اور جانا چاہی پانی کا بارگاہ سلطانی سے اور روانگی خیام شاہی واسطے استقبال گورنر بہادر کے

صاحب جانشین دربار نے بادشاہ کو خبر دی کہ گورنر جنرل بہادر فرخ آباد تک تشریف
لائے ہیں بر رسم قدیم بے خوف و بیم ملاقات گورنر ضرور ہے اگرچہ ابھی سفر دور ہے
کیونکہ سلاطین ماضیہ واسطے ملاقات گورنر کے ہمیشہ جاتے تھے اور وہ خود آتے تھے
ملاقات سے باعث ازدیاد مراسم محبت و اتحاد ہے اور ہر طرح سے موجب رفع
نزاع و فساد ہے پس بادشاہ نے ایماء صاحب رزیڈنٹ بہادر کا پذیرا کیا
نواب صاحب کو حکم دیا کہ فی الفور پہلے سامان چاہی پانی کا روانہ ہو بعدہ ہم خود
سفر کرینگے فکر روانگی جدا گانہ ہو چنانچہ اوسی روز سے سب سامان روانگی کا درست ہونے لگا
اسباب عیش کا مہیا و جمع ہونے لگا از انجملہ ہزارہا ظروف نقرئی و طلائی واسطے صرف
طعام اور بلوریں و یاقوتی جام اور حسد حقہ جواہر نگار و ہود ج نقرئی و طلائی ہودا اور

و طائران مثل بہری و باز کوہی اور چند جوڑیاں اسپ مادہ عربی و خیام و بارگی پشمینہ
ہر اقسام کے تحائف و خزینہ ہمراہ مرزا وصی علیخان کے کہ ایک نمایان بارگاہ سلطانی تھے
تیار روانہ ہوا اور شقہ جات و احکام شاہی بنام ناظمان و عاملان کے فوراً معرفت
شتر سواران جاری ہوئے کہ اپنے اپنے حدود مین سامان رسد وغیرہ کا تیار رکھیں
و رسد کا انبار رکھو کسی چیز کی تکلیف و دقت ہونے نپاوے ہرگز شکایت ہونے
نپاوے بعدہ خیام شاہی او [illegible] ہاتھیوں پر انبار ہوئی اور کئی سو شتر
خزانہ کے شمار ہوئے ہر اقسام کا اسباب روانہ کانپور ہونے لگا سامان سفر بندوبست
ہونے لگا راہوں مین راوٹی و بارگی سر راہ پالین بازار کے [illegible] کی بنتین
بازار راہ مین موجود و فراہم ہر طرح کے اسباب عیش و نشاط باہم [illegible]
زمین ہو گئی صورت آسمان [illegible] غیرت کہکشان غرضکہ مقام
شہر [illegible] سے تا بلب گنگ [illegible] کی کھنک تھی اور زر نقد و سیم کی جھنک تھی
کوئی ایسا مقام نہ تھا کہ جہان موزون فرش و خیام نہ تھا ہزارہا فوج و پیادہ و سوار
تماشائیوں کا ہجوم بے شمار روز تا بارگاہ سلطانی ایستادہ ہر طرف سے محافظ
واسطے درستی کے آمادہ جہان تک حد نگاہ ہو خیمے خیام سلطانی قبہ نور سے
کھڑے ہوئے ہر [illegible] زربفت و اطلس [illegible] چڑھے ہوئے اور [illegible] پشمینہ کے خیام
زرنگار [illegible] مین [illegible] کی گل [illegible] کی بارہ دری [illegible] اسکی موتیوں سے
جڑی کنول جھاڑ بلورین رنگارنگ ہانڈیاں یاقوت و زمرد کی جھلکا [illegible]
[illegible] خیام مین سجے ہوئے اپنے اپنے مقام مین راجہ تھا [illegible] و غالیچہ
[illegible] آب باغ تازہ بہار سبز کیا [illegible] ایک انجیا نارنج و سیب بھی تازہ لگا یا
[illegible] آراستہ گلشن فردوس ہو گیا وہ پیراستہ سامان ہوتا تھا کہ یہ لالہ زار
[illegible] بہار کہین سے اوٹھا آیا ہے یا فی الفور پختہ زمین پر لگایا ہے کیونکہ

اوس ریاض تازہ مین سب پھول چمن کے سمن یاسمن نسرین ونسترن کہین ہزارا
خوشبو گلاب تھا ہر ایک پھول غیرت آفتاب تھا وہ چمنستان ہر رنگ و بو مین رشک
گلستان جنان تھا ہر طرح سے شاداب وخندان تھا اعزازی سلطانی کے خیام جیب و
راست تھے ہزارہا کنڈلے وخیام ریشمی بے کم وکاست تھے شاگرد پیشہ کی چھولداریون
سے گرد حصار تھا بارگاہ شاہی کے قریب خاص بازار تھا خوان نعمت ہر دکان پہ
بے شمار ہر ایک شئے سے موجود ہر دکان کہین گرم تنور ہے کہین شیرینی شفاف مثل کافور نیچ
طباخ لاجواب کباب وشیرمال نفیس پکائے ہوئے دکانین ہر ایک نعمت سے لگائے
ہوئے بھنگیڑون کی ہر ایک جگہ موقع پر دکان تھی اوسکی بھی نئی سج دہج نرالی آن بان
تھی ہزارہا دکان مہاجن وصراف زرنقد وسرخ کا ڈھیر تا بہ ناف جداگانہ ہر گنج
وبازار کا نشان تھا ہر ایک اجناس سے بھرا مکان تھا طوائفین جو ہمراہ لشکر تھین وہ
ہر ایک غیرت خورشید وماہ منظر تھین کثرت فوج کا کیا شمار ہزارہا پیدل ہزارہا سوار
پس و پیش سب توپخانے تھے بہت پرانے اور نئے کارخانے تھے صدہا ضرب توپ
آتش افشان جنگ کی تھین ہر طرح اسباب و ڈھنگ کی تھی

پہونچنا ایلچی کا فرخ آباد مین اور شرفیابی گورنر جنرل بہادر سے

مرزا وصی علیخان ایلچی بعد طی منازل وقطع مراحل فرخ آباد مین پہونچے دوسرے روز باسامان تزک
وحشمت بلطف ولباس سفارت دربار گورنری مین آئے وہ دربار عالی وقار مرجع
مہمات ہندوستان مجمع گروہ عالیان تھا بعد اطلاع وخبر آمد ایلچی دربار مین گذر ہوا
ایک انگریز معزز رہبر ہوا ایلچی نے ادای آداب وسلام عرض کیا کہ شاہ اودہ آسمان بارگاہ
عدیل جہان پناہ آپ کے مشتاق ملاقات ہین اور مستفسر حالات ہین جواب پایا کہ اونکی
عنایات سے ہمکو بھی ملاقات کا شوق ہے معاینہ کا ذوق ہے ہم واسطے ملاقات کے
آئے ہین اسی طرح سے چند کلام رہے مراسم ادای نامہ وپیام رہے غرضکہ ہر ایک امر کا

جواب باصواب ملا اور ہدایا و تحائف جو ساتھ لے گئے تھے وہ سب گذرانے بدل
قبول و منظور ہوا ایلچی رخصت حسب دستور ہوا اور ایلچی روانہ لکھنؤ ہوا شہر والیہی
کو بکیہ ہوا اور ہر گورنر نے حکم کوچ کا دیا پیش خیمہ آگے روانہ کیا چند روز میں حکام گورنری
اوسی جگہ پہونچے کہ جہاں پر خیام شاہی نصب تھے مہیا سامان سب تھے چنانچہ
گورنر جنرل بہادر فرخ آباد سے کوچ کرکے باجاہ و حشم بسیار و ہمراہی فوج گورہ
پیادہ و سوار کانپور میں داخل ہوئے اور واسطے ملاحظہ فوج جنگی کے رخصت وہاں کی
سوار ہوئی بادشاہ کا تخت گاہ سے جانب کانپور واسطے ملاقات گورنر
اور جب گورنر جنرل کانپور میں پہونچے ادہر خیام شاہی روانہ ہوئے در دولت سے
دو کوس تک دورویہ سڑک میں ہجوم بے شمار انگریزی و ہندوستانی
سواروں کے رسالے تیار جلو میں مردمان بادشاہی تھے چپ و راست
افسران فوج واسطے جان نثاری تھے ایک بگھی فٹن ولایتی اوسمین
چار چار گھوڑوں کی جوتی اول تو وہ فٹن نقرئی و طلائی کار ساز اوسکا صحیح
و زرنگار مصور [illegible] نور صفائی و شفافی میں رشک شعلہ طور دوسرے وہ گھوڑے
خوش رفتار باد پا [illegible] سراپا ساختہ بارگاہ سلطانی کے آراستہ ہو کر
بادشاہ [illegible] اوس پر سوار ہوئے مصاحب چند خاص ہمراہ و چار [illegible]
اوس وقت کے سامان جلوس کا کیا حال بیان کیا جاوے کہ جلوخانہ میں عالم جلوہ
نور [illegible] سامان جلوس سے معمور تھا جنگل ہر رسالہ کا جیسے لگا گھٹا کا بادل سا
گھرنے لگا [illegible] سلامی کی توپ سر ہوئی روانگی کی خبر مشتہر ہوئی یہاں سے سواری
آگے روانہ ہوئی قواعد شاہانہ ہوئی غرض کہ شہر سے اول موسی باغ میں داخل ہو
استراحت سے دو شب وہاں مائل ہوئے بروز نیک ساعت سعید وہاں سے کوچ
فرمایا ابر آسمانی نظر آیا اوس روز غضب کی سردی و شدت ابر باران کچھ ترشح اور ہوا

پریشان سڑک پر گرد کا نام نہیں غبار و گرمی سے کام نہیں آسمان پر شور رعد چمک
برق خاطف کی دو چند اسی حالت میں تا بہ نول گنج پہونچے وہان بھی خیام شاہی نصب
تھے اور حسب طلب تھے نول گنج میں حسب شاہی سلامی ہوئی سواری آگے بڑھی
اور تا نظر آباد وہان سے قدم آگے بڑھا رفتہ رفتہ قریب کانپور کے آئے بادل فوج کی
چھائے یہان سب نالیان لشکر چشم براہ تھے سواری دیکھتے تھم گئے پہرے
سلامی کے تھم گئے قریب تر سواری آئی جلو میں بادشاہی آئی ہر ایک نے قاعدہ سے
تسلیم جھکایا پھر آداب بجا لایا غرض کہ بگھی پر سے اوتر کہ خیمہ میں بادشاہ داخل ہوئے
اس طرح یہ قطع منازل ہوئی ابر رحمت برسنے لگا زور سے پانی پڑنے لگا اوسوقت
عجیب کیفیت نمایان تھی ہوا ایک تو پانی کا برسنا شدت ہوا سے سردی کا ہونا دریا
گنگ کا کنارہ دلدل و ریت کہیں نہ گرد و غبار نہ چمکتی دھوپ ایسی سامان انتظام

جانا مرزا سکندر حشمت بہادر کو جانب بادشاہ ہمراہ نواب علی نقی خان صاحب بہادر گورنر جنرل کے استقبال و ملاقات کو

بادشاہ نے نواب سے فرمایا کہ بسبب بارش علی الاتصال کے سخت اذیت ہے پانی کی شدت ہے لشکر کو
پریشانی ہے ہر طرح کی حیرانی ہے گورنر کے پاس مرزا سکندر حشمت بہادر کو واسطے ملاقات
معین فرماتے ہیں چنانچہ مرزا صاحب بہادر ہمراہی وزیر اعظم جلوس شاہانہ سے خیام
گورنری میں پہونچے گورنر جنرل بہادر نہایت اعزاز و اکرام سے پیش آئے اول تذکرہ
بادشاہ کا آیا یوم ملاقات کا قرار پایا چنانچہ وہان سے مرزا صاحب بہادر نے واپس
آکر بادشاہ کو اطلاع دی جملہ کیفیت بیان کی کہ گورنر کو بھی بس ملاقات کا شوق ہے
دل میں نہایت ذوق ہے کل صبح کو ملاقات ہو رسم تواضع و مدارات ہو بادشاہ نے
یہ پیام سنکر حکم دیا کہ صبح کو فوج و لشکر میں تیاری ہو کہ آراستہ سامان سواری ہووے
چنانچہ چوبدارون نے حکم تمام سنا دیا ہر ایک کو آگاہ کیا سپیدۂ صبح نمودار ہوا ہر ایک اسباب

بیدار ہوا جملہ سامان جلوس مرتب و مہیا کیا گیا ہر قسم کا سامان ہمراہی یکجا کیا گیا سوار انگریزی
دس بارہ ہزار تھے لباس مع ساز اونکے زرتار تھے اور سپاہ ہندوستانی مسلح و زرہ پوش
چار آئینہ و جھلم بردوش سرون پر خود فولادی صاف مصفا عیان تھی اسپان تازی پر سیاہ گستوان

سوار ہونا بادشاہ کا اپنے خیمہ سے جانب خیام گورنری

امرای دربار شاہی کا اوس روز عجیب ڈھنگ تھا ہر ایک کی پوشاک و لباس کا نیا رنگ
تھا زرتار اف جنت بدن تھے لباس زرین زیب تن تھے وزیر الممالک حضرت کی پاس
با لباس مغرق و جواہر مثال ماہ و مہر مسند پر تھے دولت کی گویا قندیل تھے تیغ خراسانی
زیب کمر قبضہ میں سلک ہای گوہر اور بادشاہ لباس جواہر سے سراپا مغرق قبۂ نور پر ضیا
سر پر پوشاک جامہ حسن زیب در بر حسام اصفہانی کمر میں موزون و آراستہ کمربند جواہر نگار
زیب کمر و پیراستہ باین شان و شوکت ہوا اور پر سوار ہو کر سواری چلی باد بہاری آگے
بڑھی چتر بردار نے چتر زرین لیا حضرت پر سایہ کیا مرزا ولیعہد و جرنیل صاحب ہمراہ تھے ہوادار آ
سب کے پس سواری شاہ تھے حلقہ ندیمان میں بادشاہ جیسے ستارون میں ماہ صد ہا
خاصون کے گھوڑے پری وش گوہر شم مرصع و مکلل سر سے تا بہ سم زر آلود نقرئی زین
سکامت و زرین اون میں یاقوت و لعل جڑے ہوئے گویا موتیون کی لڑی ہوئی جھمکہ
پل کشتی سے لگے گذر ہوا سواری دیکھکر ہر ایک ششدر رہا قریب پہونچکر بادشاہ ہاتھی
پر سوار ہوئے خواصی میں چند خواص و چتر بردار ہوئے وہ ہاتھی بلند کوہ تمثال اوس پر
ہودج طلائی مرصع با یاقوت و لعل دانت اوسکے عجیب شان و انداز سے کھڑے ہوئے
اوسپر ہالی طلائی مرصع کے جڑے ہوئے غرض کہ اس تزک و شان سے بادشاہ قریب
خیام گورنری کے پہونچے سواری کے لوگ تھم گئے پرے قواعد کے جم گئے اون خیام
کے سرا چون بین ایک بارہ دری نہایت وسیع زردوزی لگے اوسکے ایک شگیرہ کلان
سکامت کھڑا ہوا ہر ایک پردہ اوسمین زری کا پڑا ہوا جیسے راست بائین گورہ کی ہجی ہوئی

سلامی کو تھمی ہوئے اور ایک خیمہ علیحدہ جسمین میز کہانے اور چاہ پانی کا آراستہ جام
بلورین و ظروف نقرئی طلائی سے پیراستہ اسپر گورنر کو انتظار بادشاہ تھا ہر ایک شخص
چشم براہ تھا غرض کہ ہاتھی سے بادشاہ اوترے ہوادار پر جلوہ فرما ہو کر لب فرش
پہونچے وہان سے گورنر جنرل بھی تعظیما آئے بادشاہ کو لے گئے دونو جانب سے دست بوس
سلام ہوا استفسار خیریت کا کلام ہوا بعد اوسکے گورنر نے بادشاہ کو کرسی زرنگار پر
باصد اعزاز و احتشام بٹھلایا ہر اسم مستقر ہوا اوسکے ہاتھ سے ہاتھ ملایا گورنر جنرل بھی
ایک کرسی زرین پر رونق افزا ہوئے مصاحبین ہر جانب سے دست بستہ ہوئے
گورنر جنرل بادشاہ سے ہمکلام تھے سکوت مین خاص و عام تھے بڑے ذوق شوق
سے ملاقات ہوئی نہایت اخلاق و تہذیب کی ہر ایک بات ہوئی گورنر نے ایک قلمدان
عاج ولایتی ہزار با صنعت و نفاست سے قطعدار مرصع و گلدار علاوہ اسکے ایک جلد کتاب
گلستان بخط ولایت کہ ہر ایک صفحہ اوسکا تختۂ گلستان جنان تھا اور ہر ایک حرف
و نقطہ اوسکا گلدستہ گلستان تھا بطور تحائف سامنے بادشاہ کے پیشکش کیا خادمان
شاہی نے اوٹھا لیا بمقام چاہی پانی مین آئے نعمت خانے کے سامان دیکھائے
قریب میز کے بادشاہ نے کرسی جواہر نگار پر جلوہ کیا خادمان خاص نے حقہ حسن محفل
زمردین جواہر نگار سراپا زرتار آگے لگا دیا وہ حقہ زمردین کہ جسکے عکس سبزی سے تمام
خیمہ سبز اور منور ہوا خوشبوی دہنوین سے دماغ معطر ہوا اور انگریز اپنے استعمال غذا
مین مشغول تھے جو اونکے معمول تھے بعدہ یہ صحبت برخاست ہوئی وہ جماعت
مجموعی چپ و راست ہوئی ایک دوسرے خیمہ مین جو مقام خلوت سا اچھا نہایت
دلچسپ و دلکشا تھا تھوڑی دیر تخلیہ کی صحبت روبرو رہی ہر قسم سے راز و نیاز
کی گفتگو رہی غرض کہ بعد اس مراسم کے بادشاہ رخصت ہوئے ملاقات سے نہایت
محظوظ و بامسرت ہوئے گورنر جنرل نے اوس گھوڑہ عربی بازین زر مغرق ساز و یراق ایک

ترکی و ولایتی براق اور چند ہاتھی معہ عماری زرین اور مرصع ہوا اور ایک خیمہ پشمینہ کار زرنگار
از قسم تحائف بادشاہ کی خدمت مین پیش کئے ملاحظہ ہو کر ہر ایک ملازمان و خادمان حاضر
و عاملہ انگریزی کو انعام و خلعت بیش بہا عطا ہوئے الغرض وہان سے بادشاہ سوار ہو کر باحشمت
و اجلال اپنے خیام شاہی مین داخل ہوئے استراحت سے مائل ہوئے

تذکرہ واپسی بادشاہ دربار گورنر جنرل سے خیمہ گاہ سلطانی مین

بعد ملاقات گورنر کے بادشاہی بارگاہ مین ذی فوج ہمراہی ذکر کھولی ہر ایک مشغول بکار ہوا مصروفی
دربار ہوا دوسرے روز ندیمان سلطانی واسطے استقبال اور لانے گورنر جنرل کے
روانہ ہوئے سامان جلوس شاہانہ ہوئے دریای گنگ کے اوسطرف صدای توپ
بلند ہوئی معلوم ہوا کہ گورنر اپنے خیمہ سے سوار ہوئے یہان آمد کے سامان تماشہ ہوے
گرد سواری گورنر کے فوج گورہ بلباس مکلف و چست ساز و یراق سواران کے
نہایت درست چمکتے تکے روی صاف کا وہ نور جیسے ابر تیرہ مین برق خاطف و شعلہ طور
غرض کہ باین آئین و حشمت گورنر جنرل خیمہ شاہی مین رونق افروز ہوئے ہمراہیان گورنر
ہمراہی مین جلوہ ریز ہوئے حسب قاعدہ انجمن سلطانی رونق پذیر محفل شاہی بے نظیر بار گوہر
کے مرصع و زرنگار سلک یاقوت و گوہر گرانبار زیب گلوی گورنر ہوے عطریات شہنشاہی
محمد شاہی سے لباس معطر ہوئے اور ہر ایک انگریز کو بارہ تار تقسیم ہوئے انعام کثیر زر و
سیم ہوئے جلسہ ملاقات کا تمام ہوا وقت رخصت گورنر جنرل سے یہ پیغام ہوا کہ تختگاہ
کو بھی سرفراز کیجئے معافی سے ممتاز کیجئے گورنر جنرل نے قبول کیا رضامندی سے
جواب دیا بعدہ بادشاہ وہان سے سوار ہوئے ہمراہی مین مصاحب و جلیس و چار ہوے
مع لشکر و حشم نواب گنج آئے اہالیان فوج حسب دستور آداب سلامی بجا لائے اوس
مقام پر ایک مظلوم زمیندار حاضر ہوا زمین بوسی کر کے بادشاہ کو نذر دیا اور اپنا حال
مظلومی عرض کیا بادشاہ نے بنظر رعایا پروری استفسار حال کیا زمیندار نے بخوبی جواب و

سوال کیا کہ عامل وقت نے سخت تنگ کیا ہے بربادی کا ڈھنگ کیا ہے بمجرد استماع
استغاثۂ زمیندار کے حکم محکم خسروانہ بنام انجم الدولہ دار وغہ دیوانخانہ جاری ہوا کہ
فی الفور رفع داد کی جاوے ہمارے پاس تک مکرر فریاد نہ آوے چنانچہ بتعمیل اس حکم کی
زمیندار مذکور اپنی مراد سے کامیاب ہوا اور انصاف شاہی سے بہرہ یاب ہوا و ہانسے
طرفۃ العین میں سواری ڈاک لگی بادشاہ ونگی میں مستعجل ہوئی بعد طی راہ کی عشق منزل مین داخل ہوئے

آنا گورنر جنرل کا لکھنؤ مین و سامان ہونا ضیافت وغیرہ کا بارگاہ سلطانی سے

جب بادشاہ لکھنؤ مین داخل ہوئے تمام شہر لکھنؤ مین حکم تیاری و آراستگی
کا جاری ہوا چنانچہ بموجب حکم سلطانی تمام دوکانات شہر کی نہایت
آراستہ و صاف ہوئیں مثل آئینہ شفاف ہوئیں ہر مکان مین کنول جھاڑ گیلاس ہانڈی چڑہی
ہوئی تمامی اور بادلہ سے مڈہی ہوئی بازار چوک کس خوبی و صفائی سے آراستہ ونگار نگ ہوا
ہر مکان کا نیا ڈھنگ ہوا گورنر جنرل نے کانپور سے سوار ہوکر شمہدرے مین مقام کیا
وہان بھی اہلکاران شاہی نے خوب اہتمام کیا یہان حکم سلطانی یون نافذ ہوا کہ صبح کو
سامان جلوس تیار رہے ہر ایک شخص خبردار رہے چنانچہ صبح کو سلطان العالم ہودج زرین پر
سوار ہوئے سامان سواری تیار ہوئے جو جلوس روز اول تھا وہ اوس قدر نہ تھا بلکہ
جملہ سامان نیا نظر آتا تھا جلوہ قدرت خدا دیکھلائی دیتا تھا غرض کہ بادشاہ تا بہ شمہدرے
خود جاکر باعزاز و احترام گورنر کو لکھنؤ مین لائے اول مکانات شاہی شاہ منزل وغیرہ
دیکھلائے گورنر نے کیفیت تیاری مکانات کی ملاحظہ کی قدرت خدا کی نظر آئی اوس روز
تیاری آراستگی مکانات کا کہان تک بیان ہو یعنی وہ لب آب سنگی بارہ دری جسمین فرش
قاقم و سنجاب پردہ ہای زری کے نایاب شیشہ ہای بلور سے تمام کوٹھی منور ہر ایک جھاڑ
رشک شمس و قمر سیر ولایتی ہر مقام پر موقع سے لگے ہوئے جام بلورین و زمردین او سینی
ہوئے ہزار ہا ظروف نقرئی و طلائی پر زمیوہ ہای لطیف و منتخب و فرعفر لذیذ ادر صد ہا

اقسام کے کباب رکھے ہوئے بحال و لسوزی پکے ہوئے قریب میز طعام کے ہر دو جانب
تشانات مرصع کہ یہ قاعدہ دعوت اہل فرنگ کا ہے نہایت رونق سے موزون و زرنگار
پھری اوسکی مکلل و آبدار یعنی ضیکہ بعد ملاحظہ سامان نادرہ کے شغل طعام ہوا اوس وقت بادشاہ
نے جشن محفل طلب کیا خواص نے سامنے حقہ زمردین کو لگا دیا ہر جانب سے ناچ رنگ کا
سامان و ساز تھا ہر سمت سے بربط و بین و ستار تھا مغنیان مشغول نوای و صدا ہر ایک
اون مین ناہید وار و دلوا بادشاہ گورنر کا ہاتھ لیکر آپ زیر سائبان اطلسی مین رونق
افزا ہوے کرسی زرنگار پر جلوہ فرما ہوئے ہاتھیوں کی لڑائی شروع ہوگئی حکم ہوا کہ گارسی
بڑھا و لڑائی دیکھلاؤ وہ فیل مست کہ کوہ سے زور آزمائی کرین اور آسمان سے لڑائی کرین
خوب لڑے عرصہ تک یہی شغل رہے وقت شب کے مکانات شاہی روشنی سے پرنور
ہوئے رشک جلوہ طور ہوئے آتشبازی عجائب و غرائب چھوٹی ہر طرح کے صحبت
شاہانہ تھی عیش و عشرت زمانہ رہی گورنر بادشاہ سے رخصت ہو کر اپنے فرودگاہ
مین آئے صدہا کشتیان پر از تحائف روزگار و جواہرات الماس نگار کی پیش ہوئی تھین ساتھ لا گئے

بیان حالات صحبت بادشاہ و تذکرہ ندیمان شاہی و اشغال سخنگوئی و رئیس ہنسوڑ

بعد رخصت گورنر جنرل کے جہان کا سرانجام ہونے لگا مناسب ہر کام
ہونے لگا بموجب صلاح وزیر کے ہر طرح سے بند و بست ہوا
ہر کارخانہ مین نظم و نسق ہوا اور بادشاہ کو انیس الدولہ و رضی الدولہ و نجیب الدولہ
و مستقیم الدولہ و میر ذکی مہر الدولہ مرثیہ خوان قدیم ندیمان سے صحبت شب و روز تھی
عجیب محفل دل افروز تھی ہر ایک گویا خوش بیان ندیم تھے رازدار قدیم تھے اور جلسہ
شعرا مثل سبع سیارہ فصیحان زمانہ یعنی مقبول الدولہ قبول و مرزا محمد مہدی درخشان
و مہتاب الدولہ و میر علیجان و آفتاب الدولہ خواجہ اسد قلق و فتح الدولہ محمد رضا برق
و تدبیر الدولہ منشی مظفر علی اسیر تھے ہر ایک ان مین سے طوطی زبان سحر بیان بے نظیر تھے

اور گروہ حکمای حاذقین مین سے حکیم مرزا علی حسن مسیح الدولہ و حکیم افضل علی شفاء الدولہ و
سیر نواب و طبیب الدولہ مسیحای عصر فلاطون وہر معالج قدیم خیرخواہ صمیم سرکار شاہی کے
تھے اور طائفہ مغنیان و نوا سنجان مین کیسے کیسے استاد کہ جنکے نام سے بیتان سین
سہانی پکھیرو شاگردی کا دم بھرتے تنتو خان و چھجو خان کوئی پکھاوجی لاجواب ناصر احمد و
غلام محمد خان و غلام علی خان بلکہ آفت روزگار اور سب نوازندگان سرود و رباب
ہر ایک بے مثل و نایاب جمیع تھے اور محمد حسین خان منجم و رمال و اخبار حالات ماضی و حال و
خوشنویسون مین جواہر رقم خان و یاقوت رقم خان و گوہر رقم خان کہ جنکا ہر دائرہ حروف
ہلال آسمانی ہو تو بجا ہے اور ہر نقطہ انکا قطب لکھے تو روا ہے مصورون مین مانی زمن
دیندار خان نامی نقاش گری جنکی تصاویر و عکس کشی سے نقل تصویر ہوئی آدمی بمثل تصویر حیرت
تصویر ہوئی غرض کہ جمیع کاملان ہر فن و اوستادان زمن ہر ایک علوم مین طاق و فنون
و علوم مین مشتاق شاگرد بادشاہ تھے جلیس و خیرخواہ تھے بادشاہ نے خود دیوان چند
مثنوی نہایت فصیح و موزون تصنیف فرمایا قول کلام الملوک ملوک الکلام کا رتبہ بڑھایا
ازان جملہ ایک مثنوی ماہ پیکر و سیمیں تن دوسرے نوا الہی تصنیف ہوئی کہ بیمثل و لاجواب
تالیف ہوئی بنیاد جلسہ رہس کی اوسی مثنویات سے قرار پائی کیفیت محفل رہس اندر
کی دیکھلائی صدہا طوائفان حسین و جمیل اوس رہس مین ملازم و مامور ہوئین لباس
پریون مین مشہور ہوئین ہر ایک کو پوشاک جواہر نگار و زیور مرصع و زرنگار عطا
ہوا عجیب لطف کا جلسہ برپا ہوا قطعہ دار و موزون سب اوسکے مردوزن تھے
جواہرات کے اوس کھیل مین ہرن تھے کوئی اون مین طاؤس جادو بنا کوئی آدمی
بشکل آہو بنا چند شاہزادے و دیو شکل قبیح و کیبو کوئی پری سرو قامت و سرو سہی تھی
بحر مین نو خاستہ و پری تھی کسی شاہزادہ کا نام بدر الدجی کوئی ماہ پیکر و مہر لقا تھا غرضکہ
سب مردوزن اوس قصہ سے واقفکار تھے بر زبان و یاد ہزارہا اشعار تھے سیان ہلال

و بیخود دو شاعر تھے اوس جلسہ مین ملازم تھے ندیمون مین قایم تھے الغرض وہ جلسہ رئیس کے طیار کرے گئے قصہ جات سمعی بچشم دکھلائے گئے

حالات انتظام و اختیارات نواب علی نقی خان و تفصیل عہدہ داران ارکان شاہی

سلطان عالم اپنے عیش و نشاط مین معروف و مشہور ہوئے غربا و مساکین داد و دہش سے معمور ہوئے اور نواب صاحب نے باختیار خود نظم و نسق سلطنت کا بخوبی انتظام کرنا شروع کیا عہدہ داران سابق و حال کو اپنے موافق فروغ دیا ناظم و چکلہ دار و عامل و فوجدار سب مقرر ہوئے اعزہ و اقربا نواب کے رسالدار و امیر تشکیل ہوئے جو عہدہ ارکان شاہی تھے اگر تفصیل مفصل اونکی لکھی جاوے تو ایک کتاب جداگانہ ہوجاوے مگر اسامی ضروری جو رکن رکین و عمال سلطنت اوس زمانہ مین تھے اور ہر طبقے [illegible] ہر کارخانے مین تھے ذیل مین درج و تحریر ہوتے ہین [illegible]

مشیر الدولہ بہادر مہاراجہ بالکرشن دیوان شاہی

مدبر الدولہ راجہ جوالاپرشاد نائب میر منشی

مصاحب الدولہ مہتمم جاگیرات و معافی

دبیر الدولہ منشی عبد اللطیف مہتمم دفتر انگریزی شاہی

مجد الدولہ مفتاح الدولہ وغیرہ اولاد کپتان

فتح علی خان مہتمم کوٹھیات اسباب جواہرات وغیرہ

منصف الدولہ میر سید محمد صاحب مجتہد العصر داروغہ عدالت اہل تشیع

بشیر الدولہ خواجہ سرا نواب ناظر محلات

راجہ کندن لال بخشی بیت المال [illegible]

راجہ الفت رای بخشی الملک

احتشام الدولہ و اہتمام الدولہ [illegible] حسین خان داروغہ دیوان خانہ و [illegible]

رکن الدولہ مہتمم اخبار ملکی و میر [illegible]

مرزا علی رضا بیگ کوتوال شہر لکھنؤ

مولوی [illegible] یوسف داروغہ عدالت اہل تسنن

شرف الدولہ مرزا غلام رضا خان بہادر داروغہ گنجیات و مہتمم [illegible] کارخانجات

سامان شادی مرزا ولیعہد بہادر

شادی کتخدائی ابو الحرب فغفور جاہ خاقان حشم صاحب عالم ولیعہد مرزا جاوید علیخان بہادر
کی تیاری ہوئی ہر ایک رسم تقریب کی جاری ہوئی جملہ سامان جاہ و حشم باہم ہوا اسباب نشاط
و عیش فراہم ہوا تمام سال جوڑے سرخ و زرین و لباس مرصع تقسیم ہوئے مستفیض ملازم و
ندیم ہوئے منوں عطر کا صرف ہوا لبریز عطروں سے ہر ایک ظرف ہوا منہا من شیرینی طعام کی
تقسیم خاص و عام ہوئی تمام شہر میں ٹھٹھروں کی روشنی تھی نہر میں حوض روشنی تھی سیکڑوں
نقار خانہ گڑے ہوئے ہر ایک جگہ خیام پشمینہ و بادلے کے کھڑے ہوئے عجب عالم اہل دربار
تھا کہ پوشاک سرخ سے ہر ایک گلنار تھا لال بارہ دری لال تھی زنانہ کوٹھی گلال
تھی ہزارہا پری رویان لالہ فام و لولیان نازک اندام خوش آواز و خوش قامت رقص میں ایک
بلا و قیامت تھی محلات معلی سب ایک جا ہر مکان قصر جنت سے سوا تھا لالہ رخسان سرخ پوش
کماریاں گوہر گوش یوم شادی صبح کو اس ہجوم کثرت سے برات آراستہ ہو کر روانہ ہوئی
کہ قابل دید زمانہ ہوئی نوشاہ رونق افزوز سواری بزم شادی ہر جانب سے غلغلہ پیدا تھا
جملہ محلات شاہی سکھپال طلائی و عماری زرکش پر سوار و زنانہ جلوس میں پیادہ و سوار
ہر ایک فیل آراستہ پر نوشاہ اور بادشاہ گویا ایک برج میں دو ماہ جلوس برات میں
تزک و حشمت شاہی کا بالکل تھا صدا سے باجوں سے عالم میں شور و غل تھا غرض کہ
بعد اس سامان کے عقد ہوا مبارک سلامت کی آواز آئی ہر سو سے صدائے ساز آئی
سمدھیوں سے اسباب جہیز کا تیار تھا حساب و اندازہ سے بے شمار تھا مراسم برات
رخصت ہوئی رسوم سے فرصت ہوئی دولہا و دولہن جلوہ افروز محل شاہی ہوئے
عرصہ تک جشن نوروزی و سرور جشن شاہنشاہی ہوئے ایک شاعر نے تاریخ شادی
کی موزوں کی وہ اس مقام پر لکھی گئی تاریخ دو گل بہ بہت لب بلب ہو گئے دو خورشید ہیں ایک جا ہو گئے

حالات تعمیر و تیاری قیصر باغ و میلہ سرخ پوش

شاد کام ہون مشاہدہ مین خاص و عام ہون

عدالت بادشاہ

حالات عدالت و نصفت سلطان عالم کے حیطۂ امکان سے باہر ہین تحریر و تقریر
سے قاصر ہین اگر تحریر ہون تو دفتر جدا گانہ چاہیے لکھنے کو زمانہ چاہیے مگر چند حکایات
عدل و انصاف کے نظیراً زیب قرطاس ہین یہہ بیانات بھی عدالت اساس ہین اول
یہہ کہ عہد سلطنت سلطان عالم مین ایک وقت قریب بارگاہ سلطانی کے ایک شخص نے
ایک شخص کو ناحق جان سے مار ڈالا نہین معلوم کس کا عوض نکالا بذریعۂ اخبار گشتی
سے بادشاہ کو یہہ خبر معلوم ہوئی مفصل خبر مفہوم ہوئی کہ مقتول ہونے والا کسی گانون کا ہے
قاتل ہلاک کر کے مفرور ہوا خون ناحق ضرور رہا یہہ خبر سنتے ہوئے بادشاہ کو غضب
و جلال ہوا غصہ کمال ہوا نواب کو بلایا زبان مبارک سے فرمایا کہ اللہ اکبر تخت
شاہی پہ غفلت و عناد ہے اسطرح کی ظلم و بیداد ہے اہلکاران شاہی ایسے غافل
ہین کام سے بالکل کاہل ہین خیال و فکر رعیت نہین خواب غفلت مین سوتی ہین اپنے
حق مین زہر بوتی ہین سمجھ اپنی طبیعت سے مہلت نہین بد مزگی مزاج سے فرصت نہین
اسیواسطے تم سب کا کام چھوڑا ہے مگر تم لوگون نے خبرداری سے مونہہ موڑا ہے
اگر اپنے حق مین بہتر جانین قاتل کا پتہ جلد لگا دین اور جب تک سراغ قاتل کا معلوم نہوگا
قسمیہ کہتا ہون کہ کھانا نہین کھاؤنگا کسی کی بات ہرگز نہ مانونگا یہہ حال سلطان عالم کا
دیکھکر زلزلہ پڑا تمام شہر مین تہلکہ پڑا ہر ایک شخص لرزان و ترسان ہوا تلاش قاتل مین
پریشان ہوا چنانچہ ہر جانب سے فکر کامل ہوئی تدبیر دستیابی قاتل ہوئی الغرض
بعد تجسس عظیم قاتل دستیاب ہوا بادشاہ کا خطاب ہوا گردن زنی کا حکم عام دیا
فوراً خون ناحق کا انتقام لیا جب یہہ حال ظاہر ہو گیا تو خاصہ نوش فرمایا لوگون پر عجب چھایا

حکایت عدل دوم

اوائل زمانہ سلطنت مین نہایت عدل و رعیت پروری رہی اور بیدار مغزی سے
بہت داد گستری رہی جس مستغیث و مظلوم کی وہان تک رسائی ہوئی اوسکی فریاد رسی
و عقدہ کشائی ہوئی بقول سعدی شعر نباید بریش دردناک از غمی * کہ تنہا دہد بر خاطر مرہمی
رسیدے * اوس ایام مین ایک لڑکا سوار کا احمد نام کم سن طفلی کے دن گردش زمانہ سے
محض ناکام بسبب یتیمی ہونے اپنے باپ کے جو سرکار کے جنگ جھگڑا مین نہایت مظلوم
و آفت رسیدہ و ستم اہلکاران سلطانی سے محض ستم کشیدہ و عہدہ سے فکر
بحالی نوکری پیچیپی و متصدیان کے پاس سرگردان ہر روز نالان و پریشان
رہتا تھا شدہ شدہ دروازہ عشق منزل تک آنے لگا امرای دربار کے پاس
جانے لگا سب سے منت کی کسی نے نہ سماعت کی وہ لڑکا تمام سال خوار و خستہ
ہر ایک شخص کے پاس دست بستہ رہا جب کہین کوئی مقصود نہ دستیاب ہوا
حال خراب ہوا ارادہ حاضری وقت سواری بادشاہ کا کیا ہر روز اسی تاک مین رہا
شب و روز تاک جھانک مین رہا کہ کب قدوم سلطان العالم تک پہونچون اور
مراد دلی پاؤن اتفاقاً ایک روز سلطان العالم ہوا دار پر سوار سیر قیصر باغ مین مصروف
تھے اور حالات انصاف اوس زمانہ کے بہت معروف تھے ہمراہی مین چند
مصاحب و خواص بعض لوگ منتخب و خاص یہ لڑکا مظلوم بھی ساتھ اندر باغ کے
چلا دربانون نے روکا جواب دیا کہ مین بھی ملازم شاہی ہون غلام ہمراہی ہون
مجھکو بادشاہ نے یاد فرمایا ہے اسلیئے بندہ یاری یہ کہتا ہوا قریب ہوادار کے
پہونچا فوراً قدم بادشاہ پر سر رکھدیا اور ماجرای حال بیان کرنا شروع کیا
الا بسبب خوف کے چہرہ متغیر و زرد ہونے لگا حضور کے سامنے رونے لگا
بلکہ بنظر التفات شاہی سلطان العالم نے فرمایا کہ حال اپنا مفصل بیان کر کیا تجھکو
اضطراب ہے کسنے ستایا ہے کیا ظلم پیش آیا ہے لڑکا بشفقت شاہی دیکھکر بے تکلف

گویا ہوا کہ میرے شوہر یا باپ میرا سواروں مین ملازم سرکار تھا قدیم کا نمک خوار تھا ہمراہ
ناظم کے جنگ مین پاؤن اوسکا بیکار ہوا نشست برخاست کے نا اختیار رہا اور یہا
میرے صغیر سن اور ایک پاری زرق کا کہین نہین سہارا ہے اہلکاران سرکاری سر رشتہ
بخشیگری بجہت بدلی اوسکے نام کے دوسرے کو مقرر کرتے ہین بہائی میرے خورد سال
فاقون سے مرتے ہین یہہ کہکر ایکا بہت گریان ہوا ہر ایک اوسکے حال کا پرسان ہوا
فوراً بادشاہ نے ایک چوبدار کو حکم دیا کہ بخشیگری مین اسکو لیجاؤ ابھی چہرہ اسکا لکھوا دو
چنانچہ علاوہ اس مرحمت کے ایک گھوڑا ابھی خاصے سے عطا کیا اور زر نقد بھی دیا

حکایت عدل سوم

جب بنا ہی تیار ہی قیصر باغ کی پڑی اور حدود دیوار کے ہر جانب ہر قسم کی بہر ارسا
مکانات قرب و متصل کے اندر باغ کے آ گئے مگر سب لوگ قیمت حسب دلخواہ
پا گئے چنانچہ ایک ضعیفہ عورت کی ایک جھونپڑی حلقہ باغ مین آ گئی ہر چند کہ اوسکو قیمت
دی گئی اوس ضعیفہ نے زر معاوضہ نہین لیا کچہہ زر نقد پر التفات نہین کیا بادشاہ نے
براہ ترحم کے اوسکو ایذا نہ دی جھونپڑی اوسکی بدستور حلقہ باغ مین رہنے دی مکان اوسکا
درمیان چمن تھا وہین مقام پیرزن تھا بلکہ اوسکے واسطے ہر روزہ خوان طعام مقرر
کیا ایام زمستان مین شال و دوشالہ و پاپوش خیال کرنا چاہیے کہ اسقدر ترحم
عنایت مزاج مین تھا کہ دل آزاری ایک ضعیفہ عاجزہ کی گوارا نہ ہوئی بجز رحم
کے صورت چارہ نہوئی کیا زور حکومت مین نہ اختیار تھا مگر خیال مظلومی کا پیش نظر تھا
بقول شیخ سعدی کے شعر بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن ٭ اجابت از در حق بہر استقبال می آید

حکایت عدل چہارم

ایک علاقہ مین مسلمان چودہری و تعلقدار تھا بڑا صاحب وقار تھا چنانچہ ایک
حلوائی کی دختر پر کہ نہایت حسین و جمیلہ و شکیل و عفیفہ تھی فریفتہ و مفتون ہوا

اوس لڑکی کے عشق مین مجنون ہوا آخر کو تنگ ہو کر اوس لڑکی کو لیتے گھر ڈال لیا
بعد ظلم مسلمان کیا حلوائی مظلوم و نالان ہوا نہایت پریشان ہوا چنانچہ ماں باپ
اوس لڑکی کے در دولت شاہی پر پہونچکر مستغیث و نالان ہوئے داد خواہان
ہوئے اتفاقاً سلطان العالم بادشاہ باغ کو جاتے تھے اثنائی راہ مین یہ مظلوم دادخواہ
ہوئے بادشاہ کے ہمراہ ہوئے دوہائی دی کہ دختر ناکتخدا کو چودہری نے چھین لیا
عزت و آبرو برباد کیا فوراً غالب جنگ کو حکم ہوا کہ چودہری کو قید کر لاؤ حال اسکا
بچشم خود دیکھ آؤ غالب جنگ فی الفور روانہ ہوا وہان یہ حال معائنہ ہوا کہ چودہری
نے نقل کوٹھی فرح بخش و قصر شاہی کی تعمیر کرائی ہے ہر ایک کوٹھی لب دریا و گلشتا
ہوائی ہے سوا اسکے سامان تاج و تخت سے مثل جلوس شاہی مع نشست ہے
غالب جنگ نے یہ حال دیکھکر فوراً عرضداشت کیا حالات تازہ سے اطلاع دیا چنانچہ
حکم قدر شیم نافذ ہوا کہ مکان کو یکقلم منہدم کراؤ اور چودہری کا جلد سر لاؤ فوراً مکانات
چودہری کے منہدم ہوئے چودہری مع دختر حلوائی گرفتار ہو کر در دولت پر روانہ ہوا
اس معاملہ انصاف سے آگاہ زمانہ ہوا چودہری قدم سلطان العالم پر گرا عفو تقصیر ہوئی
سو قوت المعز بہر ہوئی غرضکہ اندک توجہ مین چودہری کو تنبیہ و حلوائی کامیاب ہوا بقول شخصیکہ ہم خرما و ہم ثواب

حکایت عدل مجسم

خورد محل کے چند دیہات جاگیر مین تھے منجملہ اون دیہات کے ایک گاؤن مین چند
باغات ابراہیم خان و جہان گیر خان دہقانی نے نصب کیا تھا مثل لڑکون کے باغات
کو سرسبز کیا تھا اون غریبون کو درختان باغ سے الفت کمال ہر شجر گویا ثمرۂ نہال
منشی غلام حسین داروغہ خورد محل سے وابستہ حدود گانون کے ابراہیم خان سے کچھ تکرار
و خصومت ہوئی ابتدا ہی کی حکومت ہوئی غریب جان کر باغات پر قبضہ کیا عوض
عداوت کا لیا سب باغات یکقلم کٹوا ڈالے بغض و حسد کے حوصلے نکالے

دہقانی لوگ مظلوم وستم دیدہ پاس اہلکاران شاہی کے حاضر ہوئے اونکی داد کسی نے
ندی فریاد نہ سنی بقول شخصیکہ کون سنتا ہی فغان درویش ایک روز بادشاہ کی سواری
جاتی تھی سر راہ ان مظلومان نے عرضداشت اپنی ظلم کی گذرانی بادشاہ نے ملاحظہ
فرمائی جب عشق منزل مین داخل ہوئے وہ مظلوم طلب ہوئے حاضر سب ہوئے امرا وزرا
ومصاحب الدولہ مہتممان جاگیرات سے فرمان جاگیر منگائے گئے کاغذات دکھائے
گئے بعد ملاحظہ جملہ کاغذ کے عرضداشت پر حکم ہوا کہ ان باغات مین خود محل کا نہین ہے
یہ اراضی باغات خارج جاگیر ہے ایذا دہی بے تدبیر ہے چنانچہ یہ حال خود محل سنکر
مغضوب الغضب بادشاہ کے پاس آئین باکمال براسی آہ بھر لائین بہت شور وغل مچایا
مگر بادشاہ نے کچھ التفات نفرمایا اور یہ کلمہ علانیہ ارشاد کیا کہ رعایا سے محل کو غرض نہین
یہ اراضی کوئی چیز نہین ہم ایسی ظلم کو پسند وگوارا نہین کرتے غربا کو مجبور وبیچارہ
نہین کرتے غرضکہ تین روز تک یہی مرحلہ رہا خود محل نے کھانا نہین کھایا بہت ہنگامہ
مچایا مگر بادشاہ نے مقتضائے انصاف اون دہقانی کو قیمت وجتان باغ کی دلوائی
رسم عدالت وانصاف کی دکھلائی خیال کرنا چاہیے کہ باوجود اسکے کہ خود محل پر بادشاہ بہت
مانوس وراغب تھے ہر طرح سے ایک جان دو قالب تھے مگر بمقابلہ انصاف کے کچھ محل کا خیال نکیا تھا یا نہ کچھ لحاظ

بیان سخاوت بادشاہ

سخاوت سے دنیا مین نام ہے سخی کا نیکنامی سے بلند مقام ہے سخاوت دولت
لازوال ہے اسی سے جاہ وجلال ہے سلطانعالم کی صفت سخاوت وہمت کہان تک
بیان ہو کہ حد حساب سے افزون ہے اور اندازہ سے بیرون ہے اپنے عہد سلطنت
مین امرا وندیمان کو موتی وجواہر کے مالے دئے اور غریبون کو نہال وشالے دئے
غربا ومساکین زر وسیم سے مستغنی ہوئے شاعر واہل ہنر دولت سے غنی ہوئے گدا کو
زر بے حساب دیا ذرہ کو آفتاب کیا محلات معلی کو زیور واسباب مرصع وحشمت دی کہ دریا

روپیہ کی دولت دی اسقدر محلات کو جاگیر و معافیات دیا کہ علاقے و پرگنات معاف کیا انیس الدولہ ندیم خاص کو جاگیر دہلی اور حکیم شفاء الدولہ کو جاگیر جو شہر سے کا محاصل کثیر سے عطا فرمایا نام حاتم طائی کا مٹا یا البیان دربار کو ہر روز ہوا دار زرنگار فیل مع زرنگار اسپ عربی و ترکی بے شمار جواہرات و تحائف روزگار مرحمت کئے خطاب عمدہ عمدہ اگر تفصیل مع خطاب کی تحریر ہوی تو ایک مجموعہ و ذخیرہ بے نظیر ہوئی ؀

حال رضی الدولہ وغیرہ

چند ندیم پر ایسا لطف و کرم تھا کہ کمال اونکا جاہ و حشم تھا عنایت شاہی سے دولت بیکران پائی نعمت فراوان ہاتھ آئی ذرہ بھی آفتاب ہوئے دولت و جاہ سے کامیاب ہوئے قدر و خاطر اونکی ایزاد ہوئی اوج و حشمت خداداد ہوئی گویا کہ بادشاہ کی زبان تھی ہر طرح کے رازدان تھے منجملہ اونکے ایک رضی الدولہ ڈہاری جو بڑا محبوب و خاص جلیس تھا مونس و انیس تھا بسبب فرمایگی کے ایک خطا اوس سے سرزد ہوئی بادشاہ اوس خطا سے واقف ہوئے عفو تقصیر کیا مگر با این ہمہ شومی ایام سے بقول شخصیکہ مصرعہ اصل بد از خطا خطا نکند ؀ پھر اوس سفینہ کم مایہ نے ارتکاب خطا کا کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ رضی الدولہ و نجیب الدولہ و وحید الدولہ و قطب الدولہ ایک واسطہ وارہین باہم واقف اسرار ہین قید کئے جاوین حبس مین بھیجدئے جاوین مگر بعد ایک ہفتہ کے پھر ارشاد ہوا کہ شہر سے یہ لوگ بدر ہون دور دور انکے گند ہون الا بتقاضای عنایت و سخاوت یہ بھی حکم دیا کہ مین نے جو ان لوگون کو کلاہی ہیرے و شئے زمرد و گوہر و لعل کے ذخیرے فرد خلعت فاخرہ زرتار لباس مرصع گرانبار عطا کیا وہ سب ساتھ لیجاوین ضبط نہ کئے جاوین غرض کہ ضبطی کا نام نہ لیا سب اگذار کیا چنانچہ یہ لوگ شہر سے نکالے گئے غیر ملکون مین ڈالے گئے اللہ اکبر یہ حلم و سخاوت کہ اون شقیون نے وہ خطا کیا اور آپ نے یہ عطا کیا ؀

احوال سامان عیش سلطنت و مجمل کیفیت صاحب کلان بہادر لکھنؤ

اس عہد مین عجیب سامان عیش تھا ہر شخص بے رنج و کاہش تھا اندوہ و ملال کا بجز ایام
محرم الحرام کے نام نہ تھا بجز خوشی رات دن کے کچھہ اور کام نہ تھا ایام عشرہ مین ذاکرونکا
محلات مین ہجوم و دلدل کی آمد مہندی کی دہوم زر کثیر نذر سادات تقسیم طعام و شربت
سنون عطر کا صرف لبالب ہر ایک کنٹل و ظروف و عالی سلطان عالم مین سب لوگ مصروف
سخاوت و داد و دہش اونکی معروف حال اوقات سلطان عالم کا یہ تھا کہ بعد فراغت نماز
سحری تا وقت استراحت مصروف بہ تصانیف غزل و سلام ہر وقت فکر معانی و کلام اہل
دربار کے اول سلام ہوئے بجز اونکی مشرف بار عام ہوئے کوئی پرچہ جب گذرا فوراً
دستخط ہوا کسی وقت گانا بجانا ہوا محلات آگئی قورنا ہوا غرض کہ شام تک یہی حال
ہنگام زوال آفتاب اگر مزاج مین آیا تو چمنستان مین بگھی لگی ہوئی سواری ہوئی باد بہار کی
کی تیاری ہوئی سیر و گلگشت فرمائی تا نصف شب ہوا کھائی کیونکہ بسبب تبخیرات و کثرت
حرارت کے ہمیشہ مزاج زیادہ اعتدال سے رو بہ انحراف رہا کبھی نہ مزاج صاف رہا ہر دور
و ہر فصل تبرید و مسہل سے خالی نہین مگر بخوبی صحت مزاج حاصل نہین ہرچند کہ اطبا ہی و حکما ہی
حاذقین کی تدبیر رہی مگر بدستور کثرت تبخیر رہی حرارت مزاج سے زمستان مین یہ حال تھا
کہ بجز دولائی کے نہ شال و رومال تھا جب زیادہ قصد ملاحظہ کاغذات ملکی کا کیا تبخیر نے
زیادہ زور کیا اس لحاظ وزیر خیر خواہ و اہلکاران کے تعلق سب کام تھا نایب ملا الاسلام
تھا مگر ایسے خیر خواہ وزیر و نایب خوش تدبیر کہان ہوتے ہین کہ جنہون نے اپنے خیر خواہی کا
یہ نتیجہ دکھایا بعد سلطنت نوسال کی یہ گل کھلایا جس روز سے سلطان عالم نے جلوس کیا
دو ریزیڈنٹ آئے ایک جان لو صاحب بہادر دوسرے سلیمن صاحب بہادر جب
سلیمن صاحب بہادر تشریف لائے بادشاہ کی ملاقات ہوئی ہر ایک طرح سے رازونیاز
کی بات ہوئی اپنے عہد دولت مین ایک مرتبہ صاحب ریزیڈنٹ بہادر کی کوٹھی پر تشریف
لے گئے پھر دوبارہ بسبب علالت مزاج کے جانے کی نوبت نہ آئی صاحب ریزیڈنٹ بہادر

اپنے کام مین مصروف تھے سپاہی وتدبیری مین مصروف تھے بعد دو سال کے
رزیڈنٹ کا قصد ہوا کہ مساحت ملک اودہ کیجاوے تشخیص حاصل اراضی ملک کی
لی جاوے بادشاہ سے ظاہر کیا کہ واسطے تبدیل آب وہوا ارادہ سفر ہے تاکہ دل
تفریح رہے کیفیت ملک کی توضیح رہے ملک اودہ مین ہم ہوا کھاوین گے بعد
طے سفر پھر آئین گے یہ بات سنکر بادشاہ نے بخوشی سب سامان سفر مع خیام
ولشکر مہیا تحفہ کیا اسباب سفر موجود کردیا حکیم مسیح الدولہ بہادر متوسط انگریزی کو
ہمراہ کیا اور حکم دیا کہ جہان لشکر صاحب جانشین دربار کا قیام ہووے رسد رسانی
وسامان سفر سے بہرکیفیت انصرام ہوی غرض کہ صاحب رزیڈنٹ نے لکھنو سے
کوچ کیا دیہات مین ڈیرہ لیا ہرسو سے زمینداران ودیہاتی لوگ آنے لگے
اپنے اپنے حالات سنانے لگے جو مظلوم دربار شاہی تھے اونھون نے عرضیان
دین اور درخواستین گذرانین جس نے زبانی عذر کیا وہ بخوبی سن لیا اگر کسی نے
شکایت ظلم چکلہ دار کی کی اوسکی فوراً داد دہی اور جس نے سختی جمع کا عرض
حال کیا اوسکا دربار شاہی سے رفع ملال کیا غرض کہ صاحب بہادر بعد چند ماہ
دورہ سے فراغت حاصل کرکے پھر لکھنو مین داخل ہوئی مگر اس گردش مین بہت سے نتائج ملکی حاصل ہوئے

کیفیت شک صاحب کلان بہادر

ایک شب کو صاحب کلان بہادر اپنے پلنگ پر سوتے تھے کہ ناگہان ایک آواز بندوق
کی کوٹھی بیلی گارد مین آئی یکایک وحشت چھائی تلنگے ہر جانب سے دوڑے کہ یہ آواز
کہان سے سر ہوئی ہر سمت سے لیولیو کی خبر ہوئی تلنگون سے استفسار کیا اونھون نے
جواب دیا کہ ایک آدمی مسلح نظر آیا اسکو چند مرتبہ آواز دی نہ بولا تب بندوق سر کی تھی
روشنی لیکر ہر جانب تلاش کیا کوئی نہ ملا از روی سرچہ پیام کے سلطان عالم کو خبر ہوئی
تعجب گذرا حکم ہوا کہ اسکی تحقیقات کیجاوے مجرم کو سزا دیجاوے ہنگام تحقیقات کے

یہہ ماجرا ظاہر ہوا کہ تلنگہ جو پہرہ پر تھا اوسکے ہاتھہ مین بندوق تھی اوسپر ہاتھہ ٹیک کر
سو گیا بندوق خود بخود چل گئی سر دست آفت ٹل گئی الا احتیاطاً آیندہ کے لئے حکم ہوا
کہ ہروان فوج سلطانی وہان پرچند مقرر ہون اسکے واسطے اجنبی کے بند ہون ارباب
دربار شاہی کو حکم تھا کہ خلاف مرضی صاحب رزیڈنٹ بہادر کوئی کام نہوی منافی اونکے
کچھہ انتظام نہوی جب یہہ پیام بادشاہ کو آتا تھا فوراً اوسکی تعمیل ہوتی تھی بلکہ انصرام
مین سخت تعجیل ہوتی تھی حتی کہ ایک محکمہ سفیان متوسلان انگریزی کا ہمیشہ مقرر تھا
صدر امین اوسکا مجرمحیات افسر تھا جو مقدمات متوسلان انگریزی کے دایر ہوتے
تھے اوسکی معرفت خوب تحقیقات ہوکر فیصل ہوتے تھے نظم و نسق چکلہ داران و عاملکا
بدون رای صاحب رزیڈنٹ بہادر کے منظور نہ تھا اور خلاف مشورہ کے کوئی امر کا
دستور نہ تھا الا بانہمہ صاحب بہادر کو ہمیشہ یہہ حالات خیال ایسا رہا کہ وزیر ہمیشہ
ونایب دوسرا مقرر ہوی یہہ دستور دانا عاقل نہین وزارت کے قابل نہین الا بادشاہ کو
ایسا امر نہ قبول ہوا صاحب رزیڈنٹ کا ملال طول ہوا اگرچہ ظاہر مین صاف باطن
مین مادہ مصاف رہے نوبت باین درجہ رسید کہ آمد و رفت نواب کی صاحب
رزیڈنٹ بہادر کے پاس بند ہوئی صفائی کی فکر ہر چند ہوئی مگر کچھہ رفع ملال نہوا
حضرات پیر خیال نہ ہوا صاحب رزیڈنٹ کا یہہ دستور رہا کہ شکایت بی انتظامی ملک اودہ
سے نواب گورنر جنرل بہادر کو اطلاع دیتے رہے ہر طرح سے فکر انتزاع ملک کی کرتے
رہے باین طرز کہ بادشاہ یہان کا بیمار ہے وزیر المالک کو جملہ اختیار ہے رعایا
جبر و ظلم سے مظلوم ہے فکر سلطنت معلوم ہے غرض کہ دستند کے دستدان حالات
سے تنگ رہے روز مرہ کیفیت لکھتے رہے رزیڈنٹ کو طول دینا منظور تھا بہرحال
انقلاب کرنا ضرور تھا چنانچہ اسی اثنا مین سلیمن صاحب رزیڈنٹ تبدیل ہوئے مسٹر
اوٹرم صاحب کی آمد ہوئی سلیمن صاحب کوہ پر روانہ ہوئے یہان بنا کارخانہ ہوا

پھر اوٹرم صاحب بہادر ریذیڈنٹ مقرر ہوئے نگرانی کے افسر ہوئے چونکہ پچھلا غبار
سلیمن صاحب کا بدستور چلا آتا تھا وہ رفع نہ ہوتا تھا اگرچہ بظاہر اوٹرم صاحب
خیر اندیش تھے مگر باطن مین نیش تھے اوٹرم صاحب بہادر بھی مدام حالات یہان کے
شکایت آمیز تحریر کرتے رہے موقع پر زبانی بھی تقریر کرتے رہے رفتہ رفتہ یہ مجموعہ
شکایت کا ذخیرہ ہوا اور یہان بدستور یہ وتیرہ ہوا کہ فکر انجام سے گویا خواب خرگوش تھا
ہر ایک اپنے لطف مین ہم آغوش تھا

حالات قصد معرکہ مولوی امیر علی صاحب بابت مسجد ہنومان گڈھی

بادشاہ کو اپنے عہد مین رہس و تماشہ کا شوق رہا خرافات سرود و نغمہ کا ذوق رہا
ندیمون سے صحبت رہی محلات سے رغبت رہی کبھی صحبت شعر خوانی کبھی
بحث لفظ و معانی غربا کو انعام دیا امرا کا اعزاز و احترام کیا اکثر داد خواہون کی
داد دہی مظلومان کی مراد دہی اسی طرح رطب و یابس سے نو برس سلطنت کی نہایت
عشرت کی کہ نوین سال اودہ فیض آباد سے یہ خبر آئی کہ درمیان ہندو و مسلمان کے
جھگڑا ہوا تلوار چلی بابت مسجد ہنومان گڈھی کے لڑائی ہوئی کعبہ بتخانہ کا ہمسر کیا گیا
کعبہ کلیسا ہو گیا بہت اہل اسلام مارے گئے سر اونکے تن سے اوتارے گئے مسجد نجاست
آلودہ ہوئی زمین لاشون سے تودہ ہوئی بحکم ظہیر الدین بابر بادشاہ دہلی مسجد موسومی
جانشقاق ذ سنہ ۹۲۳ ہجری مین محلسرای راجہ رام چندر و مطبخ سیتا کا برابر کرکے جو مسجد بنوائی
تھی اور دوسری مسجد محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے وہین تعمیر کرائی تھی
یہ دونون مسجدین بسبب کہنگی کے جابجا سے شکستہ ہو گئین انہین مسجدون کو بیراگیون نے
آہستہ آہستہ مٹایا ہے اور مندر و معبد اپنا وہین بنایا ہے یہی امر باعث فساد ہے ہنود
کو مسلمانون سے سخت عناد ہے فقط یہ خبر سنتے ہی بادشاہ نے نواب کو حکم دیا
کہ بہت جلد اسکا تدارک کرو نفر مقتول ہو تحقیقات حال مین تامل نہ ہوئی خبردار تغافل

نہ ہوی کہ اس سانحہ کا پیر آنا ل سے دل کو نہایت ملال ہے غرض کہ بموجب حکم بادشا
کے نواب نے مولوی نہال الدین و مولوی حفیظ الدین کو واسطے تحقیقات واقعات کے
موقع پر روانہ کیا اور حکم بنام آغا علیخان ناظم جاری ہوا کہ تم بھی مفصل ماجرا لکھو بجو تحقیقات
کرو ناظم نے بعد عرصہ دراز لکھا کہ ہمنے بزرگان دیرینہ سال سے دریافت کیا نشان مسجد کا
معلوم نہیں ہوتا ہے مسجد کا وجود معدوم نہیں ہوتا ہے علی ہذا القیاس از جانب مولویان جو
واسطے تحقیق حال گئے تھے کیفیت مناسب پیش ہوئی نواب نے یہ حال بادشاہ کو سنایا
پھر حکم ہوا کہ از سر نو بعد تحقیق کیجاوے کہ یہ معاملہ مذہبی ہے مقدمہ دینی ہے
مگر نواب صاحب کو کیا غرض کہ معاملہ مذہبی کو تحقیق کریں راستی و سختی کی تدقیق کریں
غرض کہ بظاہر اسکا چرچا چند عرصہ رہا باقی رفت و گذشت ہو گیا چونکہ یہ قضیہ مذہبی
تھا ہر دیار و جوار میں مشہور ہوا تذکرہ اسکا ورد زبان ہوا اہل اسلام کو رنج و ملال رہا
فکر و تدبیر کا خیال رہا قصبہ امیٹھی بندگی میں ایک بے درویش باصفا ستودہ اوقات
ثابت قدم طاعت گذار عارف خفی و جلی سید حاجی مولوی امیر علی کہ جنکی ادنی
یہ صفت مشہور ہے کہ جب بیت اللہ کو گئے تھے تو ہر گام پر سجدہ کیا جبہ سجدہ کیا
بقول شخصیکہ مصرعہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند * حال معرکہ جنگ جدل او
ہنوز مفصل سنا چہرہ غضب سے لال ہوا نہایت جلال ہوا اور رو کر کہا کہ افسوس
اسلام میں ضعف ہوا کہ زیر خنجر کین ہر مسلمان ہوا پامال قرآن ہوا اقتدار اہل اسلام ہوی کی
رونق مذہبی تمام ہوئی یہ دنیا چند روزہ ہے راہ خدا میں جان دینا چاہیے ثمرہ اسکا لینا چاہیے
اہل صحبت نے یہ کلام گوش کیا سبھوں نے جواب دیا کہ انجام اسکا سمجھ لیجئے تب آگے
قدم دیجئے یہ امر بہت دشوار ہے یہ عزم گران بار ہے مولوی صاحب نے فرمایا کہ اب
مجکو زندگی ناگوار ہے خداوند عالم حافظ و مددگار ہے یہ کہکر نماز صبح کی پڑھ کر لکھنو
روانہ ہوئے ہمراہ خویش و بیگانہ ہو گئے مولوی محمد یوسف و مولوی رحمت اللہ و

ومولوی خادم احمد و مولوی سعد اللہ و مولوی ابو البرکات و مولوی رکن الدین علمای
فرنگی محل سے صلاح کیا سبھون نے جواب دیا کہ مناسب جہاد ہے واجب اجتہاد ہمکو
بعد مشورہ مولوی صاحب قصبہ امیٹھی کو واپس آئے تذکرے زبان پر لائے اور زمانہ
بغیر لشکر حاضر ہوا کوئی نہ قاصر ہوا ہر ایک گانون سے لوگ آنے لگے شمشیر کے جوہر
اوٹھانے لگے تمام مرد مسلمان مسلح پیر و جوان جمع ہوئے وقائع نگاران نے بادشاہ کو
خبر دی کہ یہان نو سو آدمی مسلمان مستعد ہین اجل کے طلب گار ہین فساد عظیم برپا ہوا
چاہتا ہے زمانہ دگرگون ہوا چاہتا ہے نواب نے یہ حال سنکر امرای دربار سے
مشورہ کیا باہم مشورہ لیا اس بات پر مدار طے ہوا کہ مولوی صاحب کو یہان بلوا
نشیب و فراز دکھلائے غرض کہ نواب نے بشیر الدولہ خواجہ سرا کو طلب کرکے کہا تم
مولوی صاحب سے رسم و راہ ہے مولوی صاحب کو اپنی وساطت سے یہان جلد
بلواؤ یا تم اپنے ساتھ لاؤ چنانچہ بشیر الدولہ نے ایک نامہ بطلب مولوی صاحب بدست
منشی میر حیدر ساکن قصبہ امیٹھی جو ملازم و مشیر خواجہ سرا تھے روانہ کیا منشی صاحب
امیٹھی مین پہونچے مولوی صاحب سے ملاقات کیا اور نامہ دیا غرض کہ کچھ ایسی گفتگو باہمی
ہوئی کہ مع چند ہمراہی مولوی صاحب عازم لکھنؤ ہوئے بشیر الدولہ کے روبرو ہوئے
بشیر الدولہ مولوی صاحب کو دربار مین ساتھ لائے نواب کے پاس آئے مولوی صاحب
نے نواب صاحب سے برسم سلام علیک ادا کیا نواب نے جواب سلام دیا فریقین کے
علما بھی اپنی اپنی کتاب ساتھ لائے اول یہ حرف زبان پر آئے کہ ای مولوی صاحب
حکم خدا و نبی مقبول بموجب آیت اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر حاکم کے فرض ہے قصد
جہاد سے باز آئیے کہین نہ جائیے حاکم کو خود اسکی فکر ہے شب و روز اسکا ذکر ہے اگر
اسکے خلاف ہے تو حد شرع سے انحراف ہے سلطنت مین فتنہ و فساد اوٹھنے کا احتمال
برپا ہو جاوی گا مولوی صاحب نے جواب دیا کہ حکم خدا و رسول بدل منظور ہے

تنبیہ حاکم ضرور ہے اگر حاکم انتقام لے رونق اسلام دے تو ہمکو قصد سے کیا کام ہم اپنے
کام سے کام ہے بہرحال عدوی دین کی تعزیر ہو کہ مسجد شہید متعمیر ہوئی الا کچھ اسکی بنیاد
مقرر ہو جاوی حال نیت ظاہر ہو جاوے چنانچہ چند دنون کا وعدہ ہو گیا باہم معاہدہ
ہو گیا مولوی صاحب نواب سے رخصت ہوئے نواب نے خلعت پیش کیا مولوی
صاحب نے جواب صاف دیا کہ ہمکو زر و مال و شالے سے کنارہ ہے خدا کی ذات کا
سہارا ہے مولوی صاحب قصبہ امیٹھی مین واپس آئے فوج لشکر اسلام یہان جمع تھے
بدستور تیم سے قول و انتظار پر مستقیم ہے مگر اس جماعت دینی سے ہر ایک ہوشیار ہوا
جب تمام زمانہ اقرار ہوا وعدہ معاہدہ و انتظار فوت ہوا موقع الا انتظار اشد الموت ہوا
نواب نے جو عہد بھی کچھ پیام نہ بھیجا حرف مطلب بھی ہرگز نام نہ بھیجا تب بعد اقتضای
انتظار بسیار مولوی صاحب نے یہ شعر پڑھ کر شعر درین دریای بے پایان درین طوفان
شور افزا ؛ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا ؛ قصبہ امیٹھی سے بانسی کوچ کیا
سب کو پیام دیا کہ ای قوم دیندار مسلمان جسکو مرنا ہے آوی جوش ایمان دکھاوے
چنانچہ جابجا سے مسلمان دیندار آنے لگے صفین جمانے لگے صاحب ریذیڈنٹ بہادر لکھنؤ کو
اسکی اطلاع ہوئی کہ مولوی صاحب آمادہ جنگ ہین اس فساد سے تنگ ہین یہ بات سنکر
صاحب بہادر بادشاہ کے پاس گئے شدہ شدہ اسکا تذکرہ آیا ہر طرح کا حال سنایا
کہ اس معاملہ مین جلد فکر ضرور ہے رفع نزاع منظور ہے جب فساد بڑہیگا تو پھر نہ گھٹیگا
شعر سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل ؛ چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل ؛ ابھی یہ معرکہ لائق انسداد
ہے ورنہ یہ بیشک سبب فساد ہے پہلے مولوی صاحب کو فہمایش کیجیے اگر نہ مانین تو ذرا آنچ دیجیے
بادشاہ نے کہا کہ اگر مسجد کھودی گئی ہے تو اہل ہنود قابل تعزیر ہین اور مسجد لائق تعمیر
اس فرقہ ہنود نے پامال قرآن کیا مسلمانان کو صدمہ دیا حمیت دین سے قصد
جہاد ہے ہر ایک عازم فساد ہے مگر ہم آپکو اختیار دیتے ہین کہ آپ اس آتش کو جس طرح

ممکن ہوی سرزد کیجیے جو مناسب ہوی وہ سزا دیجیے ہم کسیکے معین نہین یہ
رسم و آئین نہین صاحب رزیڈنٹ نے جواب دیا کہ ہمکو امور مذہبی مین دخل سرکار کا
نہین ایسے نازک معاملات مین اختیار نہین بادشاہ مالک و ناظم ہین اپنے ملک کے
حاکم ہین بہتر یہ ہے کہ کشت و خون نہوی حال دگرگون نہوی یہہ کہکر صاحب بہادر
رخصت ہوے نواب حاضر آئے بادشاہ نے یہ چند کلمہ فرمائے کہ اسکی تدبیر کرو
کہ مجاہد لوگ عزم سے کمر کھولین کچھہ نہ بولین سمجھا کر رہ کو راہ مین ٹوکو اب کوچ آیندہ
مولوی صاحب کا نہ ہوی خون ناحق نہ ہوی جب نواب نے یہ حکم سنا فوج کو
حکم دیا کہ ابھی جاوے اگر بن پڑے تو مولوی صاحب کو مع فوج لیکر آوے چنانچہ
اہالیان فوج کو یہ حکم قطعی نواب کا ملا مسلمانون کا دل ہلا سب نے کہا کہ کیا یہ
مسلمان نہین ہین پاس و ایمان نہین ہین مگر عقل نے سبکو جواب دیا کہ یہ بات
بیجا نہین فرمائی ہی ایسی سلف سے چلی آئی ہے غرض کہ فوج سوار و پیادہ [illegible]
راہی ہوئے فوج شاہی بارہ ہزار ہر ایک مسلح و تیار سرداران لشکر شاہی مولوی صاحب
کے پاس حاضر آئے آداب بجا لائے حکم نواب کا سنایا کہ پہلے حکم سمجھانے کا ہے
ورنہ موقع گرفتار کر لانے کا ہے مناسب ہے کہ کمر کھولیے کچھہ نہ بولیے حاکم وقت
کیچھہ دور چلنا نہین تکرار سے مطلب نکلتا نہین مولوی صاحب نے صاف جواب دیا
کہ کیا بکتے ہو اگر خطا ہو تو قید کرو سزا دو ہمکو حاکم سے سرکشی نہین منظور ہے مطلب اپنا
اظہار سے ضرور ہے اگر نواب صاحب اپنا ہی وعدہ کرتے تو کیون لڑتے افسران فوج
نے قسم کھا کر کہا کہ ہم کچھہ دنون کا وعدہ کرتے ہین اور درمیان مین حلف دیتے ہین کہ ایک ماہ
آپ اور تامل کیجیے اس عرصہ مین مسجدین بن جاوے گی بنای فساد مٹ جاوی گی اور اگر اس عرصہ
مین مسجد تیار نہ ہوی تو آپ کو قصد جہاد کا اختیار ہے فی الحال عزم بیکار ہے مولوی صاحب
نے پھر وعدہ سنکر قبول کیا یہ بات نواب صاحب سے لوگون نے کہا کہ ہمنے ٹھہرایا ہین

مولوی صاحب سے وعدہ کیا ہے روک لیا ہے اگر یہ اقرار عمل جاوے گا تو بہتر ہوگا
نواب نے حکم دیا کہ علمای مذہب فریقین سے ایک ایک استفتا لکھایا جاوے دریافت حال کیا جاوے

مضمون استفتای مذہب اثنای عشری

ما قولکم فی ہذہ المسئلہ کہ در مسجد اہل اسلام مقیم بودند در حالت نماز گروہی از اہل کفر و عبید
اصنام یورش کردہ اہل اسلام را کشتند کہ مسجد از خون آنہا مملو شد و کفار در مسجد بول کردند
و کلام اللہ را پارہ پارہ کردہ زیر پای خود انداختند و دیگر بے ادبی ہا بآن ساختند و جمعی عظیم
مجتمع شدند کہ ہر کس را از اہل اسلام یابند بکشند مسلمانان سکنای آن مقام بخوف جان و
آبروی خود جلای وطن شدند پس محاربہ با ہمچو کفار مسلمانان را فرض است یا نہ و کسانیکہ
برای جنگ ہنود بہ بعض آبادی روند رفتن ایشان عند الشرع جائز است یا نہ فقط

جواب

بناء بیجای عز و جل از شر کفار بر حکام اسلام تدارک این مہام و از اہل اسلام اعانت شر کفرہ
لئام لازم است بدون مشارکت حکام عصر و معاونت حکام معروف با حاکم شرع تدارک چنین امور ندارد و ہو العلم

سوال مذہب اثنای عشری

کیا فرماتے ہیں علمای اثنای عشری اس مسئلہ میں کہ بعض اہل اسلام کو گمان ہے
کہ آگے مسجد ہنومان گڑھی میں تھی اور اینٹ بت بھی وہاں ہیں اور سبکو کون پرستی
بنای مسجد ثابت نہیں ہوتی اب مسلمان دعوی مسجد کرتے ہیں مگر سلطان عہد چاہتا ہے
کہ فساد زیادہ نہو اور مسلمان قصد جہاد کرین مقتضای عدالت جو تحقیق ہوگا حکم
دیا جاوے لیکن چند رعیت تعمیل حکم سلطان نہیں کرتی ہیں ایسی صورتمیں حکم شرع شریف کیا ہے

جواب

اس صورتمیں تو حکم جہاد کا نہیں ہے لیکن حاکم وقت کو بنانا مسجد کا بعد تفتیش کے ہنود کو انکار و سرکشی پر تنبیہ

سوال

تعمیل امر سلطان و فسخ عزیمت می باید

سوال

بعلمای اہل سنت چہ می فرمایند علمای دین اندرین صورت کہ مولوی امیر الدین علی
بانتقام بے ادبی با کلام مجید و انہدام مسجد شریف و کشتہ شدن مسلمانان از دست کفار
بموجب احکام علما و احادیث نبوی و احکام آیات کلام مجید کمر ہمت برای جہاد بستہ
راہی ہنومان گڑھی ہست و فوج شاہی مخالفت می نماید مولوی ممدوح کہ بجوش حمیت دین
وعدہ جانثاری بجناب باری نمودہ فسخ عزیمت آن نمی سازد و بادشاہ بسبب فساد حاکم
بالادست مجبور شدہ براہ مصالحت چند ایام می فرماید درین حال اگر مولوی موصوف
کوچ سازد و مقابلہ و مجادلہ از مجاہدان و افواج سلطانی بوقوع آید پس مرگ مسلمانان
طرفین چگونہ خواہد شد فقط

جواب

درین حال جماعہ مولوی امیر الدین علی را قتل روا نیست بلکہ در نہی قولہ تعالی و لا تلقوا
بایدیکم الی التہلکہ داخل شدن ہست کذا فی العالمگیریہ و ہر کہ مرتکب منہی عنہ خواہد شد اصلا
مثاب نخواہد گردید واللہ اعلم کتبہ محمد سعد اللہ عفی عنہ الواقع فسخ عزیمت می باید و [illegible]
[illegible] ست کتبہ محمد یوسف صحیح الجواب کتبہ [illegible] الجواب صحیح کتبہ محمد عبد اللہ

روانہ ہونا مولوی امیر علی صاحب کا بستی دریاباد کو

جب نواب کو یہ احکام استفتا ہای علمای فریقین کے حسب دلخواہ حاصل ہوئے پیش
نہود اطمینان کامل ہوئے اضطراب دل [illegible] ہوئے قصد اعانت اسلام خاطر
سے کافور ہوئے ادہر مولوی صاحب کو ایک ماہ کامل اور انتظار [illegible] جواب ثانی کا انتظار رہا
مجبوری فوج اسلام کے کوچ کا ارادہ ہوا اور ایک [illegible] چلنے کو آمادہ ہوا افسران فوج نے
مولوی صاحب سے کہا کہ وعدہ تمام ہوا [illegible] انتظام ہوا کسی کی کمند سے

اب ہم نہ شہر مین سگے کچھہ کھانا مانگیگے یہ کہکر اشتر پر سوار ہوئے ہمراہ مسلمان دو چار ہزار
فوج شاہی ہمراہ گھات مین تھی مگر عنان ادب ہاتھہ مین تھی الغرض دریاباد مین داخل ہوئے
وہان بھی بہت شامل ہوئے فوج مسلمان کی سلاح خفیہ رکھکر لائے سب طرح سے حاضر
رہے لکھنؤ سے چند لوگ پھر واسطے فہمایش کے پہونچے کہ سمجھاکر پھیر لاوین طمع مال و زر
دکھلاوین چنانچہ ہر طرح سے طمع جاگیر و مال دی مگر کچھہ پذیرا نہوئی مولوی صاحب نے
فرمایا کہ پروا مال و دولت نہین بجز مرگ اور کچھہ حسرت نہین مجتہد العصر نے بھی ایک نامہ تحریر کیا [illegible] بھیجا

نامہ مجتہد العصر بنام مولوی صاحب

ای رونق دین رسالت دہی الحمد آئین شریعت مصباح راہ شرع و دین اس جرات
و ہمت پر ہزار آفرین آپ نے وہ کام کیا جو کوئی نہین کرسکتا ہے رستم دلون سے بھی
نہین ہوسکتا ہے اس جگہہ پر جسکے ثابت قدم رہین اوسکو تائید غیبی و مدد الٰہی پہونچین
الا یہ امر رای عالم سے خلاف ہے قصد جانب مصاف ہے کہ کہولنے مین حقارت
نہین واپس آنا خلاف عبارت نہین برسم محبت یہ نامہ تحریر کیا اور بمقتضای مراسم
الفت تسطیر کیا والسلام ذوالاکرام

جواب

خط مجتہد العصر کا مولوی صاحب نے پڑھہ کر یہ جواب لکھا کہ ای مہر دین رسالت آب
تجلی بخش مہر و محراب حق آگاہ خضر راہ مومنین پیرو شریعت خاتم المرسلین براہ الطاف
آپنے جو نامہ لکھا ادای شکریہ کرتا ہون اور یہ لکھتا ہون کہ مین کیونکر پھیرون تقاضای
مرگ سے لاچار ہون راہ حق مین جو چیز فدا کی جاتی ہے وہ کب واپس لی جاتی ہے
واسطے جان نثاری کے جو اقرار ہے اسواسطے اپنے دوش پر یہ سر گرانبار ہے باقی والسلام
علاوہ برین اہالیان فوج شاہی نے دست بستہ مولوی صاحب سے تسلیم کیا اور عرض
کی کہ تامل کیا کہ آپ اس ارادہ سے باز آوین آگے نہ جاوین جلدی اور توقف کیجیے اپنے

غصہ و غضب سے امان دیجیے ہم لوگ گرفتار آفت ہین مبتلای قہر و ملامت ہین
اگر آپ سے لڑتے ہین تو ایمان ہین خلل آتا ہے اور نہ لڑین تو رازقہ ہین بل آتا ہے
بقول شخصیکہ مصرع کوئی مشکل ورنہ کوئی مشکل ہے اگر دو ماہ اور ٹھہر جائیے اسقدر ہم پر احسان
فرمائی کوئی راہ جب تک نکل آویگی ہم سب چلے جاوینگے تب مولوی صاحب نے جواب دیا کہ ہمکو
قول آپکا منظور ہے جہان آپ کہین توقف کرین مگر افسران فوج مہر اپنی ثبت کرین
و عہدہ کرتی دین کہ پھر بعد انقضای وعدہ ہم نہ روکین گے عزم آیندہ کو نہ ٹوکین گے
سبھون نے جواب دیا کہ آپ کے حکم سے باہر کوئی خادم نہین الا یہ حکم حاکم نہین جب
نواب کو یہ بات معلوم ہوئی کہ مولوی صاحب نہین مانتے ہین اور وہ کو جاتے ہین تب
او نہین مفتیان کو بلا کر حکم ہوا کہ تم پیشوای اہل سنت ہو رہبر جماعت ہو وہان جا کر
ایسا وعظ کہو کہ جماعت سب پریشان ہو جاوے مجمع متفرق و ہراسان ہو جاوی
یہ چار مفتی روانہ ہوئے اور مولوی صاحب کو اس حال سے اطلاع ہوئی تب
مولوی صاحب نے ایک شخص کو بھیجا اور مفتیان کو پیام دیا کہ اگر آپ برای جہاد
آتے ہین تو بسر و چشم آئیے اور اگر تفریق جماعت منظور ہو تو تشریف لیجائیے
مین ملاقات سے باز آیا مفتیون نے یہ بات سنی اور ایک مقام پر ٹھہرے اذان دی
اور نماز پڑھی اوس جماعت نماز مین مجاہدین بھی آئے نماز ادا کیا مفتیون نے وعظ
کہنا شروع کیا کہ ہم چار عالم ایک ہین عالم مین نیک ہین ایک شخص کے قول کا کیا اعتبار ہے
بات وہ ٹھیک ہی جو کثرت رای پر مدار ہے یہ مقصد مولوی صاحب کا بادشاہ وقت
خلاف ہے حکم خدا سے انکو انحراف ہے امر خدا و رسول یہی ہے کہ اطاعت حاکم
کی کرو خلاف حکم جو لڑائی ہے تو شہادت نہین وہ غدر ہے عبث لوگ اپنا جان کھوتے
ہین پریشان و برباد ہوتے ہین غرضکہ وعظ نے یہ اثر دکھایا کہ لوگون کے دل سے
اعتقاد اوٹھایا لوگون نے ہیر پھیر کرین کسی نے اپنے اپنے گھر کی راہین لین لا جو ثابت قدم

گئے کہ خدمت جماعت سے گم گئے مولوی صاحب دریا بادمین بیس روز تک متحیر رہے
کہین نہ گئے اس عرصہ مین بادشاہ کو ایک عرضیہ لکہا کہ اطلاع آخر کو ضرور ہے آپمین بہیجی کیا منظور

عرضداشت بحضور بادشاہ

ای خدیو جہاندار گیتی ستان مالک بارگاہ فلک آستان پناہ جہان فریدون حشم گوہر
تاج کسری دررا اکلیل جم سر براہ خدا دیتا ہون حرص دنیا چہوڑتا ہون غرض میری
قتل کفار سے ہے نہ مجہکو کوئی عذر سرکار سے ہے اگر میرا سر مطلوب ہے تو حاضر
ہون یہی خوب ہے غم جان نہین صدمہ سر نہین یہ فدوی اطاعت سے باہر نہین خاطر جمع
عام واسطے انتقام کفار کے جمع ہے اور جماعت کفار بہی وہان مجتمع ہے ایک ہم مین
ہزارہا ستم مین اگر بادشاہ کی جانب سے تائید ہوئی تو کیا بعید ہوئی اور اگر آپکو یہ منظور
نہین تو روکنا بہی ضرور نہین عمامہ میرا جہاں سر آپکی خدمتمین پہونچتا ہے جو مناسب ہو وہ کیجئے حکم سے اطلاع

جانا بارلو صاحب کا جانب جماعت اسلام و معرکہ قتل مولوی صاحب

عریضہ مولوی صاحب کا سر مہر روانہ دردولت شاہی ہوا اور ساتھ اوسکے ایک عمامہ
بہی ارسال بارگاہ ظل الہی ہوا نامہ بر دربار مین پہونچا مگر اسکی نوبت کبہی نہین آئی کہ وہ نامہ
بادشاہ تک پہونچ جاوے اور ملاحظہ مین آوے دربار مین یہ بہی کسی نے نہ پوچہا کہ کون آیا اور
کیا نامہ لایا شاید اگر بادشاہ نے کبہی یاد کیا تو یہ کہدیا کہ مجاہد لوگ برگشتہ درگاہ
ہین منحرف بادشاہ سے ہین برای نام جواب خط کا یہ حاصل ہوا کہ مجاہد لوگ گہر بیٹہین
تو مشکل نکل آوے گی ورنہ بڑا پیچ پڑے گا بجای عمامہ کے سر آوے گا اودہر تو یہ نامہ
روانہ ہوا یہان بارلو کو یہ حکم شاہانہ ہوا کہ تم فوج لیکر فوراً جاؤ اگر کہنا نہ مانین تو مولوی صاحب
کو نشانہ اجل بناؤ معرکہ جنگ دکہاؤ چنانچہ اور اہالیان فوج کے نام حکم جاری ہوا کہ سب فوج
بارلو صاحب کی اطاعت کرے تعمیل حکم مین سماعت کرے بارلو آیا فوج کو حکم سنایا یا
مولوی صاحب کو سمجہایا ہوا کہ جب فرنگی افسر ہوا تو حال ظاہر ہوا مولوی صاحب نے

فوج اسلام سے ارشاد کیا کہ شبکو نماز پڑھ کر سوار ہو سحرگاہ اپنا اس مقام سے
کوچ ہے مصرعہ مرحبا وابا کہ کشتی [illegible] غرض کہ تاریخ ۲۶ ماہ صفر سنہ [illegible]
روز چہارشنبہ مولوی صاحب نے دریا پار سے ہو کر کوچ کیا فوج اسلام کا یون
انتظام ہوا کہ مجاہدین کے چار غول ہوئے ایک غول کو آگے بڑھنے کی اجازت دی ایک فوج
سے دوسرے کو رخصت دی تیسرے غول کو ساتھ لیکے آگے بڑھے چوتھے غول کو
کہا کہ یہاں ٹھہرے جب ہم آگے جاوین تو یہ غول بڑھے روایت صحیح ہے کہ بندوقوں [illegible]
گھوڑے پہ سوار ہوئے فوج اسلام سے دوچار ہوئے الہام سے یہ مصرعہ زبان پر آیا
مصرعہ ہم بمیدان کفن بر دوش دارم اب بیان قدرت خدا دیکھیو ماجرا یہ کہ شب کو
کہ فوج شاہی کو باوجود ہوشیاری اور گشت روند کے اسقدر غفلت ہوئی کہ کسیکو
روانگی لشکر اسلام سے مطلق خبر نہ ہوئی جب بارلو خواب غفلت سے چونکا خبر کوچ سنی
ہوش جاتے رہے [illegible] بے ساختہ ہوا شیخ حسین علی نائب راجہ نواب علیخان
سے کہا کہ یہی وقت عیاری و کارگزاری کا ہے غافل ہو اگر یہ لشکر [illegible] پہونچا تو جانو سب
پہونچا پھر اگر فوج ممالک محروسہ کی فراہم ہوگی تو یہ یورش نہ کم ہوگی برائے خدا جلد جاؤ
مولوی صاحب کے غول کو مقام [illegible] ٹھہراؤ ہم ایکدم مین آوین گے فوراً اوڑ آوین
مولوی صاحب کو تمہاری بات پر اعتبار ہے ہر طرح قادر ہے ٹھہر جاوینگے ہم اپنا
کام بناوینگے شیخ صاحب بطور باد صرصر مثل شہاب ثاقب گھوڑا اوڑایا منجانب گنج کے
ادہر یار مولوی صاحب کے غول کو ٹھہرایا ساتھ ہی بارلو بہی مع آتش خانہ آیا شیخ صاحب
نے مولوی صاحب کو باتون مین لگایا ادہر بارلو نے موقع سے توپون کو جمایا شیخ حسین
نے رخصت کیا دی مولوی صاحب سے کہا کہ آپ [illegible] مین دو چار روز قیام کرین
خواستہ ایزدی ہے تو بے جنگ جدل مسجد بن جاویگی بندگان خدا پر آنچ نہ آویگی یہ
[illegible] بیکار ہی [illegible] ذمہ وار ہے یہ کہکر شیخ صاحب واپس ہوئے ادہر فوج اسلام کا

یہ حال کہ اول تو مخلص بے سامان دوم دو دن کے بھوکے پریشان سوم تنزل کو پیچھے
باندھے کمرین باندھے چارم شہادت کا وعدہ سب سے بڑھ کر تھا اسی تمنا و شوق مین
سارا لشکر اسلام لڑنے کا کون سر انجام تھا سچ یہ ہے کہ بڑی جرات تھی اور مخلص جوش
حمیت تھی قضا را لشکر اسلام سب بنائی شیخ صاحب اوس ٹیکرے کے پاس پہونچا
بارلو کے منہ سے نکلا خیر مسلمانون نے کہا خیر مرضی مولی از ہمہ اولی طلوع ہوا کہ مسلمان
گولہ اندازان فوج شاہی نے چھرا بھر دیا کمال ہوشیاری سے توپون کو اونچا کر دیا دو چار
ضرب توپ یا ہوائی سر کین مگر فوج اسلام کی اپنے مقام سے نہ سرکی اگرچہ عالم حیوان بال
ہوا لیکن خالی وار ہوا قضا کے کارخانے موت کے بہانے ڈھونڈھتے جب مرگ کا وقت آتا ہے
اوسکا ویسا ہی سامان ہو جاتا ہے بقول شخصیکہ مصرعہ قضا چو نوشتہ بیاید بیشتر بہلی سامان
مثل مشہور ہے کہ سواری اسپ جنازہ روان توپ کی آواز سے گھوڑا مولوی صاحب کا
بھڑکا اول سب کا وہ گھوڑا زین سے مولوی صاحب گرے صدمہ ایسا ہوا کہ دو دانت آگے
ٹوٹے لوگون کے رنج چھوٹے مگر شجاعت مین بے مثال تھے ہمت خدا داد تھی چین جبین
نہ تھے یہی حرکت نہ ہوئی اور بارلو صاحب نے دوربین لگائی دور سے حکمت گولہ اندازی
دیکھی ہوا کی طرح گھوڑا پھینکا نزدیک پہونچا جاتے ہی کیچ سے اوس گولہ انداز کو مارا اور
... سر کیا کیچ کا جواب دیا پھر وہ گولہ انداز تلوار سے خوب لڑا سب لوگونکو
ایسا پھرایا لوٹ کو گولہ اندازی کرنے لگا خون سے ہاتھ بھرنے لگا مولوی صاحب نے کہا
کہ اودھر تو آغاز ہو چکا ہے اب مقام حجت باقی نہ رہا لشکر اسلام نے بھی تلوارین ہاتھ مین لین
... ہو کر جا بھڑے خوب گھمسان رہا معرکہ کا میدان رہا کشتون کے انبار ہو گئے
معرکہ آرائی کا بازار ... سے اوس وقت کچھ ایسی فوج اسلام پایا رہ ہوئی کہ فوج شاہی کو جابری
دشوار ہوئی کمپنی کی کمپنی کٹ گئین سامنے سے ہٹ گئین مگر بارلو کی یہ طرفہ تدبیر تھی پہ تقدیر بھی
اتفاق تقدیر تھی کمین گاہ سے فوج لگا رکھی تھی وہان سے نشانہ تاک کر توپ سر کی فوج ...

زیر وزبر کی پہلا چھرہ بارود مولوی صاحب کے پار ہو گیا تیر قضا تھا کہ دوسرا ہو گیا خون کے
فوارے جاری ہوئے لڑائی سے سرپست ہاتھ عاری ہوئے اوس پر بڑا معرکہ عظیم ہوا
فوج شاہی کا حال سقیم ہوا دو چار گھڑی لڑائی رہی خوب صف آرائی رہی مار ی میدان کا
کون سامنا کرتا ہے مقابلہ دشوار ہو جاتا ہے اور سپہر بھی یہ طرفہ تھا کہ شیر سجاد سنگھ تعلقدار
کسیار و شاکر سنگھ سیلیہ نے جو کمین گاہ میں تھے پشت پر راہ میں تھے پیچھے سے آکر گھیر لیا
معرکہ عظیم کیا فوج اسلام کی لڑائی بگڑ گئی اوس وقت ایسی تلوار چلی کہ زمین ہل گئی عجیب معرکہ رستخیز
تھا اذا زلزلت ہی تھا اذا السماء انفطرت کا ظہور ہوا اذا الکواکب انتثرت کا نشور ہوا مولوی صاحب
بعد معرکہ جنگ و جدال واسطے ادائے فرض نماز ظہر کے زمین پر آئے فرض سے فارغ ہوئے تھے کہ
کسی ایک شقی نے سر بدن سے جدا کیا جان نذر خدا کیا لڑائی تمام ہوئی یہ خبر مشہور عام ہوئی
سنہ ۱۱۹ میں کہ ایک سو اور بیس آدمی ہمراہ مولوی صاحب کے شہید ہوئے راہ خدا میں
شہید ہوئے سر مولوی صاحب کا شام کو روانہ دربار شاہی ہوا مفصل حال ابلاغ بارگاہ
جہان پناہی ہوا اور صدہا کس فوج شاہی سے ہلاک ہوئے ہزارہا زخمناک ہوئے یہ سانحہ
بھی نمونہ معرکہ کربلا کا تھا کچھ تعجب نہیں مشہور ہے کہ جب سر مولوی صاحب کا لکھنؤ گیا
پھر معلوم نہیں ہوا کہ وہاں سے کہاں بھیجا گیا اور کیا ہوا لاش مولوی صاحب کی
متصل میدان شجاع گنج میں دفن ہوئی اور حوالی اوسی مزار میں اور کشتگان راہ خدا کے
مرقد بنا دیے نشانات لگا دیے ہملہ والے زمینداران کو ہزار آفرین کہ اونھوں نے لاشہائے شہیدان
دفن کروا دیں خوف خدا کر کے قبریں بنا دیں ورنہ گور و کفن کا کون سامان تھا ایسی حیثیت کا
کس کو دھیان تھا سنا ہے کہ اس معرکہ میں دو عورتیں بھی بعد معرکہ نمایاں شہید ہوئیں لائق
تحسین و آفرین ہیں سچ ہے شعر نہ ہر زن زن ست نہ ہر مرد مرد ؎ خدا پنج انگشت یکسان
نکرد ؎ جو معرکہ تاریخی وقت شہادت کے مولوی صاحب نے الہام غیبی سے کہا تھا یعنی
سر میدان کفن پوش دارم ؎ اسکا قطعہ تاریخ منشی ظہیر الدین بلگرامی نے موزون کیا ہی الحق

بادل سی چھا گئی گورنر نے اوٹرم صاحب کو حکم روانگی لکھنو کا دیا واسطے انتظام کی رخصت کیا

آنا اوٹرم صاحب کا پاس بادشاہ کے اور سنانا حکم ضبطی ملک کا

اوسوقت لکھنو مین عجیب حال تھا تزلزل کمال تھا یکایک خبر آمد اوٹرم صاحب کی لکھنو مین مشہور ہوئی بادشاہ کو فکر ضرور ہوئی کہ واسطے استقبال صاحب رزیڈنٹ بہادر کسے جانا چاہیے سب دستور سابق لانا چاہیے غرض کہ نواب صاحب دروازہ چار باغ تک پہونچے کہ دیکھا صاحب بہادر اوس باغ مین داخل ہوئے استراحت پر مائل ہوئے نواب صاحب سے ملاقات ہوئی ادائی مراسم مدارات ہوئی وہان سے اپنی کوٹھی خاص مین آئے نواب سے یہ کلمات زبان پر لائے کہ شاہ لندن کا حکم آیا ہے کہ سوا لاکھ روپیہ ماہوار بادشاہ کو دیا جاوے اور سب ملک لیا جاوے اب بادشاہ تنخواہ لیا کرین دن رات جشن کیا کرین ہم آپ انتظام ملک کا کرینگے اسکا بار اپنی ذمہ دہرینگے فوج شاہی موقوف کی جاویگی تنخواہ دی جاویگی اب آپ سبکو کانپور روانہ کرو کہ فوج انگریزی کی آمد ہے رسد رسانی کا انتظام کرو بندوبست سے انصرام کیجیے جب یہ خبر نواب نے سنی ہوش باختہ ہوا اس بے ساختہ ہو کر دل خون ہو کر سرنگون ہوا خوشی نزار و غم افزون ہوا اور کسی کا نہ خیال ہوا اپنی وزارت کا ملال ہوا کہ دیکھیے کسطور سے عزت رہے زمانہ کیا رنگ کھاوے کون کس طرح سے پیش آوے غرض کہ صاحب بہادر سے نواب رخصت ہو کر بادشاہ کے پاس آئے گریان و پریشان سب حالات تازہ سنائے کہ پیر و مرشد غضب ہو گیا ملک آپ کا ضبط سب ہو گیا سلطنت پر آج زوال آیا ہم لوگون پر وبال آیا تنخواہ آپکی مقرر ہوئی سلطنت ابتر ہوئی شاہ انگلستان کا حکم ہے کہ بادشاہ ایک مکان کو پسند کرین مع چند محلات اوسمین رہین یہ حال سنتے ہی بادشاہ کو سخت قلق ہوا رنگ چہرہ کا فق ہوا گریہ و زاری ہونے لگا دریای اشک جاری ہوا لگا زمانہ مین یہ خبر پہونچی کہ بادشاہ مصروف آہ و فغان ہین سراسیمہ و حیران ہین تمام محلات شاہی پریشان ہو کر دوڑے غمناک ہوئے حال بادشاہ کا دیکھکر سینہ چاک ہوئے بادشاہ نے فرمایا

کہ جناب عالیہ یعنی والدہ ماجدہ کو لاؤ مرزا سکندر حشمت جرنیل صاحب کو بلاؤ چنانچہ جناب عالیہ
آئیں اور جرنیل صاحب فی الفور پہنچے کوئی اشک بہا ہمسایہ لگا کوئی خبر دی ہم ہنگامہ الغرض
غرض کہ بادشاہ نے بکمال یاس حسرت فرمایا کہ ریاست تباہ ہوئی برباد وسیاہ ہوئی اس
گھر کا خاتمہ ہوا اللہ یار کا لازمہ ہوا اگر بے ریاست کے زندگی ہوئی تو بیکار ہے حیات و شوکت
ہے کچھ تخت و تاج دین یا پہلے معرکہ جنگ کا نام لیں یہ تقاضای ہمت و جرات بھی ہے
کرلیں آئندہ جو کچھ کریں نواب نے یہ صلاح دی کہ مناسب جنگ و جدال نہیں
اس سے بہتر کوئی چال نہیں یہ مقام ایسا ہے کہ فی الحال صبر کیجیے ملکہ اور انکو دیجیے نواب نے
یہ کہا کہ صاحب رزیڈنٹ کی یہ رائے ہے کہ فوج کنبر کانپور سے آتی ہے کوئی شخص اہلکار
شاہی واسطے بہم رسانی سامان رسد وغیرہ کے بھیجا جاوے جلد تعینات کیا جاوے
چنانچہ بادشاہ نے حکم دیا کہ جو شخص وہاں جاوے سلاح مردان فوج کے بیان کرے جاوے
خصوصاً بموجب حکم شاہی راجہ جی لال سنگہ بہادر نصرت جنگ بہمراہ غالب جنگ واسطے
انصرام اس کام کے روانہ ہوا مفہوم سارا زمانہ ہوا شہر میں عجب کہرام تھا گویا کہ
محرم الحرام تھا امرای شہر رئیسان عصر عزیزان بادشاہ ندیمان خیر خواہ سب حاضر ہو
حالات سے ماہر ہوئے ازان جملہ منور الدولہ احمد علیخان و امین الدولہ امداد حسین خان
وزیران سابق و مرزا یحیی علیخان عم بادشاہ سب فراہم آکے ساتھ ہو کر پاس میر تقی بادشاہ
اپنی صلاح سے سب کو آگاہ کیا سبھوں نے جواب دیا کہ حضور نے یہ رائے مناسب
تجویز کی ہے صلاح معقول وہی ہے مقابلہ لڑائی کا سراسر خلاف ہے موقع بیجا بھی ہے
ہو اسمیں آئندہ کو گنجایش گفتگو نہیں حالت جست و جو نہیں غرضکہ یہ باتیں دربار میں
تھیں عجب مصیبتیں خاص بازار میں تھیں مسیح الدولہ متوسط شاہی صاحب رزیڈنٹ بہادر
کے پاس بھیجے گئے کہ حالات مفصل لاویں کیفیت تازہ وہاں کی سناویں فقط

آنا صاحب کلان بہادر کا پاس بادشاہ کے

تباہ ہوا سرکش ناکس وادخواہ ہوا لندن تک آوازہ ظلم و ستم کا بلند ہوا اور نیرو زشعلہ آہ
دو چند ہوا اب اسکے سوا کوئی چارہ نہین سوای غربا کشی کے کوئی یارہ نہین زیادہ ظلم و ستم
دیکھا نہین جاتا ہے دیکھکر دیکھا نہین جاتا ہے بجز ملک لینے کے کون صلاح ہے بہرحال عالم کا
اسمین فلاح ہے شتابی آپکا منتظر ہوگا انتظام بہتر ہوگا عہود و مواثیق سابقہ منسوخ و کالعدم
ہوویں ملک کے منتظم ہم ہوویں فی الحال جو عہدنامہ جدید لکھا جاویگا اسمین فرق نہ ہوویگا
سوای اسکے جو اوٹرم صاحب رزیڈنٹ بیان کرین آپ ہماری زبان جانئین

تقریر زبانی بادشاہ کی اوٹرم صاحب بہادر

بادشاہ نے جب یہ نامہ ملاحظہ فرمایا آہ جگرسوز دل سے اوٹھایا صاحب کلان سے مخاطب
ہوکے تقریر زبانی سے راغب ہوکے کہ تمہارے قول کا کیا اعتبار ہے عہدنامہ مخفی یا بلا
تمہاری سرکار کیا راست گو ہے اپنے عہدنامون کو پڑھو اوسمین لکھا ہے کہ جب تک آب
گنگ و جمن برقرار ہے یہ قول ہمارے عہدنامہ کا استوار ہے رشتہ ہم پر راہ کبھی نہ ٹوٹیگی
محبت سے منہ نہ موڑینگے کیا وہ دریا خشک اب ہوگئے منسوخ عہد و پیمان سب ہوگئے
جو حاکم و رئیس تم سے پہلے لڑے ہین اونکی گہر بیٹھے ہین ہندوستان مین ایک ہمہی
خطاوار ہین آپ کے گنہگار ہین ایسی کسی نے اطاعت کی ہے تعمیل احکام و تبعیت کی ہے
قدیم سے حکام انگریزی خوب پسند رہی ہمارے مراسم و راہ سے رضامند رہے جب روپیہ
طلب کیا فوراً دیا کسی بات مین سرکشی نہین کی کبھی لشکرکشی نہین کی ظالم و خونخوار کہان
نہین ہوئے مردم آزار کہان نہین ہوئے تمہاری طرف سے لڑائی بھڑائی ہین کہ نہین ہین
کشت و خون نہین ہوئے معاملات زبون نہین ہوئے ہماری زیادتی سے یہ حال
سنا خاموش رہا اور یہ کہا کہ ہم تابع حکم سرکار ہین مجبور و لاچار ہین آپ کا قول سچ ہے مگر
حکم سرکار کب لائق التوای ہمکو حکم ہے کہ اودہ کا انتظام کرو حرمت شاہی کا خیال رکھو
لائیے عہدنامہ پر دستخط کر دیجئے کہ اپنی خوشی و رضامندی سے سلطنت دی ہے اس کاغذ پر مہر کیجئے

تب بادشاہ نے جواب دیا کہ کیا خوب ایک اشتد و شدید یہ طور و ہو مرے پر تعزیر قدرت ہے
ہم ہی سے سلطنت لین اور رضامندی کی مہر کرائین آپکا اختیار ہے کہ مہر بھی چھین کر چھاپ لین
اور یہ خیال کرو کہ اگر گلے پر تیغ ستم چلیگی تو مہر نہ ہوگی یہ سنکر صاحب ریزیڈنٹ بہادر رخصت
ہوئے منور الدولہ بہادر نائب سابق سے صلاح ہوئی کہ مہر کر دینا مناسب نہیں عوض جانا
رہیگا کچھ نہ بن آویگا بعدہ نواب بادشاہ کے پاس آئے مہر کا تذکرہ زبان پر لائے
بادشاہ نے کہا کہ اگر مہر کرنے مین بہبود ہے تو مہر موجود ہے خواصین جو بادشاہ کی خدمت مین
حاضر تھین جناب عالیہ مادر بادشاہ کو اطلاع دی کہ اسوقت نواب آیا ہے مہر کرنے کا فقرہ
بتایا ہے بادشاہ مہر کیے دیتے ہین سلطنت کی جان لیتے ہین جناب عالیہ اور مرزا اسکندر حشمت
فوراً آپہنچے اوسیوقت نواب کو قید کر لیا سزای سخت دیا ایک شب روز نواب قید مین رہے
خوف و امید مین رہے دوسرے روز بادشاہ نے قید سے نواب کو آزاد کیا اور یہ بات
ارشاد کیا کہ تنے قصور نواب کے سب معاف کیے حسابات وزارت صاف کیے

شعر پیالک گی کسی کی گردن خوبیان [illegible] وزیر تھین شہریار حیران

بیان اجرای احکام شاہی بنام ناظمان و افسران فوج

اوس زمانہ مین ایک ایجنٹ بادشاہ کو لکھا کہ آپ صاحب تاج ہین مالک تخت و تاج ہین ہین دولتخواہ
ہون خیرخواہ سرکار ہون دریا کے اس پار فرنگی کا ہجوم ہے آمد فوج کی معلوم ہے اگر بادشاہ
سپاہ سے کہیں تو فوج کو روکین مقابلہ کرین بادشاہ نے سنا اوس خوشی سے حکم ہوا کہ [illegible]
[illegible] افسران کے تحریر کرو کہ فی الواقع تم تدبیر انتظام ہو صاحب اتحاد ہو مقتضای خیرخواہی
ہو الا اگر کوئی فساد منظور ہوتا تو جنگ کا سامان ضرور تھا فوج ادہر آنے نہ پائی وہین دیکھ لی
جاتی یہ حکم ناظمون و فوج کا جاری ہوا کہ سب سپاہ کمر کھولے کچھ نہ بولے غرض کہ فوج
[illegible] اس پار انگریزی لشکر کا وہان سے آگے قیام کیا کہ [illegible] کے گرد مین فوج جراری تھی
[illegible] ہوشیار تھی جب [illegible] فوج انگریزی کا [illegible] ہوا تمام شہر مین

غلغلہ مشہور ہوا حال آمد فوج کا بادشاہ نے سنا حکم دیا کہ سب دروازہ مکانات شاہی
کے کھول دو اور پہرے والوں سے کہو کہ بندوق اور تلواریں اپنی اپنی رکھدیں سلاخ باندھیں
جو توپیں جلوخانہ میں لگی ہیں گرا دو چہرہ رخ سے ہٹا دو غرض کہ جب حکم شاہی
جملہ دروازہ بارگاہ سلطانی کے کشادہ ہوئے اہالیان شاہی اطاعت پر آمادہ ہوئے حال
زمانہ کا دگرگون تھا تلاطم سے ہر ایک سرنگون تھا سب دوکان شہر کی بند دوکان داران
کو صدمہ آخر بادشاہ کو لوگوں نے خبر دی کہ کچھ ... خوف نہیں ... احتیاط ... پر فوج آئی ہے ... صفائی

بیان موقوفی عملہ شاہی

جب حال سلطنت کا ابتر ہوا موقوف ہر ایک ملازم و نوکر ہوا رہس والے موقوف و مظلوم
ہوئے تمامی اہل نشاط مغموم ہوئے جہاں وہ خوش الحانی کی آواز تھی وہاں صدای آہ و فغان
دمساز تھی جس مقام پہ پیچھے رباب و ستار تھے وہاں دل سے نالہ ارغنون اور اشکوں کے
تار تھے اہل قلم کو یک قلم جواب ہوا بیت الانشا و بخشیگری کا حساب ہوا اعمال وزارت اور دیوانخانہ
کے برخاست ہوئے اہالیان عدالت چپ و راست ہوئے محلات سے جو جو بیبیاں نکالی گئیں
اونکی صدای نالہ آسمان پر جاتی تھی موقوف سواران کے رسالہ ہوئے برخاستگی سے پیادوں کے
شور و نالے ہوئے عالم میں تلاطم و تزلزل ہوا موقوفی فوج کا شور و غل ہوا ہر ایک گھر میں شہر کا
رنج بے انتہا تھا کوئی کہتا تھا ... خراب ہوا ... کسی کی زبان پر یہ کلمہ جاری تھا
کہ کیا قیامت آئی ہے کیسی یہ گھنگھور چھائی ہے شہر میں گھر باہر ہر کسی کا دل چور تھا جہاں
دو چار بیٹھے تھے ہر ایک کی زبان پر یہ مخمسہ کا مذکور تھا **اشعار مخمسہ** شہر میں کیا اداسی چھائی
ہے * سخت رنج ہے جدائی ہے * آفت یک آسمان سے آئی ہے * رزق عالم کی اب
صفائی ہے * یا حسین آپ دہائی ہے * ایک شاعر نے مصرعہ تاریخ کا موزوں کیا
حسب حال لکھا یہ مصرعہ گئی سلطنت گھر تباہ ہوگئے
سنہ ۱۲۷۲ ہجری

تذکرات انتظام و بندوبست انگریزی ملک اودھ میں اور جابجا اہلکار

شاہی کاروبر وی صاحب رزیڈنٹ بہادر و چیف کمشنری

جب فوج شاہی موقوف ہوئی بادشاہ کو بہت فکر و رنج و اندوہ ہوئے کچھ کام نہ تھا اندیشہ ہوتا کہ
آب و دانہ حرام تھا رونق و زینت سلطنت کا زوال ہوا اہل عالم کو رنج و ملال ہوا ارکان
شاہی سلطان عالم کو سمجھاتے تھے دن رات یہی باتین بناتے تھے کہ آپ خدا کو یاد کیجیے مگر جو ان
وہی بناتا ہے ناکام کامیاب ہو جاتا ہے وزرای سابق ہمیشہ حاضر آتے تھے یہی حکایات سناتے
تھے جب ایک ہفتہ اسی طرح تمام ہوا صاحب کلان کا پیام ہوا کہ اب یہان نظم و نسق ملک کا
ہو گا جملہ اہلیان و ارکان شاہی حاضر آوین ہر ایک کو ہم حکم سناوین بادشاہ نے جواب کہ
حکم دیا کہ جملہ ملازمان و عمال شاہی صاحب کلان کے خدمت مین جاوین کیونکہ اب وہ مرجع
کار ہین اونکو ہر طرح کے انتظام وہ کار ہین بست و نہم جمادی الاول ۱۲۷۲ ہجری کو یہ حکم ہوا
رات مثل روز قیامت کے گذری صبح سے ہر ایک وزیر و اہلکاران شاہی و امرای جہان پناہی
کوٹھی صاحب کلان پر مجتمع ہوئے اور خواجہ سراؤن مین یامنت الدولہ و احسن الدولہ وغیرہ
اور رسالون کے رسالدار و پلٹنون کے افسر صوبہ دار سب جمع ہوئے ہر ایک کو کرسیان
ملین آبرو و عزت کی غرض کہ اشتہارات جاری ہوئے تا کہ حال انتزاع سلطنت سے مطلع
خاص و عام ہووے و نقل انگریزی کا سر انجام ہوئے صاحب چیف کمشنر بہادر نے اہلکاران
شاہی سے یہ کہا کہ ہر ایک آپ مین سے اہل وقار ہین وحید روزگار ہین اگر آپ لوگون کو نوکری
علی قدر مراتب منظور ہو تو موجود ہے اور فکر بے سود ہے سبھون نے جواب دیا کہ ہم لوگ
اس سلطنت کے قدیم نمک خوار ہین خیر خواہ و تابعدار ہین آرزوی زر و مال نہین نوکری کا سوال
نہین یہ کہکر بعض رخصت ہوگئے حاضر اہل خدمت ہوئے افسران فوج کو صاحب بہادر نے
تسلی دیا کہ جو تنخواہ فوج سے واجب ہوگی ہر ایک کی تنخواہ بٹے گی چنانچہ اکثر لوگون نے فوج مین
نوکری منظور کیا بلکہ بعض انگریزی و باوری کو رکھ لیا آخر کار سب فوج اپنی اپنی تنخواہ لیکر رخصت
ہوئی اب کیفیت انتظام کی پیدا ہوئی شمشیر الدولہ بہادر مہاراج بالکشن کی حملہ

کاغذات حسابی ملک کے سپرد مارٹین گبنس صاحب بہادر فنانشل کمشنر لکھنؤ کے کردیا
سبب حساب ملک کا صاف کیا تھا

حال نیلام دواب شاہی

صاحب کلان بہادر نے بادشاہ کو لکھا کہ مصارف دواب کثیر ہے اسکے صرف مین زر خطیر ہے اگر حکم ہوئے تو جسقدر لایق ضرورت ہے وہ رکھ لیا جاوے مابقی نیلام کیا جاوے بادشاہ نے فرمایا کہ ہم اب گھوڑے ہاتھیون سے کیا سروکار ہے آپکو اختیار ہے غرض کہ بعد استفسار کے صاحب بہادر نے حکم دیا کہ کوٹھی دلارام مین جملہ دواب شاہی یعنی گھوڑہ و ہاتھی اور بیل و گاہی و شتر و ہیران و جملہ جانوران کا نیلام کیا جاوے تھوڑے تھوڑے بقدر ضرورت رکھ لیا جاوے خاص واسطے بادشاہ کے ایک سو اسی گھوڑہ و سواری خاصہ کا اور بیس پچیس تنبو تنبل رکھ لیے گئے باقی گھوڑیون کو مول نیلام کر بیچے

بیان تیاری سفر بادشاہ بعزم لندن بمشورہ منورالدولہ وزیر سابق

ادھر حکام انگریزی اپنے انتظام مین لگے ادھر بادشاہ سفر کی فکر و سرانجام مین مصروف مال کرورہا روپیہ کا جو کوٹھون مین تھا کچھ لٹ گیا کچھ اٹھ گیا جہان جسنے پایا اپنا مال بنایا کسی نے پوچھا نہ پوچھا کہ کون لے گیا مضمون اس شعر کا مصداق تھا
بیت عہد اقبال مین زر تھا پھر نکبت زوال آگیا گھر لٹا پھر تماشائیون کو حیرت تھی جا عبرت تھی کہ دس بیس روز مین کیا انقلاب ہو گیا گھر تباہ و خراب ہو گیا نہ وہ کارخانہ جات رہا نہ وہ نشاط رہا نہ وہ دھوم دھام رہا نہ وہ زینت نام قیصر شاہی سنسان باغ چمن ویران ہر ایک مکان مثل تصویر مدفن غفلت سونے کی جگہ وحشت ہوئے وہ بھی ماول زمین ہوئے عشق نیک مین وہ لطف کہان رسم غزل عیش ویران البتہ کچھ آثار دربار بادشاہ تھے ارکان دولت حاضر شام و پگاہ تھے منورالدولہ امین الدولہ وزیران سابق کو انتزاع سلطنت کا نہایت رنج و ملال تھا ملک جانے کا صدمہ کمال تھا غرض کہ بادشاہ نے ایک روز

منورالدولہ سے جو کہ نہایت عقیل و فہیم لئیق ندیم تھے مشورہ کیا کہ ہم فی الحال مشغول تیغ
بیداد مین مبتلای آہ و فریاد ہین اہل زمانہ ہمارے سبب سے سر و دست بایمان ہین
ان لوگون کے برے حال ہین کہان تک یہ کیفیت دیکھینگے کیونکہ بسر کرینگے ریاست گئی
تو مزہ کیا رہا ہر ایک بات کا لطف جاتا رہا زندگی خوب نہین لطف زمانہ مرغوب نہین اب
بہتر ہے کہ سفر کرین جس طور ہو بسر کرین خدا نے اگر لندن کو پہونچا دیا اور دربار شاہ لندن
دکھلا دیا تو ملکہ معظمہ سے کہینگے کہ یہ آپ کا لبادہ و تاج عطیہ موجود ہے عہد و پیمان کی سوگند
اسکو لیجئے اس بار سے سبکدوش کیجئے اگر پروردگار عالم نے رحم فرمایا تو ہمنے پھر تاج پایا جانب
وطن بامراد واپس آوینگے ورنہ زیارات کو چلے جاوینگے منورالدولہ بہادر نے یہ بات سنکر رای
بادشاہ پر ہزار آفرین کی اور داد تحسین کی دی اور کہا کہ یہ بات نہایت پسندیدہ ہے اور یہ الہام
برگزیدہ ہے کیونکہ گھر سے سفر کا سبب پاس کرتے ہین دشمن دوست ہو جاتی ہین یہ فدوی بھی حاضر
ہمسفری مین نہین قاصر ہے حدیث مین آیا ہے کہ السفر وسیلۃ الظفر جب منورالدولہ چلے گئے کسی
قدیم خیرخواہ نے کہا کہ حضور جو سفر کرتے ہین اپنے اوپر صعوبات سفر لیتے ہین یہ ایام گرما و باد سموم
حال مزاج والا کا معلوم کبھی سفر کیا نہین قدم راہ مین رکھا نہین اگر یکایک سفر کیجیگا نصیب دشمنان
ضرر اوٹھانا ہوگا زیادہ علالت ہوئے پریشان طبیعت نہ ہوی سوا اسکے امید مقیم ہو جای
خوف و بیم ہے اب ہمارا یہ بین بخوبی غور کرکے سفر کیجئے آیندہ جو رای ہو وہ حکم دیجیے اوسوقت
صاحب الدولہ سے بادشاہ نے حکم دیا کہ مجتہد العصر کے پاس جاؤ حال عزیمت سفر کا اونکو سناؤ
واسطے امر و نہی کے استخارہ کرین امر حق سمی استشارہ کرین قرآن سے کیا اجازت ہوتی ہے
جانب اللہ سے کیا رخصت ہوتی ہے فی الفور صاحب الدولہ پہونچے سلام کیا اس حال کا پیغام دیا
مجتہد العصر نے فوراً مصلا بچھا کر نماز ادا کی اور بعجز و نیاز دعا کی کہ ای رب ودود خالق معبود واقف
راز نہان پیدا کنندۂ زمین و آسمان تجھکو حال ہمارا ظاہر ہے بیان سے قاصر ہے صعوبت عظیم
ہو رہا کم ہے وہ ظاہر ہے قصد سفر ہے اسمین امید و ضرر ہے یہ کہکر بعد نیت رسول مقبول

قرآن مجید کو بوسہ دیا اوراق صحیفہ کو وا کیا چنانچہ اول یہ آیۂ کریمہ حسب حال ہوا فق فال
نکلی آیت قل سیروا فی الارض یعنی کہدے کہ سیر زمین کی کرے یہ فال جو کلام الٰہی سے
دیکھی دل کو تسکین ہوئی مصاحب الدولہ نے بادشاہ سے سب ماجرا بیان کیا بہت کچھ تشفی دیا
اور کہا کہ سفر مبارک شہریار ہے مالک پروردگار ہے چنانچہ اوسی وقت سے سامان سفر ہونے لگا
اسباب ہمراہی کا جمع ہونے لگا حضرت عباس کی درگاہ میں تاج شاہی کو بھیجدیا اور منت کیا
کہ تاج اور علم ارباب علم پر وار دینگے تو اونہین کی عنایت سے لینگے عزم سفر مصمم ہوا عجیب طرح کا
رنج والم ہوا لوگون کو مفارقت حضرت کی دشوار تھی یہ مصیبت گران بار تھی صدہا صندوق و
پوشاک و ظروف نقرئی مطبخ کے روانہ ہوئے جنتیون کے ہمراہ سب کارخانے ہوئے دو تین سو
خادم و نمکخوار قدیم ہمراہ ہوئے ساتھ خانہ زاد و نیک خواہ ہوئے عزم سفر نے بخوبی ظہور کیا اول
قصد کانپور کیا محضر رضامندی بادشاہ کا تیار ہوا ہزارہا مہر و دستخط سے استوار ہوا سب ہونے
ایک قلم تحریر کیا کہ ہم اس بادشاہ سے راضی و شاکر ہیں اطاعت و انقیاد شاہی میں حاضر ہیں

حال برٹ صاحب انگریز

جس زمانہ میں بادشاہ ولیعہد روزگار تھے صاحب افتخار تھے ایک انگریز موسوم برٹ اکثر انکی
خدمت میں باریاب ہوتا تھا جب سے بادشاہ تخت نشین ہوئے برٹ انگریز واسطے سفر کے
روانہ ہوا تھا جب اوس نے حالات انقلاب سلطنت لکھنؤ کے سنے فورا لکھنؤ میں آیا بادشاہ کو
آداب بجالایا خلوص اعتقاد خفیہ یہ عرض کیا کہ یہ بندہ قدیم حاضر خدمت ہو نہیں قاصر و مقصر کبھی
تو ہمراہ ہوں دل سے بندۂ بادشاہ ہوں بعد عہد و پیمان رخصت ہو کے پہلے کانپور آیا [illegible]
بھی ایک انگریز نمکخوار شاہی نیکنام تھا کانپور میں اوسکا قیام تھا اس عرصہ میں وہ بھی حاضر
دربار ہوا بادشاہ نے اوسکو ستر ہزار روپیہ واسطے انتظام ڈاک سفر کے دیا اور پیشتر اوسکو روانہ کیا

حال روانگی بادشاہ جانب کانپور

حسام الدولہ بادشاہ کے عزیز دلی و وفادار تھے نہایت منتظم و ہوشیار تھے اوسکو بادشاہ نے

اپنے گھر کا مختار کیا سب کا سون مین اختیار دیا تاکہ لکھنو کا کام کرین باقی ماندہ کا
انصرام کرین تاریخ پانچوین ماہ ربیع ث ۱۲ ہجری روز یکشنبہ تھا کہ بادشاہ نے وقت شام
بیگمون کی طلب کی جانے کی خبر ہوئی سب لوگ گھبرائے دل مین ہول آئے حکم دیا کہ کوئی محل
یہان آنے نپاوے بلکہ اشرفی امام ضامن کی یہان کوئی نہ لاوے اسواسطے کہ وقت رخصت
گریہ وزاری ہوگی شورش مفارقت طاری ہوگی فقط جناب عالیہ ملکہ کشور صاحبہ والدہ بادشاہ
و مرزا سکندر حشمت بہادر و مرزا ولیعہد و جنرل صاحب بہادر صاحبزادگان شاہی ہمراہ
چلیں اور محلات مین خاص محل معشوق محل ساتھ ہین اور کسی محل کی ضرورت نہین منظور
کثرت نہین جب سواریان ڈیوڑھی پر آئین ہر سمت سے شور و بکا ہوا سامان غم
برپا ہوا اسکا نابت ماتم سرا ہوئی محلات قصر البکا ہوئے قریب ایک پہر کے رات آئی بادشاہ
محل سے برآمد ہو کر ہوادار پر سوار ہوئے ہمراہی مین چند مصاحب عالی وقار ہوئے
وقت روانگی دعای خیر ہر عزیز و حبیب کی تھی ہر جانب سے آواز [illegible] قریبا کی
تھی دروازہ قیصر باغ تک سب اہل حرم آئے نالہ جان سوز برپا ہوئے کسی نے [illegible]
نکلکر دعای ناد علی پڑھا کسی نے استودعکم اللہ کا نعرہ بھرا کسی نے کہا کہ ہمکو بھی ساتھ
لیے چلو یہان مجبور نہ چھوڑو بادشاہ نے جواب دیا کہ سفر دراز ہے زمانہ ناساز ہے
سبکو تسلی دی ہر ایک سے یہ بات کہی کہ اگر خدا رحم کرتا ہے تو یہ غم سبکی خوشی ہوگا اور یہ رنج
باعث خورمی ہوگا غرض کہ سب سون سے سر آداب تسلیم بجا لا کر رخصت پائی بادشاہ
بگھی پر سوار ہوئے سفر سے دوچار ہوئے [illegible] گھوڑیون کی بگھی [illegible]
مع [illegible] ہمراہیان چند ہمراہ گھاٹ سے بندا وقت جلوس [illegible]
[illegible] نہ تھا نہ باجا نہ کوئی کارخانہ تھا اوس حالت کی کیفیت [illegible]
[illegible] سے کہ قلم تحریر سے اشکبار ہوتا ہے اور صفحہ کاغذ سیلاب اشک سے [illegible]
[illegible] ایک شخص مبتلای آلام تھا [illegible]

ضیاء اختر

داخل ہونا بادشاہ کا اول منزل کانپور مین

اول روز بادشاہ نے کوچ کرکے کانپور مین مقام کیا برڈن صاحب کی بنگلہ مین قیام
کیا نواب علی نقی خان نے ساتھ چھوڑا سفر سے معذور ہوا مگر منور الدولہ بشیر ہمراہ رکاب
بادشاہ رہے ہر طرح کے ہوا خواہ رہے وہ بنگلہ برڈن کا نہایت تنگ قفس سے
زیادہ ہوا دل بادشاہ کا رشتہ برآیا وہ ہوا اگرچہ اور بھی خیام شاہی نصب تھے
مگر لطف و آرام کب تھے لکھنؤ والوں کا کانپور پہونچنا عام ہوا حاضر خاص و عام ہوا احتشام الدولہ
بادشاہ نے لکھا کہ خزانہ و اسباب جلد روانہ کرو دیر و توقف روا نکرو چنانچہ یہان سے
بہت صندوق پر از جواہرات گران بہا اور خزانہ نقد بے انتہا بھیجے گئے اور ہر طرح جیسے
اسباب مطلوبہ روانہ ہوئے جب خزانہ و اسباب آگیا پہلی تاریخ ماہ شعبان سنہ ۱۲۷۳ ہجری کی
شام کو کانپور سے کوچ کیا الہ آباد کا راستہ لیا اون ایام مین عجیب شدت گرمی آفتاب
سے کثرت تھی دھوپ مین سخت حرارت تھی غرضکہ بوقت صبح مع ہمراہیان الہ آباد
داخل ہوئے گرمی سے سخت آلام حاصل ہوئے کرایہ کے مکانات مین قیام کیا
فی الجملہ آرام کیا راجہ بنارس نے حال آمد بادشاہ کا سنکر منور الدولہ کو لکھا کہ میری عرضی
حضور بادشاہ کے پہونچنی ہے آپ آئیے اور بادشاہ کو میرے گھر لائیے منور الدولہ نے
یہ حال بادشاہ سے بیان کیا بادشاہ نے جواب منظوری کا دیا ایک ہفتہ الہ آباد مین
مقیم رہے ہمراہ سب ندیم رہے وہ مکان بکرایہ پانسو روپیہ کے ٹھہرا تھا مگر صاحب
مکان نے موقع عیاری پاکر ہزار روپیہ کا دعوے کیا آخر کو وہی لیا الہ آباد سے شہر بنارس
مین پہونچے اہل شہر منتظر آمد بادشاہ تھے گرد سواری آہالیان شہر ہر طرف
بادشاہ کی بھی بند تھی اسلیے سب کو حسرت دید و عید تھی راجہ ایشری نراین سنگھ رئیس
بنارس کو کمال انتظار تھا وہ بھی واسطے استقبال کے سوار ہوئے اثنائے راہ مین جا
ہوئے بادشاہ کو اپنے گھر لائے رسم مہمانی حسب قاعدہ بجا لائے اول استعانت نذر

زر و مال تصدق کیا مکانات و کوٹھی راجہ صاحب کی خوب آراستہ ہر ایک سامان سے تکلف
سے پیراستہ مگر بادشاہ نے کسی سے ملاقات نہین کیا وعدہ واپسی کا دیا پندرہ روز بنارس مین
قیام کیا داد و دہش مین نام کیا وہان سے بھی سولھوین روز بسم اللہ مجریہا دریا براہ
جہاز دخانی پر سوار ہوئے اور جرنیل صاحب برادر و جناب عالیہ اور بادشاہ براہ خشکی
سفر سے دوچار ہوئے بمضمون الفراق بینی و بینک کے ملال تھا مفارقت کا صدمہ کمال تھا
مگر مجبوری تھی بباعث لاچاری یہ دوری تھی غرض کہ جہاز دخانی روان ہوا اگر راہ مین کشتی
ناگہان ہوا وہ موجون کا تلاطم اور شور آب وہ ہوا کی تیزی اور گردش گرداب
کسی مقام پر پانی مین صدہا شہر کہین ٹاپوون مین آبادی کی چند گھر کوسون و منزلون
عالم آب نہ شکل آرام نہ صورت خواب غرضکہ اس تکلیف سے یکایک دوران سر ہوا سخت
صاحب سفر ہوا حرارت کی تعلیل نہ ہوتی تھی غذا تحلیل نہ ہوتی تھی اونیس روز یہی حال رہا
مزاج کو نہایت اضمحلال رہا بعدہ جہاز کنارہ کلکتہ پہونچا وہان سے عبور کرکے اول قیام
... گھولا کے باغ مین فروکش ہوئے وہ باغ راحت افزا و دلکشا خدا نے کیا اگر یہ
جان مین جان آیا اور ادہر راہ خشکی سے بعد طے مراحل و قطع منازل صاحب سفر اودھ کا
جرنیل صاحب و بادر بادشاہ بھی کلکتہ مین داخل ہوئے سب ایک ہی مقام پر پہونچے ...

بیان ہونا جناب عالیہ و جرنیل صاحب بہادر و مرزا ولیعہد بہادر کا بعد ... سفر لندن کے اور قیام کرنا بادشاہ کا کلکتہ مین

کلکتہ مین سب یکجا ہوکر باہم صلاح ہوئی کہ صعوبت سفر سے بادشاہ کا مزاج
اصلاح پر نہین ہے کسی صورت فلاح پر نہین ہے نہایت ناتوانی سے حالت
پریشانی ہے اگر اس سے زیادہ سفر ہوگا تو بے شک ضرر ہوگا بہتر ہے
کہ جناب عالیہ و جرنیل صاحب مرزا ولیعہد بہادر لندن کو جاوین بادشاہ کلکتہ مین
ٹھہر جاوین چنانچہ یہی صلاح قرار پائی ہر طرح سے درستی آئی غرض کہ مسافران

مع سامان سفر صدہا صندوق پر از مال و جواہر و دیگر تحایف بے بہا لیکر روانہ ہوئے
ہمراہی مین چند خویش و بیگانہ ہوئے ہنگام روانگی بادشاہ نے کمال یاس سے فہمایش
کیا کہ رائے حاکم کی دیکھنا زیادہ نہ الجھنا اور اگر جرنیل صاحب کو ملکہ معظمہ تاج دین تو بہتر
راضی ہین اور اگر ولیعہد پر مہربان ہین تو وہ لخت جگر اور دل و جان ہین اسمین بہم عیش و نشاط
کی خوب اوٹھا چکی ہو مزے سلطنت کے اوڑا چکے سلطنت کی ہوس نہین اسمین کچھ پیش و
پس نہین جرنیل صاحب نے جواب دیا کہ بادشاہ ہمیشہ سلامت رہین مدام سلطنت
کرین آپ کو مین بجائے والد بزرگوار کے جانتا ہون پشت پناہ سمجھتا ہون یہ سنکر
بادشاہ نے کلیجہ سے وہ لوکو لپٹا لیا اور خدا کی حفظ مین دیا شوق کہ وقت الوداع بانالہ
آہ جدا ہوئے سپہر و سنجیدہ ہوئے سب ملازمان و ہمراہیان ایک سے نشاط کس تھے
وہی رفیق و ہم نفس تھے تب یہ مسافران لندن جہاز پر سوار ہوئے عالم آب سے ہمکنار
ہوئے کیفیت روانگی جہاز قابل تحریر نہین وہ تکلیفات و صعوبت لایق تقریر نہین یعنی وہ
امواج کا تلاطم و گرداب جہان تک حد نظر پہونچے عالم آب آب کوئی مونس نہ انیس
نہ کوئی ہمدم جلیس سنگ خدا اپنی آنکھین بند ہمراہی مین معدودے چند کو سوان پیڑ
نہ مین پانی تھا یا سپہر برین شب و روز گذشت سفر اوٹھاتے رنج سفر و تکلیف غربت
آب و طعام خواب و خور حرام قضارا ایک مقام پر جہاز کا لنگر ہوا کچھ اسباب کشتی سے
باہر ہوا چند صندوق جواہر غرق آب ہوئے نقود و جنس گرداب ہوئے بہت جواہر نفیس بہا
پانی مین جا بہا رہا جو کچھ بچا وہ باقی رہا جناب عالیہ کو اسکی اطلاع ہوئی فرمایا
کہ جو کچھ ہوا وہ ہوا مال کا کیا غم ہے حفظ جان مقدم ہے چنانچہ دیا اپنے ہاتھ سے بچا
لنگر جہاز کا کھلا اور آگے چلا ہمہ وقت صدمہ طوفان خوف ابر و باران کا یا کسی جگہ
ہیبت گھڑیال و نہنگ کبھی صعوبت ماہی و سنگ الغرض بعد طے مراحل و مصائب
نازل جدہ وہ بانک لندن مین پہونچے کنارہ شہر کے مین تھہرے

پہونچنا جہاز کا شہر ...م ملک لندن مین تحریر جلیس الدولہ سے جو ہمراہ تھے

تحریر جلیس الدولہ سے جو ہمراہ جناب عالیہ تھے معلوم ہوا کہ دفعتا شہر ...م مین یہ خبر پہونچی
کہ بیسر شاہ اود وہ آیا ہے استغاثہ اپنا لایا ہے یہ سنتے ہی کل مردوزن قریب گذر
غریب الوطنان پہونچے اور ایک ناظم و کوتوال اس ملک کا فورًا حاضر آیا ہر ایک سم آداب
بجالایا زمین سڑک کو کمال صفائی سے نور آگین کیا لب آب تک فرش قالین کیا جہاز سے
باصد کرو فر اوتر کر فٹنیں جواہر نگار پر جو ہمراہ تھی مادر بادشاہ سوار ہوئین اور جرنیل صاحب
و مرزا ولیعہد اپنے اپنے ہوادارون پر رونق افروز ہوکر شہر کو روانہ ہوئے برنڈن صاحب
و برٹ صاحب جو ہمراہ تھے راہون سے اوس ملک کے بخوبی آگاہ تھے شہر مین لے گئے
تمام صغار و کبار شہر کے جمع ہوئے اسی ہزار آدمی تماشائی مجتمع ہوئے ایک مکان
وسیع مین باجاہ و حشم سواری پہونچکر قیام ہوا ہر طرح سے آرام ہوا برٹ صاحب بالائی
بام آیا اہالیان شہر کو باواز بلند سنایا کہ اے ساکنان شہر ...م یہ وہ شہزادی عصمت ماب
ہو کہ جسکو خورشید سی حجاب تھا آسمان اسکی خیام کا قباب تھا ان کی غلامون نے کبھی یہ صعوبت
والام نہین دیکھا کوچ و مقام نہین سنا انکا وہ جاہ و احتشام تھا کہ فغفور چین انکا غلام تھا کبھی
قدم گھر سے نہین نکالے آسمان نے کوئی حوادث نہین ڈالے اب اسقدر مسافت طے کرکے
واسطے حصول مدعا سے ولی کے آئے ہین کیا کیا صدمہ سفر کے اوٹھائے ہین پس یہ لوگ منتظر
اسکی ہین کہ بامراد ہون اور اپنے مطلب قلبی سے دل شاد ہون برٹ صاحب نے سب سے
پیام بادر بادشاہ کا کہا کہ تم لوگ ہمارے شریک حال ہو مین سب نے قیل و قال ہو سبھون نے
یہ درخواست قبول کی کہ ہم بہرحال شریک ہین ہمراہ دور و نزدیک ہین جب اوس مکان مین
رات بسر ہوئی آخر کو سحر ہوئی عرصہ سے جو دریا مین مقام رہا مکان ہوئے تھے یکایک
مکان پایا گویا جان پایا صبح کو جملہ فرنگیان معزز کوپی اونتاری حاضر آئے اون مین سے
اونتیس انگریز اور چار بیم تھے ولیعہد بہادر و جرنیل صاحب کو دیکھکر نہایت خرسند ہوئے

سب رضامند ہوئے حسن خداداد پر سب لوگ خوش ہوئے ہرچند ضبط کیا پر جنبش ہوئی
کوئی پوشاک دیکھتا تھا کوئی جواہر تاکتا تھا بدن پر لباس مرصع گرانبار پوشاک جواہر نگار
دونو حسین و صاحب جمال ایک ماہ کامل دوسرا بدر ہلال ہر ایک کا جمال قابل و بید ضیا ہے
حسن و پوشاک ہر ایک کی مزید اوسی وقت مصور آئے تصویرین کھینچین عورتین نہین اور
زنانہ مین جو جناب عالیہ تھین مسند زرنگار پر تجلی افزا تھین پوشاک گرانبار زیب تن سر فرق
جواہر سے سارا بدن زنان نصاری اندر پردہ کے آئین لب فرش آداب بجا لائین و
سلام کیا پرنٹن کی میم نے جو متوسط تھے جواب دیا باہم تقریر و گفتگو رہی معانقت رو برو
رہی بعد برخاست کے جناب عالیہ نے ہار گوٹے کے مرصع و زرنگار تقسیم کئے بہت سے
تحایف ہندوستانی ہر ایک میم کو دئے

داخل ہونا مسافران کا تختگاہ شہنشاہ لندن مین

چندے شہر سٹمپٹن مین ان مسافران کا قیام رہا ہر جانب سے لطف و آرام رہا پھر وہان سے
سواری ریل سوار ہوئے ایک پہر مین چالیس خواہ بیالیس کوس زمین طے کر کے شہر لندن
سے دو چار ہوئے قریب تختگاہ کے ایک مکان لیا سب ہونے وہین قیام کیا

بیان شہر لندن

عجیب قسم کا شہر و مکانات صاف مکان رنگین شفاف دوکانین سوداگرون کی کثیر مال و متاع
و تحائف بے نظیر ایک چیز یعنی روشنی گیاس کی سب سے زیادہ پسند آئی کہ روشنی شمع
و گیلاس کی غرض سے بے سود وقت ضرورت ہر جگہ پر روشنی خود بخود موجود زن و مرد و
صحبتون سے بیغم عورتین زیادہ مرد کم زمین سیراب ہر جگہ پانی ہر چیز و جنس کی گرانی غرض کہ
اوس مکان مین قیام ہوا مرجع رجوعات خاص و عام ہوا رئیسان لندن حاضر و کامیاب
ہوئے جو لوگ ذی عزت تھے وہ باریاب ہوئے وزرا و امرا ملکہ معظمہ سب آ کے علی قدر مراتب
مراسم معمولی بجا لائے تمام اہل شہر انتزاع سلطنت سے ملول و غمگین ہوئے مگر بہ تسلی

باعث تسکین ہوئی کہ محکمہ پارلیمنٹ جو عدالت شاہی ہے اوس میں بخوبی انصاف ہوئے گا یہ مقدمہ
دوبارہ پیش ہو کر جب صاف سمجھایا جاوے گا اتفاقاً اوس کچہری میں تعطیل تھی اور طلبگاران مطلب کو
تعجیل تھی سوا اس کے قاعدہ اوس کچہری کا اس طور پر مرعی تھا کہ سال میں دو مرتبہ اجلاس
ہوتا تھا جس میں تقریر سب کی ہوتی اور ہر سال میں فقط اجلاس ایکبار ہوا بلکہ اوس میں سے بھی
بعض ایکبار ہوا غرض کہ گیتی ایسی آسمان نے ہر طرح گردش دکھلائی کہ بسبب سیر انگلستان
شاہ انگلستان سے نوبت ملاقات کی نہ آئی یہاں تک تو حال انکا سطور پر ہوا قابل غور رہا

مختصر حالات بادشاہ بمقام کلکتہ

سفر کلکتہ میں بادشاہ کو اول صدمہ پیش آیا بسبب طرح طرح کے رنج و الم دل ریش آیا
اول تو انتزاع سلطنت کا کیا کم تھا اوس پر غزا محرم بہم تھا سادات و مومنین
ہمراہ تھے دو ہزار آدمی ہمراہ تھے محرم سے بادشاہ کو فرصت ہوئی پریشانی سفر سے
ملول طبیعت ہوئی سوائی اس کے بسبب ناموافقت آب و ہوائے کلکتہ کے ہر ایک شخص
بیمار رہا حالت زار رہا آخر کو بقول شخصے جیسے پڑے ویسے کرے تنگ آ کر طبیعت مانوس
سی ہونے لگی بسر کیفیت گذرنے لگی ایک دن بادشاہ نے جملہ بیمار و امرا کو فرمایا اور یہ
کہا کہ پہلے قصد سفر لندن کا مصمم تھا عزم بالجزم تھا مگر بسبب خیال عارضہ کے جو ہم کو
جانے کے لیے نہیں میرے نزدیک اب مناسب ہے کہ سفر لندن کا کرین یا لکھنؤ کا ارادہ
کرین سبھوں نے بالاتفاق جواب دیا کہ قصد سفر لندن مناسب حال ہے مگر علالت
مزاج کا سخت خیال ہے سفر تری میں مرض ابرا و رنج یبوست دماغ سے فساد و مزید علالت
پیدا ہو عزم لندن بیکار ہے باعث ضرر ہی آشکار ہے بہرحال تن بتقدیر بہیں مناسب
ہوا امید غالب ہے غرض کہ یہی مشورہ نے استحکام پایا کلکتہ کا قیام مناسب ٹھہرایا
گورنر جنرل سے درخواست کی کہ وزیر ہمارا لکھنؤ میں ہے صاحب چیف کمشنر بہادر
مانع اوسکی نقل و حرکت کے ہیں خواستگار اجازت کے ہیں اسقدر استدعا ہی کہ وزیر

یہاں چلا آوے کوئی مانع ہونے نپاوے چنانچہ بعد حکم کے علی نقی خان حسب الطلب بادشاہ
کلکتہ میں آئے اس بات پر منور الدولہ بہادر فوراً چلے گئے کیونکہ یہ امر اونکو ناگوار ہوا اور اپنا قیام
کرنا دشوار ہوا اور جو محلات معلے بادشاہی کہ لکھنؤ میں مقیم تھے بسبب فرط پریشانی خوف وہم
رہے اونکے خطوط بادشاہ کے پاس ہر روز آتے تھے اور یہاں سے جوابات اونکے برابر جاتے تھے

تحریر جواب بلو بک از جانب بادشاہ بحوالہ عہد نامجات و قبول حسب نامجات
انگریزی و نظائر انتظام ملک اودھ و جوابات رپورٹ کرنل سلیمن صاحب بہادر
و اوٹرم صاحب بہادر رزیڈنٹ بحضور جناب ملکہ معظمہ رفیع القدر یہ ولایت
عدالت پسندی و انصاف گستری واپس کرنے ملک کی توقع سے

جب مرزا ولیعہد بہادر و مرزا سکندر حشمت بہادر بقصد لندن ہو گئے اور بادشاہ بھی کلکتہ میں
جلوہ افگن ہوئے اس عرصہ میں اودھ بلو بک ایک کتاب انگریزی جو بہ نسبت اودھ انتزاع سلطنت
اودھ کے بموجب رپورٹ ہای رزیڈنٹ لکھنؤ بیجا حالات بے انتظامی ملک کی مرتب ہوئی تھی
چھپ کر ہندوستان میں آئی اور ترجمہ اوسکا ہوکر بادشاہ کے نظر سے گذرا اور برای فیصل اوسکا
چنانچہ بادشاہ نے جواب اوسکا جواب بلو بک مفصل و مشرح بطور تردید کے حوالہ عہد نامجات
و قبول حسب نامجات انگریزی سے لکھ کر واسطے عدالت پسندی و انصاف گستری حضور
ملکہ معظمہ رفیع الدرجہ انگلستان و صاحبان عالی شان پارلیمنٹ کے روانہ فرمایا کہ جو کچھ کہ
اوسکا اس موقع پر مناسب نظر آیا بادشاہ تحریر کرتے ہیں کہ بعض لوگوں نے ناحق بربادی
اور تباہی ہمارے ملک کی مشہور کر کے موسٹ نوبل مارکوئیس ڈلہوسی صاحب گورنر جنرل
ہند اور صاحبان کورٹ و ایرکٹرز تک شکایت پہونچائی ہے کہ اوسپر نوبت انتزاع سلطنت کی
آگئی ہر چند ہمکو امید قوی ہے کہ بعد دریافت حقیقت راست راست کی ہم اپنے حق کو پہونچین
اور بدستور ملک پر قابض ہونگے اس بحث میں دو امر ہیں اول یہ کہ بتقریر مطلب ثابت
تبدیل اور صرح و بیان موروثی ہمارے اور سرکار کمپنی انگریز بہادر کے تعلق و ضبط ہوا

سکو اتفاق اونہین قسم مذہب طرفین سے مستحکم ہوا ہین چنانچہ لارڈ ڈلہوسی صاحب گورنر جنرل
اپنی منٹ مورخہ شمار ۲۸ ماہ جون ۱۸۵۵ع کی دفعہ ۲۳ مین لکھتے ہین کہ عہدنامہ مرقومہ سنہ ۱۸۰۱ع
قطعًا اور قاطعیة مانع ہے درباب تقرر ایسے افسران کے واسطے کسی طریق پر جاری کرنے نظام
کی ایسا کوئی عہدنامہ کہین نہین مرقوم ہوا کہ جسکے اصل معنی اور ارادہ دلی بہ نسبت اوسکے جسکی
اب تجویز ہے شبہہ سے زیادہ صریح ہوا اور تاویلات سے معرا ہو نسبت تعجب ہے کہ باوصف
اقرار صاف استواری عہدنامہ کے پھر اہالی سرکار کمپنی واسطے توڑنے اوس عہد و پیمان کے
کوشش کرین اور ایسی بابت دل پیدا ہو ہرین اگر کوئی سردار واسطے نقض عہود و پیمان کے جو اوسنے
دوسرے کے ساتھ کیا ہو ارادہ کرے تو شخص مظلوم پر داد طلبی واجب ہے اور اپنی فریاد
کو حاکم اعلی کے سامنے پیش کرنا مناسب ہے چنانچہ بہ نسبت علاج ظلم رسیدہ مسٹر بکاک صاحب
اپنی ہیوش مورخہ ۲۳ اگست ۱۸۵۵ع مین خلاصہ مضمون رسالہ مسٹر انیل صاحب بہادر
مورخ کا یون لکھتے ہین کہ اگر اوسکو قائم رکھتی ہین اوس قول و قرار کے فائدہ ہو تو اوسکو حق
ہو کہ کسی محکمہ عدالت اعلی مین واسطے بجا اوری قول و قرار و حاصل کرنے عوض نقصان
بہ سبب نقض عہد اوس عہدنامہ کے رجوع کرے عہدنامے مشتمل ہوتے ہین ساتھ
اقرارات کامل اور دو جانبین کے اور مبنی ہوتے ہین اوپر استرضای طرفین کی اگر اہل
اقرار مین سے ایک اپنے قول کا پابند نہ ہووے تو دوسرا اوسکو واسطے پورا کرنے کے
مجبور کرے اور اوسکی تعمیل ضرور کرے کیونکہ ایک اقرار کامل سے اوسکو استحقاق
حاصل ہوتا ہے اور اختیار کامل ہوتا ہے بالفعل اور اوپر تدبیر ہماری یہی ہے اور انصاف طلبی
ہو کہ حضرت ملکہ معظمہ بمقتضای انصاف اہالی کورٹ ڈائرکٹرن کو توڑنے عہدنامہ سنہ ۱۸۰۱ع
سے بازرکھین اور ملک ہمارا بدستور ہمارے قبضہ مین کردین کرورہا آدمی ہندوستان اور
دیگر ملکون کے عہد ہر وزیری برٹش گورنمنٹ پر امید باندھی ہین اور ہر طرح سے متوقع
ہین درصورت عہد شکنی سب کو امید جاتی رہیگی اور یہ بات بہت نامناسب ہوگی

دوسرا امر یہ ہے کہ اظہار بربادی اور بدانتظامی ہمارے ملک کی محض غلط ہے
شہر اور قصبات اور دیہات سب آباد ہین بلکہ روز مرہ آبادیین ابزادہ ہین اور آمدنی اوسی
طرح ہے جیسا کہ پچیس برس سے تھی خدانخواستہ اگر ملک برباد ہوتا بعد دو یا تین
برس کے آمدنی مین نقص و فساد ہوتا ایک دلیل کافی ہے واسطے ثبوت اس بات کے
کہ ہمارے ایام سلطنت مین رعایا راضی اور ملک آباد و سرسبز با ہم ہو تو کیونکر ہوئین
کہ اگر اضلاع غربیہ یعنی کانپور و شاہجہان پور و فرخ آباد وغیرہ کہ جو کہ عملداری سرکار
کمپنی مین ہین ساتھ ہمارے ملک کے مقابل کیا جاوے بیشک رونق و سرسبزی
ہمارے ملک کی سب باتون مین اون اضلاع سے زیادہ ہو گی پس نہین دونو امر کی تفتیش
ہو کی جاوے کی تو صدق انصاف ہون کہ جواب شکر کے منظر پہلو یک بلا خطہ
اور علاوہ اوسکے سوال دیہی معرفت اون عزیزون کے ہمارے پاس پہونچے ہین کہ اونکا
جواب مفصل لکھین جواب تک مقدمہ دائرہ دفتر پارلیمنٹ رہے [illegible]
اور یہ واقعہ اتفاقات ملک داری کے روشن ظاہر ہوئی کہ بعض اہل دولت [illegible] صاف کرنے سے
دو باتین ہوتی ہین ایک واسطے فائدے اوس سرکار کے کہ جسکے ساتھ مصاحبت ہو
اور وہ کیا ہے کہ ساتھ ترک کرنے منازعت و مخالفت کے ظاہر و باطن اتفاق
ہوتی تاکہ رفع تشویش اوس سرکار کا کرنا اور دوست اوس سرکار کو دوست اپنا
اور دشمنون کو دشمن اوسکا امکان آمادہ نفع رسانی اوس سرکار کے رہنا
کہ دشمن اوس سرکار کے موافق تابع و سرکشی کا گھٹا دین اور اہالیان اوس سرکار کے
مطیع ہین اور تدبیر استیمال مخالفون کی بخوبی کرین دوسرے واسطے اپنے بھلے
کرنے والے کے وہ یہ ہے کہ صلح کرنے والا اوپر باقی رہنے اپنے ملک کے بیچ ہاتھ اوس
اور اپنی اولاد کے نسلا بعد نسل مضبوطی کلی اور یقین کامل حاصل کرے اور اندیشہ نقصان
اور کمی اقتدار کا زائل کرے

دفعہ اول شکر خدا کہ ہنگام ظہور صبح دوستی کے درمیان ہمارے بڑے جد
نواب شجاع الدولہ بہادر اور سرکار کمپنی بہادر کے بجا لانا عہد اول کا جیسا کہ چاہیے
ہماری سرکار باوقار کی طرف سے ہوا ہے نواب موصوف نے وقت ہوجانے عہد و پیمان
کبھی باظہار و اخفا ارادہ بدخواہش کا ساتھ سرکار کمپنی انگریز بہادر کے نہیں کیا اور نہ
ساتھ مخالفین اوس سرکار کی تن واسطے موافقت کے دیا بلکہ راہ و رسم خط و کتابت
ظاہری بھی بند کر دی اور بسبب صلاح اہالی کمپنی انگریز بہادر کے فوج زیادہ موقوف کی
اور اوپر قلت فوج کے اکتفا کیا اور دم آخر تک دوستی و اتحاد پر قدم دیا
دفعہ دوم نواب آصف الدولہ بہادر نے وقت جلوس کے اوپر مسند ریاست موروثی
کے وہی طریقہ مسلوک رکھا اور جو کچھ مرضی اہالی سرکار کمپنی کی ہوئی اوسکو قبول کیا
باقرار حفاظت اپنی ملک کے سب محالات متعلقہ راجہ چیت سنگہ کو یعنی بنارس اور غازیپور اور
متعلقات اوسکے کہ ایک ملک وسیع و فسیح ہے مع مال و سایر کے حوالے کمپنی کے کر دیا
اور مرتے دم تک جادۂ اتفاق سے روگردانی نہیں کیا
دفعہ سوم نواب سعادت علیخان بہادر نے عہود و مواثیق قدیم کو بحال رکھکر واسطے
زیادہ نفع رسانی سرکار کمپنی کے کوشش کی یعنی واسطے تنخواہ مردم فوج کے کہ بضرورت حفاظت
ہمارے ملک کے سرکار سے اور اوسکے اضلاع متصلہ کے ملازم سرکار کمپنی کے تھے
اور چھپن لاکھ ستتر ہزار چھ سو اڑسٹھ روپیہ سرکار کمپنی کو دیے جاتے تھے نواب سعادت علیخان بہادر
پہلے اونیس لاکھ بائیس ہزار تین سو باسٹھ روپیہ اوسپر اضافہ کیا بعدہ واسطے خاطر
جمعی و آسانی و حصول زر مذکور کی اضلاع جمعی ایک کرور پینتیس لاکھ بیس ہزار چار سو چوہتر روپیہ
آٹھ آنہ کی مع تنخواہوں اور لوگوں اور مصارف تحصیل و حسابات بدخل و تصرف کامل سرکار کمپنی
بہادر کے چھوڑا اور مراسم اتحاد و یکجہتی سے منہ نہ موڑا اور وجہ اصلی اسقدر زیادہ امداد کی
بہ نسبت سابق سے یہ تھی کہ اوسوقت ورای یعنی علاقہ جات قلیل محاصل کے اور سب اضلاع

دکن اور پورب ہندوستان قبضہ اختیارات سابق حاکمون وہان کے تھے اور خرچ سرکار
کمپنی کا آمدنی سے زاید ہوتا تھا اور ہمیشہ بیچ ادا ہونے تنخواہ سپاہ کے بڑا بار ذمہ سرکار کے
پڑتا تھا نواب سعادت علیخان بہادر نے بپاس اتحاد کے مال اور ملک طرفین کو یکجا جان کر
اوس ملک کو تفویض کیا اور بالعوض اس امداد کے اوسی فوج سے کہ درحقیقت نوکر اور تنخواہ یافتہ
اس سرکار کی تھی فایدہ اپنا اسقدر لیا کہ وقت ضرورت کے واسطے تنبیہ و تادیب کسی
بے ادب کے دشمنان وردنی سے یہ جمعیت حاضر رہی اور تعمیل حکم کی کی یہ سب مراتب مضمون
عہدنامہ ۱۷۹۸ع کے فقرہ دوسرے اور فقرات عہدنامہ ۱۸۰۱ع کے ثابت ہے اور دوسرا
فقرہ ۱۷۹۸ع کا یہ ہے کہ از روی قول عقلمندون کے کہ درمیان دونو سرکارون کی یگانگت
سوا محافظت اور نگہبانی ممالک مقبوضہ نواب وزیر الممالک بہادر کا ہاتھ سے سب دشمنون کے
اوپر فرض سرکار کمپنی کے ہے چنانچہ واسطے باقی رکھنے طاقت اوس کام کے اور نیز درست
کرنے سامان نگہبانی ممالک سرکار کمپنی کی طرف سے سرکار موصوف کی کچھ جمعیت پیادہ
اور سوار نگاہداشت ہوکی سررشتہ فوج مین افزونی کی گئی اور اسکے سوا موافق دستور قدیم کے
کے تعمیل اور پالٹون کی موافق خوشی اہالی کمپنی بہادر کے کوشش ہوئی ۱۸۰۳ع مین بہت
کم ہوئے واسطے رسالہ سواران انگریزی کہ بضرورت مہم کے جاتی تھی حوالہ کئے گئے نقل
صحبت نامہ لارڈ ولزلی صاحب بہادر گورنر جنرل مرقومہ ۳۰ اگست ۱۸۰۳ع کے مضمون سے
حال اس شکرگذاری کا مفہوم ہوگا فقط

تذکرہ حیدر بیگ خان

حیدر بیگ خان نامی ایک شخص عہد نوبت آصف الدولہ بہادر مین پیشدست حسن رضا خان
مدار المہام کا تھا اکبر علیخان و حسین علیخان دو فرزند چھوڑ کر مرا اکبر علیخان جوان ہوشیار
اور حسین علیخان نابالغ تھا باپ کے ترکہ سے سارا مال اکبر علیخان کے تصرف مین آیا
حسین علیخان نے باپ کے ترکہ کا دعوی کیا اور بگاڑ ہی اس مقدمہ کی بہت دنون رہی

تذکرہ حیدر بیگ خان

ہر چند کہ اس سرکار کو ان امور سے سروکار نہ تھا اور اوسمین کیا اختیار تھا موقوف
ورثہ کا اگر لیا ہوگا تو اکبر علیخان نے لیا ہوگا مگر ہاں سرکار کمپنی بہادر نے چاہا کہ تنخواہ
واسطے پرورش حسین علیخان وغیرہ اعقاب حیدر بیگ خان کے مقرر ہو لہذا محض
بپاس ایماے اہالی موصوف کے دو ہزار روپیہ زر ماہوار مقرر کیا گیا
اور اسیطرح تحسین نام سرکار جد مغفور نواب آصف الدولہ مین ایک
غلام تھا وقت مرنے کے اوسنے درخواست مقرر ہونی تنخواہ اوکی واسطے
ملازمان اپنی کے کی گو کہ ہرگز حق وراثت نہین تھا مگر وہ بھی قبول ہوا اور
ایسا ہی تنخواہ ملازمان سرکار شمس النساء بیگم صاحبہ زوجات نواب آصف الدولہ
و نواب شجاع الدولہ بہادر موافق مرضی اہالی سرکار کمپنی کے جاری ہوئی
قریب دو کرور روپیہ کے کہ اس مدت مین بوجہ تنخواہ ان لوگون کے دیا گیا
بپاس تعمیل تجویز اہالی موصوف کے تھا ورنہ یہ لوگ کب استحقاق رکھتے تھے اور کیونکر پا سکتے تھے
دفعہ چہارم غازی الدین حیدر خلد مکان سابقین سے زیادہ تر سرگرم اطاعت
و پاسداری اہالی کمپنی کے رہے اول ایک کرور دوسرے مرتبہ وقت پیش ہونے
مہم گورکھہ کے بلا درخواست ایک کرور روپیہ اور تیسری دفعہ پچاس لاکھ روپیہ
قرض دیے بقول چٹھیات نامجات لارڈ مایرا صاحب بہادر مرقومہ ستم ماہ اگست ۱۸۱۵ع
اور لارڈ امہرسٹ صاحب بہادر مورخہ ۲۳ ماہ جون ۱۸۲۶ع کہ شامل ہین اوسکے
معائنہ سے حالات اسکے معلوم ہونگے کہ کسقدر آئین ممنونی اور مشکوری کے
لکھے ہین اور کسقدر اقرار یکتائی و یکرنگی کے حوالہ قلم کیے ہین اور جو باتین کہ فی الحال
ظہور مین آئی سبب توہین و تحقیر ہمارے کا بلکہ سوہان روح کا ہے اور یہ معاملات
کسقدر تحریرات سابق سے منافات صریحی و تباین کلی رکھتی ہین اور بھی جناب
خلد مکان نے مہم نیپال مین تین سو زنجیر ہاتھی معہ اخراجات متعلقہ اوسکے سرکار کمپنی کو

تنخواہ حسین علیخان

بھیجے تھے کرنیل جان لو صاحب بہادر منشور مورخہ ۱۰ ماہ اگست ۱۸۳۸ع مین مطلع
لکھتے ہین کہ توپخانہ و اسباب جنگی وغیرہ کی باربرداری کے لیے اس کوہستان کی
لڑائی مین ایسی مدد دی تھی کہ جسکے فائدہ کا ٹھکانا نہین اور اسطرح کا فائدہ ہوا
جو ہم لوگون کے اختیار سے باہر تھا یعنی کسی اطراف سے کسیطرح اوسکو
حاصل کرنا ممکن نہ تھا اور نتیجہ ایسی ہی ایسے احسان ماننے کا تھا کہ اہالی سرکار
کمپنی نے لقب بادشاہی کا واسطے اوس مغفور کے جائز رکھا اور سررشتہ
تحریر کا موافق رسم بادشاہون سلاطین کی جاری کیا اور سکہ اونکی نام کا رواج دیا
دفعہ پنجم وقت جلوس فرمانے عم مغفور نصیر الدین حیدر کے وہی ضابطہ
محبت اور دوستی اور صلح کا بدستور رہا چونکہ منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان
مدار المہام سلطنت کا تھا اور مسٹر راوک صاحب رزیڈنٹ اطوار مہدی علیخان
کے پسند نہین کرتے تھے خصوصاً اصرار اوسکا واسطے اقرار معتمد الدولہ آغامیر کے
کہ عداوت قدیمی درمیان اون دونون کے تھی زیادہ صاحب کو ناگوار ہوتا
ان سببون سے تھوڑا غبار شکایت کا پیدا ہوا تھا اور ملال دلی ہویدا ہوا تھا
مگر آخر کو بفضل خدا اور نیک اندیشی لارڈ ہسٹنگ صاحب بہادر سے فرو ہوگیا
اور ملال جو ہوگیا تھا بنیاد ریاست سوبرس کی محفوظ رہی اور جو امور نیک کہ اوسوقت ہوئی
ہین یعنی لاکھہ روپیہ سپرد سرکار کمپنی کے ہوا کہ ہزار روپیہ درماہہ منافع اوسکا
اندھون اور لنگڑون و معذورین کو ہمیشہ باہتمام اہالی کمپنی کے تقسیم ہوا کرے
اور تین ہزار روپیہ ماہواری واسطے طلبای مدرسہ خاص لکھنؤ اور ایکہزار روپیہ
درماہہ واسطے بیت الشفا کے مقرر ہوا کہ بیماران بے معاش و محتاجین کو ان
سے دوا اور غذا پاوین اور امتناع کلی خرید و فروخت بنی آدم کے اشتہارات بہت
تاکید سے جاری ہوئی کہ دروازہ اس اضطراب کا کہ عرصہ دراز سے وا تھا مسدود ہوا

اور موافق درخواست صاحب جانشین بہادر کے اراضی چار باغ کی جسمین کئی ہزار
بیگھہ زمین ہے اور بیچ شہر لکھنؤ واقع ہے واسطے بنانے کمپنی باغ کے دی گئی کہ اکثر
میوے لذیذ کہ آگے اس ملک میں نایاب تھے اوسمین تیار ہوئے اور سبب سیاحت
و تفریح صاحبان انگریز بہادر کا ہوا اور کچھ تنخواہ بھی واسطے خرچ اوس باغ کے اس
سرکار سے مقرر ہوئی اور مصارف کوٹھی رزیڈنٹی میں بہت زیادتی کی گئی کہ بیس ہزار
روپیہ سے نوبت پچاس ہزار روپیہ سالانہ تک پہنچی الا کرنل لاکٹ صاحب رزیڈنٹ
نے اس قدر خرچ ناپسند کر کے حسب الحکم گورنر جنرل بہادر کے قریب پانسو روپیہ
ماہواری کا خرچ سوائ تعمیر عمارات کے رکھا مگر پھر بڑھ گیا کہ ہمارے زمانہ تک
پچاس ساٹھ ہزار روپیہ سال کا رہا اور جو بگاڑ کہ نصیر الدین حیدر اور بادشاہ بیگم کے
ہوا تھا اصلیت اوسکی یہ ہے کہ کرنل جان لو صاحب بہادر رزیڈنٹ نے بار بار اون
سے سنی اونکی بات کے نصیر الدین حیدر سے کہا اور اوسوقت سے ماں چونکہ بادشاہ بیگم
عرصہ سے عادی حکمرانی کی ہو رہی تھیں ناخوش ہو کر بگاڑ کیا کہ نوبت طول کی آئی
اور پھر واجبی صاحب رزیڈنٹ کے مقرر ہوا بجلسہ استیصال جنگی اور انتظام
پیچ بالکل دو کے قبول کرکے جو ادا کہ اس سرکار سے متعلق تھی عمل میں آئی الغرض
پیچ پاس اطاعت سرکار کمپنی کے کبھی نہیں تغافل اور نہ کسی طرح کا تساہل ہوا
وقعہ ششم سنہ ۱۲۵۳ع کے جد مغفور فردوس منزل رونق افزای سریر سلطنت
ہوئے تھوڑے کن منتظم الدولہ مشرفی اور بعدہ منور الدولہ اور شرف الدولہ محمد ابراہیم
کارپرداز تھے بڑی ہوشیاری اور دانشمندی اونکی کاموں ملکداری اور رعایا پروری
اور امور خانگی میں مسلم الثبوت اور مشہور خاص و عام تھی چنانچہ کرنل جان لو صاحب
رزیڈنٹ بیچ ضمن یادداشت کے تحریر فرماتے ہیں کہ نواب گورنر جنرل بہادر کو بہ شاد
معلوم ہوا کہ اطلاعاً آپ کو یعنی محمد علی شاہ فردوس منزل کو لکھا جاوے کہ گورنر جنرل

والد ماجد کو آرزو تھی کہ بہ فرمایش اہالی سرکار کمپنی کے تا امکان ظہور مین آوے
اور یہی موافق مشورہ صاحب موصوف کے سڑک نئی لکھنو سے کانپور تک بخرچ
پانچ لاکھ روپیہ کے پختہ تیار ہوئی لفٹنٹ ہیم صاحب بہادر مشاہرہ بیش قرار سے
بہت مدت تک واسطے اہتمام اس کام کے نوکر رہے اور پل آہنی کہ بہت دنون
ولایت سے آیا پڑا تھا باہتمام کپتان فریزر صاحب کے دریای گومتی مین متصل کوٹھی
رزیڈنسی کے بیچ راہ سڑک منڈیاؤن کے کہ رہگذر خاص جانے و آنے اور ہوا کھانے
صاحبان انگریز بہادر کا تھا صرف واسطے آسایش صاحبان انگریز بہادر اور راحت
خلق اللہ کے قایم ہوا قریب تین لاکھ روپیہ کے اس کار خیر مین صرف ہوا
دفعہ ہشتم جب یہ مخلص ہمہ نیاز تخت سلطنت موروثی پر بیٹھا جو کہ بقای ملک
اور دولت اپنا اور اجداد سے وابستہ اطاعت اور اعانت اہالی سرکار دولتمدار کمپنی
انگریز بہادر کے جانتا تھا اس امر مین کچھ تساہل اور تغافل کرنا نہین چاہا یہان تک
کہ لارڈ ہارڈنگ صاحب گورنر جنرل بہادر لکھنو مین تشریف لائے اور وقت ملاقات
کے بہت باتین نصیحت کی طی ہوئین کہ کے اشتہار نامہ طولانی بیچ مقدمہ انتظام امور
سرکار کے حضور مین دیا تھے سب باتون کو بہت خوشی سے قبول کیا اور سوای
اقرار زبانی کے ایک کاغذ بھی در باب ندینے عہدہ مالی و ملکی فرقہ قوالون اور
خواجہ سراؤن کو لکھدیا گیا حقیقت مین ان لوگون کو دخل دینے سے ایسے کامون
مین بالکل باز رکھا مگر مجرد اندازہ کہ بعض نوکرون سرکار کو آزردہ اور ناخوش
اونکا ٹھہرا کر خدمات متعلقہ اون نوکرون کو قوالون اور خواجہ سراؤن کے سپرد ہونے
رفع کرنا ان توہمات خلاف واقع کا ہمارے اختیار مین کیا تھا اور موافق تکلیف
لارڈ ہارڈنگ صاحب بہادر کے نو غصہ ملک کا بانی کیا اور واسطے زیادہ ہونے زرجمعیت
کے ہر جز رسنجی تاکید کی اور اوپر جمعیت اوده مراتب پولیس کی موافق کہنے رجمنڈ صاحب کے

کئی سو پیادے اور سوار زیادہ کئے اور اضلاع ملک مین بھی بہت مقامات مناسب پر
تھانہ جات مقرر کیے اور ابتدا سے طرف فوج کے بھی صرف ہمت کر کے رسالہ سواران
سواری سے شروع کیا تھا کرنل رچمنڈ صاحب بہادر نے شکایت کی وسعت بھی در گذر کی اور بالاتفاق
رای سلیمن صاحب بہادر کے استقلال بہت آدمیون کا زمینداران شریر سے کہ بسعی
اونکی ثابت ہوئی عمل مین آیا کہ چند کس کالے پانی بھیجے گئے اور بعضے یہان بمیعاد طویل مقید ہوے
اور جب کرنل سلیمن صاحب بہادر نے ارادہ سیر ملک اودہ کا باظہار تبدیل آب و ہوا کے کیا باوجود
اس طرح سے جانا خلاف دستور تھا صرف نظر بخوشنودی صاحب کے سب سامان
سفر کا خیمون اور چھکڑون باربرداری سے اور درستی راہون اور سرانجام رسد کی بخوبی
کر دیا اور لکھا روپیہ کہ اس حرکت مین اونکی خرچ ہوا بلا عذر مجرا دیا اور واسطے سہولیت
فیصلہ مقدمات [illegible] اپیل مستغیث بلا فرمان سرکار کمپنی کے تین محکمہ جداگانہ مقرر کر کے قانون
مجوزہ کرنل صاحب بہادر کو جاری کیا کہ ہمیشہ فیصلہ نامجات ان محکمات کو پاس صاحب
موصوف کے بھیجے جاتے تھے اور درست و واجبی سمجھ کے صاحب بہادر ہی منظور کرتے تھے
بالجملہ بیچ جزئیات و کلیات کے کوئی بات خلاف مرضی انکے نہین ہوئی تحصیلدار پہلے
پاس صاحب کے بھیجے جاتے تھے جسکو ناپسند کرتے تھے وہ ہرگز کام نہین پاتے تھے
اور واسطے موقوفی جس تحصیلدار کے صاحب لکھتے تھے ہم لامحالہ اسکو موقوف کرتے تھے

نقل محبت نامہ اشرف الاشراف مارکوئیس ولزلی صاحب بہادر بنام وزیر الممالک نواب سعادت علی خان بہادر

مرقومہ بستم ماہ اگست سنہ [illegible] ع درینولا از روی ارقام شہامت بعوالی مرتبت
و معالی منزلت کرنل اسکاٹ صاحب بہادر دریافت گشت کہ آن والاقدر
اسپان اصطبل خاص سرکار خود جہت رسالہ سواران انگریزی کہ بہت لشکر انگریزی
روانہ شدہ … کہ حسب کمال سرور و ابتہاج خاطر … گشتہ آن …

معامد اشفاق سامی رطب اللسان و عذب البیان میگردد و بلا توقف بصاحب موصوف
ایما صادر خواهد شد که بنده و بست این قرضه باتفاق آن قدر تجویز و استقرار خواهند شد و را تعلق
آن ذات عالی درجات را با این همه پاس نسبت اتحاد دیرگاه و سلامت با کرامت دار و دارد
سیاسی فضال ایزد متعال و اعانت دوستانه آن عالی شان یقین خاطر نیاز آثر است
که عنقریب باینچنین تردد و جانفشانی افواج ظفر امواج این سرکار هم قدم گورنر کمپنی که سوای قتال
و اسباب مقاومت آنها هر روز سرانجام و تقلیل و تنقیص می آرد و خصم بالفتح و فیروزی
و نصرت و بهروزی نصیب اولیای این دولت ابد مدت خواهد شد و در حین تجویز درستی
شرایط صلح با قوم مذکور نیازمند را توقع و جای واثق است که چنین فریضه درست خواهد داد
که از بهر آن انسب بجویی فی بین شمس چون والا قدر خواهد گردید وزرای صواب آرای آن
والا قدر را از راه بهبود و بهبود دولتین سرکار در حاصل این مهم زیب ارتسام پذیرفته بود
هر آینه واقع نفس الامر بوده در خصوص مراتب مرقومه سامی که در اظهار آن بذریعه صاحب
موصوف ارقام فرموده باشند نیازمند از ادراک کیفیت آن ذخیره اندوز مسرت خواهد شد
و اگر مراتب مذکوره باتمام و کمال حسب خواهش سامی از امکان نیازمند صورت انجاح
در لباس پذیرد انواع مسرت و اصناف بهجت که دست خواهد داد حاجت بشرح و بیان ندارد
در باب روانه فرمودن معتمد الدوله بهادر موصوف پیش نیازمند که بلوکر کلکته گهر سلک
گردیده از آن خیلی مسرور و منبسط گشت و نیازمند را تمنی که از ابذال هرگونه اعزاز
نسبت بحال موصوف و بتقریب بهجت اظهار مدارج محبت دلی و الفت معنوی با ذات مصدر
حسنات دست داده کمال مسرت و انشراح و بهجت انبساط حاصل خواهد گشت توقع که
همواره نیازمند را متمنی و مستدعی دریافت مژده صحت و سلامت مزاج اشفاق امتزاج
انگاشته بعز ارقام الطاف نامجات اتحاد سمات مسرور و ممنون می فرموده باشند
زیاده ایام بهجت و شادمانی بکام باد

تتمہ باب ازدہم

نقل محبت نامہ لارڈ امہرسٹ صاحب گورنر جنرل بہادر موسومہ غازی الدین حیدر بادشاہ

مرقوم بست وسوم ماہ جون ۱۸۲۶ع مخلص بدریافت آنمعنی کہ آن رونق بخش سریر شوکت و سروری و زیب افزای اریکہ سلطنت و برتری از رہگذر وفور شفقت و الطاف مبلغ پنجاہ لاکہ روپیہ بطریق قرض در سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر عنایت فرمودہ اند چنانچہ اہلکاران سامی مبلغ مذکور را تمام و کمال بخزانہ رزیڈنسی بلدہ مذکور رسانیدہ مسرور و ممنون نامحصور گشتہ با دای شکر و سپاس آن رطب اللسان و عذب البیان می گردد و تعالی شانہ ذات مجمع حسنات آن والا قدر را با این ہمہ پاس دوستی و اتحاد این سرکار و ہمیشہ بامداد کہ در ہر زمان ملحوظ و مطمح نظر عالی می باشد ہمیشہ سلامت باکرامت دارد الحق کہ ظہور چنین عنایات و امدادہای متواتر و متوالی کہ درین روزہا از طرف قرین الشرف آن قدردان نسبت باین سرکار منصہ شہود رسیدہ مسرت یکجہتی و موالات و تمکین خلت و مصافات را بیش از بیش سرسبز و صفای اولیای این دولت بلند صولت را گردیدہ و مرہون اخلاق و مرہون اشفاق فراوان آن توجہ فرمان ساخت و مخلص بے ریا بنا بر اظہار و اعلان مراتب خوشنودی و قدردانی خود شہامت و عوالی مرتبت ابہت و معالی منزلت مارونٹ ریکٹس صاحب بہادر را نزد آن عالی مقدار ایما نمود کہ از طرف اینجانب بخدمت کثیر الافادت آن مصدر الطاف و کرم مراتب مسرت و شکرگذاری این توجہ و عنایت تازہ معروض سازند امید کہ اعلام خبر خیریت پیوستہ مسرت و شمنی ادراک مزدہ صحت مزاج سلامت امتزاج تصور نمودہ ہمیشہ بارسال صحائف شرافت و شمائل انائق مسرور و خوشنود ساختہ باشند زیادہ

	تحریر دوم	

دفعہ اول بیچ دفعہ تیسری عہدنامہ [illegible]

سرکار کی تمام دشمنون بیرونی واندرونی سے اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر [illegible]

اور بیچ دفعہ پانچوین کے لکہا ہے باینکہ مقصد اصلی اور مطالب واقعی دفعہ پہلے اور دوسرے

ہونے فوج انگریزی سے ساتھ تحصیلداروں کی خلافت شدایدقدیم کے توہم زمینداروں کا زیادہ ہوا
کہ آیا فیما بین دونون بڑی سرکار کے کیا واقع ہوا کہ اب فوج مقرر نہین ہوتی اور یہ توہم سبب زیادہ
سرکشی اور بیخودی اون لوگون کا ہوا اور واسطے سیدھا کرنے اون لوگون کے تدارک زاید ضرور پڑا
اور زیادہ تر سیاق سے سبب تکلیف بندگان خدا کا ہوا —

دفعہ دوم دفعہ ساتوین عہدنامہ ۱۸۰۰ع مین مندرج ہے کہ تعداد فوج انگریزی متعینہ
ملک اس سرکار کی کبھی آٹھ ہزار سے کم نہوگی اور اس بات پر مدت تک عمل رہا مگر ۱۸۳۵ع
یا ۱۸۳۶ع مین متعینہ چھاونی سکندرہ بیلا گھاٹ متصلہ برار یعنی معمولہ ہمارے ملک سے دفعتاً
برخاست ہوگئی اور فوج کی متعینہ چھاونی بیتنا پور اور سلطان پور کی برخاست ہوگئی عوض
اوسکی فوج نواب متقرر ہوئی اور نقصان ہماری سرکار کا برخاستگی فوج سے وہی واقع
ہونا ظاہر ہے بیچ دلون عوام کے کہ چونکہ مقتضای اتحاد کے زور اور قوت اس سرکار کا
منحصر اعانت اور امداد اہالی سرکار کمپنی پر ہے کم ہونا معمولات کا اوس طرف سے
بیچ نگاہ ظاہر بینون کے البتہ سبب خیالات طرح بطرح کا ہوتا ہے —

دفعہ سوم امر تیسرا سبب خاطر شکنی ہے بیچ اس سلطنت کا موقوف مراسم ظاہری کا
ہے کہ آخر کو صاحبان رزیڈنٹ نے قبول کرنا میوہ فصلی اور ترکاری کا بھی چھوڑ دیا جب ایسی
چیزین بھیجی جاتی تھین تکرار اور انکار کرتے تھے عاقلان انام نے تحفہ بھیجنے کو لوازم دوستی
سے سمجھا ہے اور البتہ پھیر دینا تحایف کا خصوصاً جو کچھ مالیت نرکھتا ہو البتہ سبب
سبکی بھیجنے والے کا ہوتا ہے —

دفعہ چہارم جب مغفور ناصر الدین حیدر خلدمکان نے بیچ ضمن دفعات سوالات
ملفوفہ محبت نامہ مسودہ شرف الامرا لارڈ مایرا صاحب بہادر گورنر جنرل کو تقدیم باللفظ
ایک درخواست لکھی تھی کہ جسکی عبارت یہ ہے اگر احد ہوا اقربا یا متوسلان یا ملازمان
یا رعایای مخلص سے تقصیری آن کہ سفر یا یکا گیت تا المشق ہو ودران صدورت یا اندک التفات

شنیا ہی انصاف

شنوائی نالش شان موجب تخفیف دلسکی مخلص ست و باعث حوصلہ دیگران و تصدیعہ
آن قدردان ست امید کہ بسبب دلجوئی شان رعیت مخلص ہمین جواب شود ورنہ بالک خود
رجوع نماید و در صورت اصرار مبالغہ شان بہ نسبت درستی دفع بدر کردہ شود تا دزدان و قمار
مخلص مجال ماندہ ابواب فساد مسدود شوند کہ در اینجا سہ درجہ عدالت مقرر شدہ باوجود
آن تفتیش از اینجا دلیل خواہش بود واجبی ست و خواہش کہ تفیف محبت نامہ الاعلی ممدوح
سورلیعہ ہوا ازدہم ماہ نومبر ۱۸۱۲ع ورود فرمودہ عبارتش اینکہ نیاز مند در اقبال منظوری
اینقدر ہیچ عذر نمی تواند کرد مگر صرف در حق کسانیکہ بکفالت این سرکار در آمدہ اند والیاں
قول و قرار با انہا لازم ست و ہم در ۱۸۲۳ع ارباب کورٹ آف ڈرکٹرس بدین مضمون
حکم نافذ فرمودہ اند کہ رعایای اودھ متوسل سرکار کمپنی را می باید کہ بسرکار اودھ رجوع
نمایند و صاحب رزیڈنٹ بہادر را نمی رسد کہ بدروازہ بادشاہ اودھ عدالت خود جداگانہ
مقرر سازند و تا مدت مدید موافق ہمین دستور بعمل آمدہ یعنی عرضیاں رعایاے اس سرکار
کی سوای وثیقہ داروں کے اور لوگونکے سرکار کمپنی کے محکمہ رزیڈنسی میں لی نہیں
جاتی تہیں مگر کرنیل سلیمن صاحب بہادر نے اس سررشتہ کو بہی برہم کر دیا جب کہ نیل قصاب
سیر ملک اودھ کو گئے پہلی منزل سے لینا عرضیوں کا شروع کر دیا اور اوپر نام اس
سرکار کے حکم لکھا جاتا تہا کہ بیچ مقدمہ مستغیث کے ایسا ایسا ہو اور بعض عرضی پہ
یوں حکم ہوتا تہا کہ سرکار بادشاہ میں رجوع کرے جبکہ رعایا کی اسقدر توجہ صاحب
رزیڈنٹ بہادر کی واسطے سننے نالش کی دیکہی حکم رجوع اس سرکار کو کا دیہہ عرضی بعض
ادمیوں سے ہوتا تہا اقسام سفارش سے جانے بیچ گذارش عرضیوں کے غلو اور
انبوہ ہو گئے بہت لوگوں نے مقدمات پارینہ تیس تیس برس کے جنکا فیصلہ لگ گئے
ہو چکا تہا کسی صورت سے پیش کیا اور اکثروں نے با وسعت ورثیہ ہونے مقدمات
کے سند [illegible] سے سرکار میں [illegible] کیا اور جب [illegible] کیا

جهد و کوشش بعمل آورده اند لهذا به الست نیازمند مقتضای تفضلات حیثیت
که از سرکار والا نومی نشان مرحمت و عنایت با آغا علیخان بهادر عطا شود و که موجب
عزت افزای موصی الیه گردد و دیگران قدردانی سرکار والا دیده بیش از بیش بمعرف [illegible]
وجان فشانی مستعد باشند و تعین که دیگر صاحبان مجسٹریٹ بهادر اضلاع به حسن کارگذاری
تحصیلداران ملک محصور مشاهده کرده تنبیه و گرفتاری مجرمان فراری صرف همت سازند
فساد یکه ازین جهت بر روی کار می باشد منع گردد مرقوم بست و ششم ربیع الثانی [illegible]

نقل فرمان معلی شان آغا علیخان بهادر چکله دار سلطانپور وغیره

بملاحظه مرحمه پیام صاحب جانشین بهادر دربار عظمت قرین مورخه سوم [illegible] ماه ربیع الثانی [illegible]
باوصف ترجمه خط انگریزی صاحب بهادر قائم مقام صاحب مجسٹریٹ بهادر ضلع اله آباد مرقومه [illegible]
ماه دسمبر ۱۸۵۱ع موسومه صاحب جانشین بهادر موصوف و لودر صاحب بهادر کمشنر
اله آباد و گرفتاری سیتلا بخش تعلقدار [illegible] گنج متعلقه [illegible] پور علاقه سلطانپور که [illegible]
عالیین فی اشتهاری [illegible] تواتر و توالی احکام قدر نظام درباره اسیریش بنا بر [illegible] شرف افزا [illegible]
بود از مساعی جمیله و حسن تدبیر کارگذاریش بپایه ادراک باریابان بارگاه عز و جاه رسیده لیاقت
و کارگذاری و مستعدی و دولتخواهی و دیانت و امانت او در سرانجام معاملات نظامت سلطانپور
و تحصیل زرهای آنجا و نرسیدن استغاثه مستغیثان و قلت وقوع سفک ماء دران علاقه که از
پیشتر ملحوظ خاطر قدسی مظاهر است دوبالا و مستزاد گردید لهذا بمزید مراحم خسروانی و تفضلات اعلی
خاقانی فرمان معلی شان شرف نفاذ می یابد که او بطریقه دولتخواهی و دیانت همواره ملحوظ داشته
مصروف کار متعلقه و بصله اینچنین حسن کارگذاریها خود را مراحم خسروانی و بجا اطاعت سلطانی
شمارد و [illegible] شهر ربیع الثانی ۱۲۶۸ هجری مطابق سنه ۶ جلوس والا فقط

نقل با حصل مرحمه پیام کرنیل اوٹرم صاحب بهادر ریذیڈنٹ لکھنو

بالفصل خط انگریزی صاحب کمشنر اضلاع بنارس وغیره به نیازمند رسید و از فحوای آن حالی [illegible]

کہ آقا فاعلیخان بہادر تحصیلدار سلطانپور وغیرہ انسداد باب ہلاک ولاد اناث از قوم راجپوت وغیرہ
سرگرمی تمام بعمل آوردہ و نیز اسیری ٹھاگہ زنان و موقوفی جرائم و معاونت کلی افسران پولس ممالک
محروسہ سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر نمودہ و صاحب ممدوح ازین کارپرداز حضور پرنور خیلے
محظوظ اند و نیاز طراز یقین واثق دارد کہ تحصیلدار مذکور در احداث شارع فیض آباد نائب السلطنۃ لکھنؤ
کہ ہر آئینہ در قلمرو عالی شہر فوائد تمام و نتیجے آسایش و آرام رعایا و برایا فواید لوو و مسافرین مشہور و معین
استفادہ ہے کہ در مساعی جو ویسا دانشمی می آیند نام نکوئی حضور پرنور از کران تا بکران بچہ اہتمام رسانید
کوشش بلیغ بکار بردہ مورد تحسین و آفرین سرکارین شود چہارم ربیع الثانی سنہ ۱۲۷۱ ہجری مطابق
چہارم جنوری سنہ ۱۸۵۵ع

کیفیت مقدمہ رگھبر سنگہ

بیچ سنہ ۱۸۴۸ع کے کسی شخص نے کرنیل رچمنڈ صاحب بہادر رزیڈنٹ لکھنؤ کو خبر پہونچائی کہ
رگھبر سنگہ تحصیلدار بہرایچ نے پانسو عورت مرد رعیت اوس علاقہ کو گرفتار کر کے بیچ لیا
صاحب موصوف نے بے ظاہر کرنے نام مظہر اطلاع اوسکی اس سرکارمین کی اور دفتر
اخبار اس سرکار سے کہ تحقیق عمل مین آئی نشان خبر کا پایا گیا تھوڑے دن انتظار رہا
کہ اولیا یا اقربا بیچے ہوئے لوگونکے حاضر ہوکر یا خود بیچے ہوئے صاحب موصوف کے آگے
تصریح دعوی اپنے کی کرین کہ موافق سررشتہ کے تدارک شایان عمل مین آوے
کوئی حاضر ہوا اور رگھبر سنگہ مدعا علیہ سے کہ بازخواست کی گئی اوس نے عرض کیا
کہ خریدنا بیچنا آدمی کا ملک دونون سرکارمین ممنوع ہے اور چھپ کر بیچنا اتنے بہت سے آدمیونکا
خلاف عقل ہے کہ ایسی بات چھپ نہین رہتی ہے اور بہم پہونچنا مول لینے والون ایسے پانسو
آدمی کا کہ اکثر مرد اور عورت بوڑھے بھی ہونگے بیچ ملک بادشاہی کے اور بھی اضلاع قریبہ
ملک سرکار کمپنی کے امر محال ہے سرکار سے تحقیق کیا جاوے کہ یہ لوگ کب اور کس
علاقہ مین فروخت ہوے اور خریدار انکے کون لوگ تھے اور لے کس ملک کو گئے کہ

پانسو آدمی کو دفعۃً غلامی مین لیکر قیمت دین اور اقربا بیچے ہوے آدمیونکے کون ہین اور کہان
رہتے ہین اور کیا پیشہ کرتے ہین چونکہ موافق شرعی اور قوانین عرفی کے جاری کرنا حد اور
تعزیر کا مدعا علیہ پر بمجرد سننے ایک خبر کے بے اثبات و ثبوت نہین ہوسکتا ہے بیچ امر
تعزیر کے ہم معذور رہے مگر بوجہ اسکے کہ راجی صاحب ریزیڈنٹ بہادر کی جہان تک
ممکن ہو ہم ضروری الاجرا جانتے ہین اور معلوم ہوا کہ کارگذاری رگہبر سنگہ کو کرنیل صاحب ممدوح
بہادر پسند نہین کرتے باوجود اسکے کہ اوسوقت معزولی رگہبر سنگہ کی سبب تلف
کئی لاکہ روپیہ باقیات سرکار اوپر نقصان روپیہ کے ہنی خیال نکرکے فی الفور اسکو
اوس خدمت سے موقوف کیا اس جگہہ ہم خواہان غور انصاف ہین کہ حال نوکرون کا
دو صورت سے باہر نہین ایک یہ کہ کوئی جرم اونکے ذمہ پر ثابت ہوجاوے ایسے مین
سزا و تعزیر لازم ہوتی ہے دوسری یہ کہ نوبت ثبوت کی نہ پہونچی مگر خبر جیسے کسی معتمد
سے اشتباہ واقع ہوا اور نوکر آیندہ کو لائق اعتماد کے نرہے اس حالت مین آقا زیادہ
اوپر موقوفی نوکری اور کچھہ نہین کرسکتا تاکہ زیادہ ہوجانے سزا سے یہ ظلم ذمہ آقا کو
لازم نہ آئے اس قیاس پر جو کچھہ بیچ مقدمہ رگہبر سنگہ کے اختیار مین اس سرکار کو
تھا بے شبہہ عمل مین آیا طرفداری نہین ہوئی اور خاص امر قتل اور قصاص مین بانتظار
ثبوت البتہ ہم معذور تھے عجب یہ ہے کہ جب کرنل سلیمن صاحب بہادر نے بہت سے جرم
فوجداری کے ذمہ رگہبر سنگہ کے ثابت سمجھے تھے کیون نہ اوسکو گرفتار کیا ملک سرکار
کمپنی مین تاکہ اسکو دعوی ہوتا پیش کرتا مگر گرفتاری کا کیا ذکر صاحب مجسٹریٹ کی طرح
چشم نمائی بھی رگہبر سنگہ کی نہوئی اور وہ بکشادہ پیشانی باخیل و حشم مالک اوس سرکار
مین رہا کیا - اور جو کہ رپورٹ جنرل اوٹرم صاحب بہادر کی مورخہ ۱۵ - مارچ ۱۸۵۵ع
دفعہ ۹۲ مین ارادہ رشوت لینے مدار المہام اس سرکار کا رگہبر سنگہ تفصیلاً ہی مندرج
ہو یہ عجیب بات ہی کہ کئی لاکہ روپیہ ہمارے باقی ذمہ پر رگہبر سنگہ کے ہین اور وہ طلوکہ ناحساب

باقیات کا چاہتا ہے اسواسطے مدار المہام نے ایک دو بار کپتان سلیمن صاحب بہادر سے
تذکرہ کیا تھا اور وقت حاضر ہونے کہمبر سنگہ کے داد رسی اور داد خواہون کو بھی حکم
تھی مگر چونکہ صاحب ممدوح نے مصلحت نہ سمجھی سکوت ہوا عجب کہ کپتان صاحب بہادر ارادہ
وصول باقیات واجبی سرکار کو معمول اوپر عدم رشوت ستانی کے کرتے ہین

کیفیت مقدمہ محمد حسن تحصیلدار بہرائچ

بعد غور دریافت سانحہ را مدت پانزدہ سے مستاجر دیہات بہرائچ اور نالش کیا نیے اوکی
ورثہ کے بموجب تحریر و تجویز کپتان سلیمن صاحب بہادر کے ہمنے محمد حسن کو خدمت
متعلقہ سے معزول و مقید لکھنؤ مین بلا کے مقدمہ تحقیقات واقعی کے سپرد مولوی
سید محمد صاحب مجتہد العصر کے کہ عالم علمای اس ملک سے ہین کیا مجتہد ممدوح نے
بعد دریکاری کئی مہینے کے فیصلہ لکھا کہ تعیین قاتل کی نہین ہوئی اس سبب سے
حکم واسطے مقتول ہونے محمد حسن کے ہم نہین دے سکتے اور ارباب انصاف کے
چھپا ہوگا کہ قتل اور قصاص ایک امر ہے بہت مشکل اور حاکم بدون ثبوت کامل اور بدون
با فتوے شرعی کے اس مقدمہ مین حکم نہین دے سکتا اور اوپر قتل کسی کے مبادرت
نہین کر سکتا اگر حاکم شرع تجویز قتل محمد حسن کی لکھتا اور ہم اوسکو جاری نکرتے
البتہ جای کلام کی تھی یا اگر کپتان صاحب لکھتے کہ محمد حسن بہرحال ہماری تجویز سے
قتل کیا جاوے ہم اوسکو صاحب کے پاس بھیجدیتے کہ جو چاہتے وہ کرین فقط

کیفیت مقدمہ کاشی پرشا عامل ہٹمہ

چندن لال کھتری رہنے والا قدیم موراؤن معمولہ بیسواڑہ ہمارے ملک کا ایک
آدمی قلیل البضاعت مدت قریب بیس برس سے اوس نے حاضر رہنا پاس
عاملون بیسواڑہ کے اختیار کرکے ضامنی مالگذارون کی کیا کرتا تھا رفتہ رفتہ
کچھ مال جمع کرکے مستاجری دیہات جمعی زیادہ چالیس پچاس ہزار روپیہ کی کرکے

مہاجنان معتبر ہو گیا اور ایک دکان کانپور مین قرار دیکر گنگا پرشاد اپنے چھوٹے بہائی کو
وہان مقرر کیا اور آپ ہمیشہ مع عیال کے چار پانچ بیٹے اور پوتی رکھتا تھا تھیتہ موضع
مین رہتا تھا جب کاشی پرشاد عامل ہر طرح پرورش کا ہوا درمیان اوسکے اور چندن لال
پیچ معاملہ مالگذاری دہات کے کچھہ تکرار ہوئی چندن لال نے ادای مالگذاری سے ہاتھہ
کھینچ کے رہنے لگے لوگون کو اور جگہہ بہیج کر کچہری عامل سے کنارہ کیا ایکدن عامل نے نوکرون کو
آدمی واسطے لانے پٹواریون دیہات متعلقہ چندن لال کے بھیجے تھے اتفاقا گنگا پرشاد
اوسکا بہائی اور بال گوبند پوتا چندن لال کا مع پچاس ساٹھہ آدمی ہتھیار بند کے کانپور سے
آتے تھے راہ مین دو چار ہمراہیون عامل کے کہ پٹواری بہی اونکے ساتھ ہوئے اون لوگون
نے پٹواریون کے جانے سے تعرض کرکے اونکو ہاتھہ سے نوکرون عامل کے لے لیا اسی
بات پر درمیان نوکرون عاملان اور ہمراہیان گنگا پرشاد و بال گوبند کے تکرار ہوئی گنگا پرشاد و
بال گوبند نے کانپور جا کر نالش مقتول ہونے دو آدمی اور مجروح گنگا پرشاد اور لوٹنے مال اسباب
کے بنام ہمراہیان کاشی پرشاد کے کی اور کرنیل سلیمن صاحب نے درخواست کی کہ تحقیقات اس
مقدمہ کی روبرو اسسٹنٹ کے ہو ہرچند کہ روبکاری ایسی مقدمات کی رزیڈنسی مین خلاف دستور
تھی مگر ہمنے پاس اتحاد و سرکار کے قبول کیے مقدمہ کو مع مدعا علیہم سپرد صاحب کے کیا اور
صاحب نے تفویض کپتان ہیس صاحب بہادر اپنے اسسٹنٹ کے کیا کپتان صاحب موصوف
نے زیادہ ایک ماہ سے مقدمہ کی تحقیقات کرکے یادداشت وتفصیلی اپنا لکھا اسکے بعد اکرعلی متعلقہ
اس سرکار کو کہ پاس صاحب کے حاضر رہتا تھا دیا کہ اب حاضر رہنا کاشی پرشاد کا ضرور نہین ہے
وہ اجازت جانے علاقہ کی پاوے جب یہ یادداشت ہماری اہلکاران کے پاس پہونچی ہوافق
اوسکے کاشی پرشاد کو اجازت جانے علاقہ کی ہوئی ہنوز نامبردہ لکھنو سے روانہ نہوا تھا کہ
پہر پیام کرنیل سلیمن صاحب بہادر کا اس مضمون سے پہونچا کہ واسطے رخصت پانی کاشی پرشاد کے
البتہ ہمنے کپتان ہیس صاحب سے کہا تھا مگر مطلب یہ نہ تھا کہ اگر ضرورت ہو واسطے چند روز کے

جاہی سرفرازی علاقہ پر ہماری مرضی نہ تھی اور ابتک کاغذات تحقیقاتی کپتان ہیس صاحب کے
ہمارے پاس نہین آئی کہ ہم تجویز اخیر مقدمہ کی کرتے بعد دیکھنے اس پرچہ کے کاشی پرشاد کو جاگیر علاقہ
سے منع ہوا بالآخر کرنیل صاحب نے تجویز اخیر دربارہ کاشی پرشاد اور شنکر لال اوسکے کارندہ
کی لکھ بھیجی اوسکے قبول سے بھی ہمنے انکار نہین کیا پس اس سرگذشت مین غور کرنا چاہیے
کہ کیونکر الزام ہماری سرکار پر عائد ہوسکتا ہے جس وقت رزیڈنسی سے جو کچھ لکھا آیا فورًا
اوسکی تعمیل ہوئی اس مقدمہ مین اگر کچھ اختلاف تھا تو درمیان کلام کرنیل صاحب اور کپتان
ہیس صاحب کے ہوا ہوا اوس سے ہمکو تعلق کیا تھا اصل یہ ہے کہ بعض اہلکار سرکار کمپنی کے
درپے بدنامی اس سرکار کے رہتے تھے لہذا جو مناقشہ اتفاقی کہ درمیان رعایای اس سرکار کے
ہو جاتی وہ لوگ تیزی عقل سے کوئی بات اوسی واسطے الزام دینے اس سرکار کی نکال کر
داخل کتاب جاہی اس ریاست کے کرتے تھے

کیفیت مقدمہ منور علی خان تعلقدار نان پارہ

منور علیخان قوم طوع سالہای دراز سے تعلقداری نان پارہ متعلقہ ہمارے ملک کر رکھتا تھا
تیس چالیس برس گذرے کہ وہان کچھ فساد نہین ہوا قریب پانچ برس کے گذرتا ہے کہ منور علیخان
مر گیا خواہان علاقہ کی پہلے جورو اوسکی مع ایک لڑکی کے جسکو وہ منور علیخان کا بیٹا کہتی ہے
ایک طرف اور نئی جورو اوسکی جو مبطل نسب اوس لڑکی کی ہے ایک طرف دونون مین نزاع کی
وجہ سے فساد تھا کرنیل سلیمن صاحب بہادر نے صلاح دی کہ دونو علاقہ سے خارج ہون
فقط کچھ روپیہ انکے کھانیکو سرکار سے دیا جائے موافق اسکے کرنیل سلیمن صاحب ہمنے حکم دیا
مگر ابتک فساد نگیا کرنیل سلیمن صاحب بہادر کی صلاح ماننا ضرور تھا وگرنہ دفع فساد کچھ مشکل نہ تھا

کیفیت علاقہ تلشی پور

تلشی پور مدت دراز سے بجمع ساوی مستاجری مین دان بہادر اور درگراج سنگھ اوسکے
بیٹے کے رہا اور کبھی کچھ فساد نہوا بیچ ۱۸۴۹ع کے درگراج سنگھ کو شورش و باغی عارض ہوئی

اور حسب مصلحت وقت بہتر معلوم ہوا کہ صاحب جی اوسکا بیٹا سرفراز کیا جاوے لہذا
خلعت صاحب جی کو سرکار سے دیا گیا اور خلعت دینے کا مطلب یہ تھا کہ یہ نیابت باپ
کی کام اور انصرام روپیہ سرکار کا کیا کرے مغوی لوگ درگراج کو پیش کرنل سلیمن صاحب
کے کہ واسطے دیکھنے ملک اوده کے گئے تھے لے گئے اور کہا کہ باپ کے جیتے جی بیٹے کو
اختیار نچاہیئے کرنیل سلیمن صاحب نے بات اون لوگون کو بسبب قبول جگہ دی سے
متواتر تحریرات طولانی اس مین لکھین جو کہ ہمیشہ صلاح صاحب رزیڈنٹ بہادر کی ملحوظ
منظور ہوتی تھی اخراج بیٹے اور اقباض درگراج سنگہ اوسکے باپ کا عمل مین آیا مگر جیسا کہ
متخیل تھا کہ اس صورت مین زیادہ فساد ہوگا ویسا ہی ہوا ایک طرف بیٹا مصر کہ [illegible]
اور دوسری طرف اوسکی تابعی باغی ہو کے شورشین کین اوسوقت کرنیل سلیمن صاحب بہادر
نے واسطے اخراج دینے دونون کے صلاح دی موافق صلاح کرنیل صاحب کے علاقہ کو
خام تحصیل کر کے ایک تحصیلدار سرکار سے مقرر کیا مگر شورش اون لوگون کی بالکل
رفع نہ ہوئی اور پھر بسبب اسکے کہ علاقہ تلشی پور ملحق حد نیپال کا ہے اور مفسدون کو
وقت بھاگنے کے یہان سے چاچپنا دامان کوہ مین سہل سرکوبی اونکی اچھی طرح ہو سکی
یہ وجہ فساد اس علاقہ کی صاحب جی اور درگراج سنگہ دونون سنہ ۱۲۶۲ فصلی مین حاضر بیت السلطنت
لکھنو کے ہوئے اور موافق صلاح کرنیل سلیمن صاحب بہادر کے اونکو وعدہ عنایت
ہونے چوبیس ہزار روپیہ سال کا ہوتا تھا اونہون نے قبول نکیا فقط

کیفیت سررشتہ اخبار

جب کرنیل سلیمن صاحب بہادر عہدہ رزیڈنسی لکھنو پر آئے کئی بار اونہون نے مدار المہام
اس سرکار سے کہا کہ اخبار نویس جس سے کچھ پاتے ہین خبر اوسکی نہین لکھتے اور جو کچھ نہین
دیتا اوس پر تہمت کرتے ہین تو کیونکہ اخبار نویسون سے کچھ فائدہ نہین ہے اور بعد
قریب یکسال کے بسمی کشت سپاہی باشندہ شاہجہانپور موافق صلاح صاحب کے

کہ حضور سے عہدہ تحصیلداری محمدی پر مقرر ہوا تھا صاحب نے محمد خان وکیل اس سرکار
سے کہا کہ مقرر ہونا اخبار نویسون کا زائد اور بیکار ہے چنانچہ اشارہ اسبات کا مضمون
دو قطعہ ہماسے پرچہ پیام اسمی صاحب موصوف سے کہ نقل اوسکی شامل ہے بخوبی ظاہر
ہے باوجود اسکے موقوفی اخبار نویسان مین جلدی نہین ہوئی تا آنکہ کرنیل صاحب سیر ملک اودہ سے
پہر آئے [illegible] ۱۸۵۱ع مین معلمت معلوم ہوئی کہ سر رشتہ داران دفتر دیوانی مانند اخبار
نویسان نوکر سرکار کے اور واقف ہونا اونکا حسابات دیوانی اور واقعات فوجداری
سے [illegible] کیواسطے کہ اخبار نویس اور سرکار سے ایسی کچہری کے لوگون سے حال دریافت کرکے
روزانہ حاضر [illegible] کر حال لکہتے ہین آیندہ لکہنا اخبار علاقجات امانی کا متعلق دفتر دیوانی کے
رہے [illegible] حکم ایسا جاری ہوا اور اخبار نویس علاقجات سے برخاست نہین ہوئے تھے کہ پرچہ
پیام کرنیل صاحب مشعر شکایت موقوفی اخبار نویسونکے پہونچا اور فی الفور واسطے بحالی
اخبار نویسونکے حکم جاری ہوا اس صورت مین چہپ رہنا خبرون کا بسبب برخاستگی
اخبار نویسونکے رپورٹون کرنیل سلیمن صاحب بہادر اور جنرل اوٹرم صاحب بہادر مین
جنکی بابت [illegible] خلاصہ ہم [illegible] لکہتے ہین مندرج ہین ہرگز لائق سماعت نہین ہوسکتا
عجیب شکایت کی ہے کہ خود صاحبان موصوف واقعات فوجداری کو سررشتہ
اخبار سیاہی سرکار سے دریافت کرکے روزنامچہ طیار اور واسطے الزام دینے اس سرکار
کے پیش کرتے ہین اور بخلاف اوسکے موقوفی اخبار نویسونکی بہی کہتے ہین اگر اخبار نویس
بیچ علاقجات امانی کے کہ اب قریب تمام ملک کے امانی ہوتے صاحبان رزیڈنٹ روزنامچہ
[illegible] علاقجات سلطانپور بیسواڑہ بہرایچ کا کہان سے تیار کرتے اور یقین کرنا
اسبات کا کہ مندرجات اخبار و سوانح واقعیہ سے بہت کم ہین فقط امر فرضی ہے
جبسے کہ کرنیل سلیمن صاحب بہادر سیر ملک اودہ کو گئے زیادہ توجہ بلکہ اشتیاق
صاحب کا [illegible] واسطے دریافت کرنے وارداتون کے خاص و عام پر ظاہر ہوا ایکطرف

ور پینڈارا صالتاً یا وکالتاً اسطرح کے سوانح کو حسب نحوہ اپنے صاحب کو عرض کرتے
تھے اور ایکطرف نمرہ رہائی کوٹھی رزیڈنسی میں بارہا مطالب اپنی زبانی اور بوسیلہ تحریر
ظاہر کرتی تھی اور بہی صاحبان اسسٹنٹ وغیرہ فرتھیر یوسف اخبار فوجداری کی کیفیت صاحب
کو لکھتے تھے اور افسران فوج نوکر اس سرکار کے مثل کپتان الکزنڈر و کپتان بابو
لفٹنٹ شیکلپیئر کی طرح چھپا رہتا کسی سانحہ کا کرنل سلیمن صاحب سے ہرگز ممکن
نہیں ہو سکتا اور جب کوئی سانحہ خارج سے یعنی سوای اخبار ہمارے کے صاحب کے
کان تک پہونچتا تھا سررشتہ اخبار سے تطبیق اوسکی کرتے تھے اور ہمیشہ مندرج پاتے
تھے اور اگر کبھی نہ ہوا وقت تحقیقات کے بہت کم ایسا ہوا کہ وہ غیر سچ نکلی بلکہ ثابت ہوتا
تھا کہ کسی نے جھوٹ کہدیا اہلکار سرکار کے واقعات اس احوال سے موجود ہیں مگر بالفعل
ہمارے اختیار میں نہیں ہیں اور بہت ظاہر ہو کہ مدعی واقعات کو اور طرح سے ظاہر کر کے
الزام ذمہ مدعا علیہ کے رکھتا ہے اور مدعا علیہ بالعکس اور بغیر تحریر کے کوئی بات لائق
اعتماد کے نہیں ہوتی مگر کرنل سلیمن صاحب کو ثابت کرنا زیادتی فسادات اس
ملک کا مدنظر رکھتے تھے صرف کلام اوس جانب کو کہ زیادہ فساد ظاہر کرے معتبر کردیتے
تھے اور قیاس صحیح یہ ہے کہ امور واقعیہ بہ نسبت دعوی مدعیوں کے کم ہونگے نہ زیادہ
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگ اعضائی مردگان امراض کو مجروح کر کے نالش قتل اور
جرح کی دوسرے پر کرتے ہیں اور وقت تحقیقات کے وہ سب بات بیاصل نکلتی ہے
اور طریقہ انتظام کا منحصر ایک صورت پر ہے یعنی خود سرکار کمپنی انگریز بہادر میں سررشتہ اخبار نویسی
کا نہیں ہے واقعات فوجداری فقط عرض کرنے تھانہ داروں اور مدعیوں سے سرکار میں ظاہر ہوتے تھے

خلاصہ دفعہ ۵ رپورٹ جنرل اوٹرم مورخہ ۱۵ ماہ مارچ ۱۸۵۵ عیسوی

رپورٹ حوادث سالگذشتہ کی مجموعاً ایک ہزار تین سو اکیانوے ہیں زخمی اور مقتول
اصل سے بہت کم ہیں سابق زمانہ میں اخبار نویس مع پیادے وہرکارے جو کہ تابع

جور و ظلم عاملان بوجہ زیادہ طلبی عجب نشدہ اند بیشتر بحال رعایا میگردید و اخبار نویسان بطمع رشوت
و تشنیع از عمال باوصف تاکیدات بسیار باخفای خبر جور و اعتساف آنہا می پرداختند حالیا
کہ قریب تمامی ممالک ہائی گذشتہ احتمال ظلم و تعدیات آنہا مرتفع شدہ بودن اخبار نویسان چنانچہ
آن مہربان ہم معتقد بہ گفتگوی علاقہ کرشن سہای درین خصوص بحضور ایما نمودہ بودند
مناسب منظور شدہ موقوف نمودہ شد لیکن سد باب خبر پیدا نیست زیراکہ اولاً ہرکارہای اخبار
بجملہ علاقجات بودہ تمامی روداد ہر روزہ از متصدیان عملہ پیشکاری امانت نویسانیدہ بحضور
می فرستند و ثانیاً روداد عملہ نویس تھانہ جات نیز ہر روزہ بملاحظہ می در آید و تدارک آن
بخوبی می شود چنانچہ بر طبق ہمین روداد حال قتل صاحب جی مسمی ہدایت اسد ... و تحصیلدار
پرپرہ سیدار عیار ... قبل از وصول پرچہ و پیام آن مہربان دریافتہ نفاذ حکم بتاکید شدہ ست
یقین کہ فرمان مہربان رسیدہ باشد و باز بموجب ایمای مہربان حکم تقرری اخبار نویسان جاری خواہد
دفعہ ہشتم پینیوٹ مورخہ ۲ نومبر ۱۸۵۲ع مین صاحبان کورٹ آف ڈرکٹرین کو
لکھتے ہین احوال علالت مزاج بادشاہ زادہ کا جوان ونون بذریعہ کپتان ہیس کے پہونچا
نہایت خوفناک تھا اور ایسا متصور ہوا کہ کون وقت بادشاہ کی وفات ہووے قول
کپتان ہیس کا بالکل بے اصل بارہوین اگست ۱۸۵۲ع سے آخر نومبر تک تین مہینے کئی دن
تک کپتان ہیس قائم مقام رزیڈنٹ رہے اس زمانہ مین خدا کی فضل سے مزاج ہمارا بخوبی
اچھا رہا کچھ خوف کی جگہ نہین ہوئی دلیل خود تراشی اس مضمون کی یہ ہے کہ فی الفور نوید
صحت کی بھی لکھ بھیجی تاکہ بروقت تحقیق جھوٹ نہ ٹھہرے غرض اصل ایسی باتون سے
سوائے اسکے اور کچھ نہین ہو سکتی کہ بحیلہ ظاہر کرنے ہماری بیماری کے جلدی سے
کوئی حکم زیادہ ہونے اپنے اختیار کا حاصل کرین اور ہمارے نوکرون کو دھمکا کے
کچھ اپنا کام نکالین وہ ہوسکے مین جتنے دن یہ بات چلی اوتنے ہی دن انکو غنیمت ایسی ہی
باتون کے واسطے صاحب رزیڈنٹ ہمارے وکیل کو کہ [illegible] قدیم [illegible] دربار

گورنمنٹ ہند مین مقرر ہونے نہ دیا کہ کوئی دوسرا کہنے والا نہ رہے فقط

دفعہ نہم مسٹر گرانٹ صاحب بہادر نے جو اپنی ریپوٹ مرقومہ ۲۷ نومبر ۱۸۵۴ع
مین طول کلام کیا ہے بنا اسکی بے اصل باتون پر ہے یعنی چندن لال مالگذار
دیہات جسکی زیادہ پچاس ہزار روپیہ متعلقہ اس ملک کا تھا اور رعیت قدیم اس سرکار کا
بینی پرشاد تحصیلدار نے لوگ واسطے بولانے پٹواریون اون گاؤن کے بھیجے
کہ اتفاقاً چندن لال کا پوتا اور گنگا پرشاد اسکا بھائی زیادہ مین بلکہ مزاحمت کی یہ مقدمہ
رہزنی کا نہ تھا مسٹر گرانٹ صاحب ایسی عبارت لکھتے ہین جس سے اصل بنا ہی مقدمہ کی جھوٹی ہوتی
اس مقدمہ مین اول سے آخر تک جو کچھ کرنیل سلیمن صاحب رزیڈنٹ نے کیا تھا سب منظور کیا وجہ
اسکی انصاف کچھ فقط کرنیل صاحب کے ذمہ پر تھا اسیطرح سے ماجرا آنے کسی آدمی کا سلح بیچ پہنچنے
رزیڈنسی کے ثابت ہے کہ فقط دو چار کوئی اور جیلا جو ہی ستیہ بورن کی تھی نکولی آیا نہ گیا پس صاف
کھل گیا کہ جن باتون پر بحالا کرکے مسٹر گرانٹ صاحب ہمارے نقصان کو درست سمجھے وہ بالکل بے
بے اصل ہین اس صورت مین رای مسٹر گرانٹ کی کیونکہ درست ہو سکتی ہے

دفعہ دہم میجر جنرل اوٹرم صاحب تتمہ اسی خط مورخہ ۶ فروری ۱۸۵۵ع بموجب لکھنے
کپتان ہیرک صاحب کے لکھتے ہین کہ مزارع فقط چالیس ہزار ہل زمان پارہ سے گورکھپور لیگئے
مگر ریپورٹ صاحب مجسٹریٹ بہادر گورکھپور مورخہ ۲۳ جنوری ۱۸۵۵ع ملفوفہ ریپورٹ
جنرل اوٹرم مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۵۵ع سے جانا چالیس ہزار کسان کا کیا بلکہ چالیس کا بھی اس ملک
سے گورکھپور کو جانا ثابت نہین ہوا پس باوجودیکہ ایسی بات خلاف قیاس بھی ہے کہ ایک علاقہ
سے چالیس ہزار مزارع یکبارگی چلے آوین اور یہی نابراستی اس خبر کی ریپورٹ صاحب مجسٹریٹ
گورکھپور سے صاف کھل سکتی ہے نہ کچھ ہیرک صاحب نے غور کیا کہ اگر بات جھوٹ ٹھہر گئی
تو کیا ہوگا اور نہ کچھ جنرل اوٹرم صاحب نے غور فرمایا

دفعہ یازدہم جنرل اوٹرم صاحب اپنی ریپورٹ مورخہ ۱۴ فروری ۱۸۵۵ع کی ساتھ

شرح گفتگو جو بیچ جنرل صاحب اور نواب مدار الدولہ بہادر مدار المہام اس سرکار کے ۱۳ فروری
۱۸۵۵ع کو ہوئی تھی اوسمین لکھا ہے کہ وزیر حاضر ہوکے احوال لڑائی کا کہ اونمین مابین
تعلقدار رام نگر دہیٹری اور تحصیلدار سرکار کے واقع ہے اور حال کئی تعلقدارون کا جو
ادائی زر واجبی سے کنارہ کش ہوکے پاس تحصیلدار حاضر نہین ہوتے بیان کرکے درخواست
کی کہ آپ ازراہ مہربانی کچھ صلاح نیک و مشورہ خیر دیوین کہ جس مین اون بے ادب او ر
بے ایمان زمیندارون کا تدارک قرار واقعی ہو اور ملک کو امن و چین صاحب نے کہا معلوم نہین
کہ تعلقدار کی تحصیل کا کیا مقدار ہے اور سابق مین وہ کیا دیتا تھا اور بالفعل کسقدر
طلب کیا گیا اور یہ بھی فرمایا کہ یقین ہے کہ تعلقدار مذکور مقابلہ کرنے کو مجبور کیا گیا
ہوگا کیونکہ اوسنے اپنے دل مین سمجھا کہ اگر ہتھیار پکڑکر مقابلہ نکرونگا عامل کی گران تحصیلی
سے نچھوٹ جاؤنگا بلکہ تمثیلاً حال شورش پرگنہ سلون مین بیان کیا گیا کہ مدد حسین
تحصیلدار نے اسقدر خزانہ طلب کیا کہ بالکل تعلقدار سے ممکن نہ تھا وزیر کو بادشاہی
ملازمان سے بڑا اچنبھا ہوا اور کہا کہ تعلقدار سلون سے اتنا ہی طلب کیا گیا تھا
کہ وہ بیس سال سے دیتا ہے صاحب رزیڈنٹ نے جواب دیا کہ ذکر مقدار بیس سال پہلے کا
جو آپ نے کیا وہ تاسف افزا ہے اور جہان کو روشن ہو کہ اتنا ہی بیس سال گذشتہ
مین تحصیل اودہ کی بتدریج ابتر ہوگی اور تحصیل کا حساب صحیح نہین تا جو بہ نسبت ایام
سابقہ کے ہر ایک مقام کی لیاقت اور اطوار کی قابل ہو پس اس بیان سے چند باتین
صاف ہوگئین ایک یہ کہ ہم اور ہمارے کارپرداز ہمیشہ دل سے صاف رزیڈنٹ کی
صلاح مانگتے اور اوسکی کرنیکا ارادہ رکھتے ہین دوسری یہ کہ صاحب رزیڈنٹ صفائی
دل سے صلاح نہ دیکر لیت و لعل پر ٹال دیتے ہین اس گفتگو سے صاف ظاہر ہے
کہ بیس برس کے پہلے جمع طلب کرنا نامناسب ہے اندرونی رپورٹ مورخہ ۲۹ فروری
۱۸۵۵ع بہت تعجب کی جگہ ہے ہماری ملک کی بے انتظامی بیان کرنے کے وقت

صاحب رزیڈنٹ سب جانتے ہین اور ہماری صلاح نیک دینے کے وقت صاحب کچھ
نہین کہتے کون تعلقدار ہے کہ جسکا وکیل صاحب رزیڈنٹ کے پاس نہین آیا اور صاحب
نے اوسکی بات پر اعتقاد نہین کیا جب کرنل سلیمن صاحب ۱۸۴۹ع مین سیر کو اودھ
کی تشریف لیگئے تھے بواسطہ کپتان بسین صاحب کی گوربخش سنگھ تعلقدار رام نگر کو خود اپنی پاس
بلا کر [illegible] اسکے گنجائش کنبہ اور سیر ونانکار قدیم اور بارہ ہزار روپیہ سال جو نمازی الدین حیدر
[illegible] سنگہ باپ کو نانکار عنایت کی تھی ایک لاکھ چوبیس روپیہ سال سوا
جمع علاقہ [illegible] کے داو پی ٹھہرائے تھے تب سے وہی جمع برابر چلی آتی ہے زیادہ [illegible]
ہوئی جنرل اوٹرم صاحب نے اپنی رپورٹ ۱۵ مارچ ۱۸۵۵ع دفعہ ۵ مین لکھا ہے کہ
حقیقت مین یہ خیال کرتا ہون کہ بادشاہ اودھ کو وہ باتین جو واجبات سے ان پر لازم ہین کبھی
خیال مین نہ آوینگی اور کبھی بذات خود توجہ نکرینگے اور دوسری جگہ اسی دفعہ مین
لکھا ہے کہ بادشاہان سابق کا یہ طریقہ تھا کہ ہفتے مین ایک [illegible] بار اکثر زیادہ دربار
کرتے تھے اس دربار مین اونکے تمام اقربا اور رسای شہر کے مجرے کو حاضر ہوتے تھے
بادشاہ حال نے اس طریقہ کو ابتدا مین جاری کرکے موقوف کر دیا جواب
اوسکا دو صورتون پر مبنی ہے ایک یہ کہ ہمیشہ دربار عام کرنا دوسرے یہ کہ فقط اپنا
کام یعنی کلیات امور سلطنت کو دیکھنا اور دیکھتے رہنا بعد سلطنت و تخت نشینی کے
ہمکو ضرور ہوا کہ سب کلیات امور کو اپنی آنکھ سے دیکھکے سمجھین کہ
کچھ صلاح مناسب ہو درست کرین اور جو بدستور رکھنا ہو اوسکو بدستور رکھکر کاربر
گذاروں کے سپرد کر دین کہ کام بخوبی جاری رہے صاف ظاہر ہے کہ کوئی ملک نیا
ہمکو نہین ملا تھا کہ جسمین بہت سے تغیر و تبدیل کرنا ضرور ہوتا بلکہ ابھی شروع مین
حال نالشی مستغیثون اور طریقہ تحقیقات اور انصاف کا جا بجا اور ایک صندوق
[illegible] کر دیا کہ جسکا جی چاہے عرضی اوسمین ڈالدیا کرے یہ سب کا بذات کو ہم

آپ دیکھکے حال اوسکا دریافت کرتے تھے آخر کو معلوم ہوا کہ محکمات عدالت کہ از پہلے
سے مقرر ہین اچھے ہین اونمین انصاف واجبی موافق احکام شرعی کے ہوتا ہے کوئی مقدمہ
ایسا نہین ہوا کہ جسمین ناانصافی ہوئی ہو. بعد اوسکے کچھ انتظام فوج کا ارادہ ہوا
اکثر افسران موروثی موقوف ہوگئے تھے پھر مقرر ہوے اور ارادہ تھا کہ سب فوج کو
دیکھیں اور ملاحظہ کرکے انتظام کرینگے مگر تھوڑے دن بعد کرنل جمیٹ صاحب [illegible]
اسباب کی شکایت کی اور کرنل سلیمن صاحب نے بھی اس بات مین گفتگو کی [illegible]
کہ اگر ہم تھوڑی فوج بھی آراستہ کرینگے تو صاحبان انگریز بہادر کو ناگوار ہوگا اور [illegible]
بڑھاوینگے چونکہ دوستی سرکار کمپنی پر پچھلی بھروسا تھا اور حفاظت [illegible]
اس ملک کی سرکار موصوف کے ذمہ پر تھی اس کام سے درگذرے اور اسیطرح طرف
انتظام ملکی کے توجہ کیا ہمکو پہلے سے دل مین تھا اور لارڈ ہارڈنگ صاحب نے بھی [illegible]
آبادی کرنے ملک کے صلاح دی تھی تھوڑے دنون مین اس حصہ سے [illegible] حصہ ملک آبادی کردیا
اور جسکو آبادی کیا پھر اوسکو اجارہ نہین کیا اور حکم کردیا دربار عام کا ہمیشہ [illegible]
آگے صاحبان رزیڈنٹ تا مسٹر ماڈک صاحب بہادر ہر ہفتہ مین دربار عام کرتے تھے
سب عہدہ دار اور مسلمان انگریزی آکے ملاقات کرتے تھے اب بیس سال سے وہ طریقہ
بند ہوگیا ہے کسی سے ملاقات کرنے مین کبھی انکار نہین کیا اور اسی رپورٹ کی دفعہ [illegible]
جنرل ولیم صاحب کرنل سلیمن صاحب کا قول لکھتے ہین کہ نواب [illegible] الدولہ بہادر ایسی [illegible]
جسکا علاج اونسے ہوسکتا ہے فکر نہین کرتے اور بہت سے غلطیون کی جسکی صلاحیت وہ
کرسکتے ہین فکر نہین کرتے اور بہت سی تکلیفوں کی جسکا چارہ اونسے ہوسکتا ہے لیکن ہوتا نہین
یہ امر عجیب ہے بظاہر کہ سوای عزت خاندانی کے اب جو عزت وتوقیر وفلاح وبہبود [illegible]
ہے سب بدولت اقتدار واختیار ورونق ہماری سلطنت کے ہے اور بوجہ قرابتہای [illegible]
سب لوگ کہ باندھے اونکے ہم سے متعلق ہین کچھ تکرمان ہوسکتا ہے کہ ہماری بدلائی [illegible]

مین وہ کمی کرینگے اور جان نہ کہیا وینگے

دفعہ دوآزدہم رپورٹ جنرل اوٹرم صاحب مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۵۵ء دفعہ اٹھہ مین جو جنرل صاحب نے تقصیر ہماری اوضاع پر کی ہے بزرگان انام و علمای کرام تطہیر اپنی نفس سے ہمیشہ احتراز کرتے آئے لہذا ہم بھی بموجب مایبری نفسی وانفسک فلا تطہر کے اس مقام پر بسط کلام مناسب نہ جانا

دفعہ سیزدہم جنرل اوٹرم صاحب دفعہ ۴۹ اپنی رپورٹ مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۵۵ء مین لکہتے ہین کہ کرنل جیکسن صاحب نے تکدمہ مصارف علاقہ جات کا بابت ۱۸۳۵ء کے ترپن لاکہہ ستائیس ہزار سات سو گیارہ روپیہ لکہا تھا اور اب سال گذشتہ مین یعنی ۱۸۵۴ء مین ایک کرور بائیس لاکہہ آمدنی سے فقط چہتیس لاکہہ داخل سرکار ہوا اور چہیاسی لاکہہ خرچ مین مجرا لیا گیا چونکہ اب خراج گہٹ گیا خرچ علاقجات کا بڑہ نہین سکتا اس صورت مین بیشک وزیر اور ناظم نے بادشاہ کو خوب ٹہگا ہے یہ تجویز بہی بے اصل کرنل رچمنڈ صاحب کی تحریر سے صاف ثابت کہ ترپن لاکہہ خرچ تحصیل علاقہ جات کا تہا سوای تنخواہ اقربا و محلات سلطانی و امتیاز یوں وغیرہ مصارف خزانہ کے ۱۸۳۵ء مین اقربا و محلات وغیرہ نے تنخواہ خزانے سے پائی ہوگی اور ۱۸۵۴ء مین تنخواہ اقربا و ملازمین لکہنو کے بہی علاقہ جات سے ملی ہوگی جیسا کہ مشہور ہے کہ بالفعل تحصیلدار وغیرہ اکثر قبض محلات و اہلکاران و امتیازیان کی بہی بعوض زر نقد دیا کرتے ہین آپس ہو حسابی تہوڑے تامل مین صاف معلوم ہوسکتی ہین اور جنرل اوٹرم صاحب نے جو الزام اہلکاران پر لگایا ہے وہ ناحق ہے فقط

دفعہ چہاردہم مضمون رپورٹ کرنل سلیمن مندرجہ دفعہ ۱۵ رپورٹ جنرل اوٹرم مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۵۵ء سے درست ہونا عہدنامہ ۱۸۳۷ء کا پایا جاتا ہے اور میمورنڈم لارڈ ڈلہوسی صاحب بہادر نے مورخہ ۱۸ جون ۱۸۵۵ء سے تا درستی

اسکے بہی اختلاف ہے اور وجہ یہی کہ چونکہ لارڈ ڈلہوسی صاحب نے سمجھا کہ ملک اودہ
کو کسی ضلع مین تحقیقت ایسی بے انتظامی نہین ہے جس سے کہ تعمیل دفعہ ۷ عہدنامہ
سنہ ۱۸۰۱ع کی ہوسکتی لہذا اوس عہدنامہ کو بے فائدہ سمجھکے لکھا کہ وکسی کام کا نہین
دفعہ پانزدہم جنرل اوٹرم صاحب نے خیال کیا کہ اگر ہم صاحبان مجسٹریٹ بہار
اضلاع سرحدی کو واسطے تحقیقات حال بے انتظامی ملک اودہ کے لکھین تو اونکی
تحریرون سے بڑا سامان واسطے الزام دینے اس سرکار کے ہاتھ آئیگا مگر یہ خیال
نادرست نکلا یعنی جو صاحبان مجسٹریٹ سے استفسار کیا گیا کہ کسقدر لوگ اپنا ملک چھوڑکر
برٹش ضلع مین آئے ہین تو مجسٹریٹ فتحپور و اعظم گڈہ و شاہجہانپور و الہ آباد کچھہ نہین
لکھتے ہین جونپور کے مجسٹریٹ نے عدم وقفیت ظاہر کی اور گورکہپور کے مجسٹریٹ بہی
نسبت ملک چھوڑنے کے اسقدر لکھتے ہین کہ یہان نو سے سو تک اس خاندانکے
لوگ ہین جنکی جایداد دونون علاقہ جات یعنی اودہ و برٹش مین ہین کبہی اس علاقہ مین رہتے
ہین کبہی اوس علاقہ مین اور مجسٹریٹ فرخ آباد لکھتا ہے کہ ملک اودہ چھوڑکر اونکے علاقہ
سے اس علاقہ مین جانا بہت کم ہے باوجودیکہ کیسے ہی مصیبت اودہ والون پر پڑی
مجسٹریٹ کانپور کا ایک فہرست اون آدمیون کی جو اودہ چھوڑکر درمیان چہہ سات
برس کے آئے ہین تعدادی دوہزار تین سو پینتیس آدمیون کی بہیجی ہے اوس مین ایکہزار
تین سو کاشتکار ہین اور باقی خانہ بدوش

دفعہ شانزدہم ۱۶ زمانہ حیات والد ماجد مین ہمکو اسوقت سے زیادہ
آسایش اور فارغ البالی تہی اور فکر کاروبار سلطنت کی بہی کم تہی اور وقت شباب کا
تہا کبہی شغل تفریح خاطر ہوتا تہا جلوس سلطنت سے تہوڑے دن بعد ہمنے
تاج الدولہ اور ثابت الدولہ و رضی الدولہ و نجیب الدولہ حیدر علیخان و قطب الدولہ و
وحید الدولہ غلام نبی خان ان سبکو نکال دیا اور فیروز خواجہ سرا بہی نوکری سے نکال دیا گیا

سرکار کے رہے اور اوس وقت تعداد نانکار و روزینہ چندہ تعلقداران وقانونگویان
اور غیر ہیونکا جو کچھہ اس سرکار سے مقرر ہے حساب دس بارہ تیرہ لاکھہ روپیہ اوس پر گزرا
اور آمدنی ملک کی بجمع اوسط ایک کرور چھبیس لاکھہ روپیہ جیسا جنرل اولڑم صاحب بہادر
نے اپنی ریپورٹ مین لکھا ہے خط لارڈ ہارڈنگ صاحب بہادر موصولہ ۱۴ ذی حجہ
۱۲۶۳ ہجری مین لکھا تھا کہ بندوبست پنجسالہ کیا جاوے یہان بفضل الہی بندوبست پچیس
سال کا قائم ہے کہ اس مدت مین زیادہ ستانی رعایا سے نہین ہوئی بلکہ محاصل سرکار
کی کمی ہوگی اور نقول دو خط مرسلہ نواب گورنر جنرل بہادر کہ متضمن توصیف حسن انتظام
محمد علی شاہ بادشاہ کی پہونچی تھی لکھی جاتی ہین

نقل خط نواب گورنر جنرل لارڈ اکلنڈ بہادر مرقومہ دوازدہم اکتوبر ۱۸۳۹ع

درین زمان بشاشت عنوان ادای مراسم تہنیت و مبارکباد از طرف اخلاص بنیاد
بحسن انجام تدابیر دانش و معدلت آن والاشان دربارہ استیصال و بیخ کنی طوائف ضالہ
و شقیہ حرامیان شب روان کہ کوہستان سرحدی مملکت آن والا دودمان را
ملجای و ماوای خود ساختہ و غارتگری را پیشہ شنیعہ خود مقرر کردہ جادہ پیمای
ظلم و تعدی و راہ رو جور و اذیت رسانی بر رعایاے مملکت آن ارکہ آرای سلطنت
وحشمت و دیگر سکان ممالک کردو نواح ولایت آن نور بخش سریر شوکت و عظمت میشدند
باعث صدگونہ مسرت و سرور و سبب چندان چند فرحت و حبور گردیدہ ہیچ شک نیست
کہ بنیان کار این امر عظیم و کار جسیم شوکت و حکومت مقتضی آن ہست کہ مدام حفاظت و حراست عایا
رہ و ناتوان مدنظر ماند سرپنجہ ظالمان و جابران پیشہ تادیب و عقوبت کوفتہ شود
... دہ افسر شاہی تا حد اختیار و قدرت بخشش خوبی و متانت و نیک اسلوبی انجام
... نمودند این تفویض حال پنجاہ و سہ نفر ڈاکوان کہ منجملہ آن دو کس سردار عظیم
... بودند انچہ از طرف نیپال بعہدہ داران آن والاشان بعمل آمدہ باعث

حسن انجام چنان امر خیر که آن زینت بخش وساده ابهت و کامرانی بان مشغولی دارند یقین است
که اشخاص مذکورین نیز به بارگران سزا و تعزیر شایسته و واجبی خواهند آمد متحقق شاند که اسچه لازمهٔ
پاس و لحاظ مراتب اخلاص و تعظیم آن زینت دهٔ باج و دیهیم در دل محبت منزل جاگزیده است
بظهور رسیده امور عدالت و شفقت دستور لیو تا فیو تا روبه ترقی و تزاید دارد لازمهٔ شفقت و عنایت
آنست که این اخلاص بنیاد مدام مستمند دریافت حال خیریت اشتمال متصور بوده با براد اشتفاق
نامجات عطوفت آیات مسرور و محبور می شده باشند

نقل فقرات مندرجهٔ خط نواب گورنر جنرل بهادر مرقومه دهم ماه اگست سنه ۱۸۴ع

لازمهٔ نیازمندی و اختصاص اینست که بجانب این نامه اخلاص ستمامه مزید شناسان
و شکرگذاری اتحاد و یکجهتیهای آن اورنگ نشینان چار بالش سلطنت با سرکار
دولتمدار انگریز بهادر در باب گرفتاری و سزادهی قزاقان و قطاع الطریقان که از آن سبب
اکثرے از سکان هندوستان محفوظ و مامون از ظلم و تعدی آن گرگ روشان شدید
بصمیم قلب و صفائی دل ادا سازم که اعانت و امداد و یکجهتیها و اتحاد درین امور باعث کمال
سرور و عین سبب فرحت و حبور گردیده و جناب فلک رکاب کیوان بارگاه خلائق و
عالم پناه حضرت ملکهٔ رفیع الدرجه انگلستان باصغای این چنین امور دلیلے صادق و برهانی
واثق بر خلوص محبت و اتحاد و فور نجابت و نوا و آن والا دودمان با سرکار ابد بنیان
کمپنی انگریز بهادر خواهند فهمید و نیز از جهد موفور و کوشش نامحصور که در انفای بنی نوع
انسان ازان والا شان بعمل آمده شهرت نیک نامی و بلند پایگی و عالی حوصلگی و والا همتی آن
فروغ بخش تاج و تخت از ارض تا سما و از ثری تا ثریا رسیده متوقع است که اخلاص
شعار را از خیر ظلبان و نیازمندان متصور بوده مدام با براد اشتفاق نامجات عطوفت سمات
مشعوف و محبور می ساخته باشند فقط

	قول مؤلف	

یہان تک آغاز خرابی ملک کا انجام ہوا یہ قصہ تمام ہوا بعد خرابی بصرہ یہ ملکہ فتنہ برپا ہوئی
لیکن بقدر مشیت تقدیر ہوئی کچھ بھی نہ ہوا البتہ ملک میں حتی الوسع پیروی کامل ہوئی
مگر وہ تدبیر کچھ بھی حاصل ہوئی اگر پہلے سے ان امور کا لحاظ و پاس ہوتا تو اسقدر کیونکر
ہراس پیدا ہوتا ہے جو مشیت میں ہوتا ہے اب بیان سے حالات شورش ایام غدر
لکھے جاتے ہیں بہ تفصیل و تصریح سوانح اسکے سناتے ہیں کہ زمانہ دگرگون ہوتا ہے

تذکرۂ انقلاب عہد انگریزی و سامان ایام غدر

جب ملک اودھ میں بخوبی اول انگریزی انتظام ہوا ہر ضلع میں معاملات ملکی و مالی کا انصرام ہوا لوگ
شاہی ہوا اگلے پنشن دو نالائق سے ٹھیرا انکو ادنی پنشن ملا ہوا ہی مقرر ہونے لگی ہر کہ بادشاہ وقت
ہر ایک کی بسر ہونے لگی حالات مناسب رعایا فراہم ہوئی موقع سے سند آئین سرفرازی
پیدا حاضر ہوا اوسکو تقرر دی جو حاضر ہوا اوسکی تقرر دی حکام انگریزی سب حلیم و عادل و قیم
و عاقل تھے بعد انتزاع سلطنت کے جنرل اوٹرم صاحب بہادر اعلی حاکم تھے بعدہ جیکسن صاحب
بہادر و جان لارنس صاحب بہادر ملک کے ناظم ہوئے کہ یکایک تمام شہر میں سے
خبر اڑی کہ فوج تلنگان بگڑ گئی انگریزی فوج کے توپ تلوار چلتی ہے میرٹھ و ہان کی دہلی سے
شہر بیرون نے تمام چھاؤنی میں آگ لگائی صاحبان معرکہ کی دکھائی افسران فوج سب قتل شد
لوٹ کے دہلی کو راہی ہوئے داخل قلعہ شاہی ہوئے اور جملہ فوج دہلی میں یکجا ہوکر بادشاہ دہلی
سے عرض کیا کہ آپ سر تخت اجلاس فرمائیں رونق سلطنت کی دکھائیے ہم یہ اقرار کرتے ہیں
کہ یہ سب فوج جان نثاری کو موجود ہے آپکا نقش بے سود ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ میں ضعیفی
سے پا در رکاب ہوں اس پیر عالم میں شغل جواب ہوں حالت ضعیفی میں کیوں ستاتی ہو چراغ
سحری کیوں بجھاتے ہو انگریز سے کون فتحیاب ہوا ہے جو بگڑا وہ خراب ہوا ہے خوف یہ ہے
کہ فاش یہ راز نہ ہو یہ معرکہ آغاز نہ ہو اگر انکی فوج چڑھ آویگی ذرا سی دیر جو حرمت ہے وہ
بگڑ جاویگی تاج سر موجود ہے جاہو تو لو جسکو چاہو دیو امرائی سلطانی نے عذر بادشاہ کا فوج

سنا یا اگر کوئی بر سر اصلاح نہ آیا بقول شخصیکہ مردہ بدست زندہ نہایت جبر و تعدی سے
بادشاہ کو تخت پر بٹھایا فوج نے اپنا حکم چلایا غرضکہ دہلی مین یہی نوبت تک آشوب غدر سے
عالم شور و شر رہا گویا قیامت کا ظہور

حال فہمایش جان لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر اودہ فوج لکھنؤ کو مقام لکھنؤ کے

جب کہ جان لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر کو حال شورش فوج باغی کا معلوم ہوا تب لکھنؤ
مین فوج گورہ کو حکم دیا کہ تم چھاونی مین مقام کرو اصطبل بیرک کا چھوڑ دو کہ یہان یہی فوج
گیشتہ ہو سپاہ آراستہ نہ ہو غرض کہ سب گورہ چھاونی مین ٹھہر گئے تلنگے جو
یہان تھے بگڑ گئے وہ مہیا چیتہ کا اور ہوپ کی شب ہر جانب سے فوج کی جنفہایش ایک دن
صبح کو ہندوستانی فوج جمع کی گئی ہر ایک کو نصیحت سنائی گئی کہ خیال کرو ہمنے تمکو
خاک سے پاک کیا مگر تمنے نہ خیال خاک کیا جس حالت مین کہ تم لوگ اپنے اپنے
گھر سے آئے تھے فقط لنگوٹی بندھی تھی کیا جیس بنائے تھے تمکو سپاہی کیا اگر کسیکو
عہدہ دیا او فوق کو اعلے کیا کام تسلی دلاسے سے لیا ہزارہا کو انگلشن دین
بہادرون کو پنشن دین حساب تنخواہ کا صاف رہا قصور معاف رہا تم لوگ ملازم
سرکار رہے قدر تمکو [illegible] کسی بادشاہ نے سپاہ کی ایسی قدر نہین کی آبرو
ایسی نہین دی تھے جنگ کے [illegible] کیسی کیسی سلوک کیے گئے تمکو جب کہ قواعد
سکھائی گئی فوج آراستہ بنائی گئی جانداری جنگ مصنوعی مین لاکھون روپیہ
صرف کیا مال و زر دیا کس کس گرانی مین تمکو کھلایا ہے خیال صرف کا دل مین
نہ آیا ہے فوج بیمار کے واسطے ڈاکٹر و طبیب ہین شفاخانہ نزدیک تر بنائے ہین
اوس پر بھی تمنے ہمکو عزیز نہین کیا نالائقی سے کچھ تمیز نہین کیا ہر وقت سنتے
ہین شہنشاہ انگلستان ہین اونہون کو قزاق و ٹھگون سے صاف کیا مسافرون کو نہایت
آفات راہ سے پناہ دیا ہم سے زبردست زیردست ہوئے جنگ کے حوصلے سب

پست ہوئے پس تم لوگ ہمسے کیون بیزار ہوتی ہو کہ ہوکر خار ہوتی ہو اگر تم ہم سے دور ہو جاؤ گے
تو انگلے سے مزدور ہو جاؤ گے فقط

جواب افسران فوج

افسران فوج نے یہ سب افسانہ گوش کیا جواب دیا کہ آپ کا ارشاد سب بجا و بہتر ہی
ہر ایک بات خوشتر ہے آپ کا انتظام خوب ہے دعوے اولوالعزمی مرغوب ہے
آپ جوان مرد و دادگستر ہین سپاہ دوست و بندہ پرور ہین ہمکو آپکی نوکری مین آرام بلا خوب
خوب تمغہ و انعام ملا ہم نمک لطف سرکار ہین نوکری سے انکار نہین الا یہ جو کارتوس نئے آئے
ہین اس سبب سے لوگ گھبرا گئے ہین انگلے کارتوس کاغذ کے تھے اب جھلی کے ہین کہ
اشتباہ حرام و حلال ہے دانت سے کاٹنا امر محال ہے کون وہ ہے جو جان نہین
دیتا ہے مگر کوئی ایمان نہین لیتا ہے ہماری تزلزل اعتقاد ہے آپ کی نیت مین فساد
ہے غرضکہ فوج نے باوجود فہمایش کچھ نہ خیال کیا نصیحت سے زیادہ ملال کیا دوسرے روز
فرنگی سب مچھی بھون مین پہونچے دوربین لگائی بلندی و پستی شہر کی نظر آئی مچھی بھون کو
مرزا مچھی علیخان فرزند محمد علی شاہ بادشاہ سے خالی کرایا انکے رہنے کو دوسرا مکان ٹھہرایا
سب فرنگی مچھی بھون مین مقیم ہوگئے مبتلای خوف و بیم ہوئے جہان تک کہ مچھی بھون کے قریب
حصار تھے مکانات بے شمار تھے وہ سب کھدوا ڈالے گئے تمہ راستہ نکالے گئے مصطفی علیخان
فرزند امجد علی شاہ بادشاہ و رکن الدولہ محمد حسن خان پسر نواب سعادت علیخان کو قید کر لیا
بیلی گارد کو بھیجا اور چند شاہزادگان دہلی کے یعنی مرزا حیدر شکوہ و مرزا نور الدین وغیرہ
پسران سلیمان شکوہ جو لکھنؤ مین مقیم تھے باہال سقیم تھے وہ بھی محبوس زندان ہو کر سخت
پریشان ہوئے ماہ شوال تھی عجیب آفت نشاہل حال تھی ہندیانون کی چھاونی اور جابجا
جو فوج تھی فراہم ہو کر سر فساد ہوئی مسلح و مستعد عناد ہوئی اول میگزین توپخانہ کا لیا
خزانہ اونٹون سے بھر لیا گورون کی توپ چلنے لگی دونو جانب سے جنگ ہونے لگی تلنگون نے

چھاؤنی مین آگ لگائی ہر ایک نے لوٹ مچائی دونو جانب سے گورہ و تلنگے بہت مارے گئے
صدہا کے سر اوتارے گئے لکھنؤ مین قیامت نازل ہوئی ہر جگہ فوج داخل ہوئی رعایا محفوظ نہین
و ناکام محمود خان کوتوال کا شہر مین انتظام غرضکہ چند سے یہ معرکہ کارزار رہا ہر جانب سے
کوا گوہار رہا آخر کار فوج باغی کو شکست فاش رہی انگریزون کی بیلی گارد مین بود و باش رہی
شہر مین واسطے رعب کے پھانسیان کھڑی ہوئین سیکڑون نے پھانسی پائی قضا کی راہ
دکھلائی اور بیلی گارد مین یہ حال تھا کہ جو تھا وہ ستم زدہ تھا توپین مہوے عجب ہنگ
سے لگی تھین دیوارون پر بیلی گارد کے چھید تھین کثرت سے سامان رسد غلہ وغیرہ
انبار تھا لاکھون من سامان سیگ زین کا تیار تھا جملہ حکام انگریزی معہ زن و بچہ بیلی گارد
مین فراہم تھے سب یکجا و باہم تھے ہزارہا مخبر ہوشیار خبر رسان تھے شب و روز اسی فکر مین
سرگردان تھے انگریزون سے زمین چھٹ گئی ہر ایک چھاؤنی جل اور لٹ گئی پرشدی پور مین
بھی فوج کا فساد ہوا معرکہ عناد ہوا راجہ لال ہنونت سنگہ تعلقدار کالا کانکر معہ تین چار ہزار
پیادہ و سوار پہونچکے انگریزون کی اعانت و امداد کی سزا ہی ہر بدنہاد کی انگریزون سے
تعلقدار نے کہا کہ آپ کچھہ نہ گھبراوین ہماری سپاہ مین سب انگریز چلے آوین چنانچہ جملہ
بیس بائیس انگریز معہ زن و بچہ کو اپنے گھر لے گیا سرکاری خزانہ بھی بچا کر بے خوف و خطر کیا
انگریزون کی تواضع و مدارات کی ضیافت و خدمتگذاری دن رات کی چند سے انگریز مہمان
رہے گو کہ پریشان رہے مگر بعد تھوڑے عرصہ کے تعلقدار مذکور نے جملہ انگریزون کو
معہ زن و بچہ و مال و متاع بحفاظت تمام آلہ آباد کے قلعہ مین پہونچا دیا کمال شجاعت
و دلاوری و خیرخواہی کا کام کیا

حال برآوردگی تخت و تاج و مال شاہی لکھنؤ کا باہتمام انگریزان وقت تردد غدر کے

لکھنؤ مین خبر آمد آمد فوج باغی کی دہوم ہوئی اور یہ بات معلوم ہوئی کہ پیادہ گیارہ ہزار ہین
اور چوبیس سو سوار ہین فوج کی آمد کا بڑا رعب تھا شہر مین عجیب آشوب تھا فوج انگریزی

ادہر سے آگئی کو بھیجی گئی قبل از معرکہ راہ روکی گئی صاحب چیف کمشنر بہادر نے حسام الدولہ
مختار بادشاہ کو بلایا اور یہ حکم سنایا کہ جسقدر جواہرات گران بہا و مال و متاع شاہی ہمراہ
معہ تاج و تخت ہمکو دو کیونکہ تم مختار بادشاہ ہو حسام الدولہ نے ہزارہا صندوق مال
و متاع و جواہرات گران بہا مع تاج و تخت مرصع شاہی پیش کیا انگریزوں نے
اوسکو حفاظت سے رکھ لیا اور سوا اسکے جو جو اسباب عمدہ و اسلحہ پسندیدہ موجود
سب داخل کر دیا غرض کہ یہ گھر ایسا تھا کہ بعد غارت و لوٹ کے بھی کیا کچھ نہ تھا فوج
انگریزی کا بیلی گارد پر ایک مورچہ تھا اور پل آہنی پر دوسرا تھا چھاؤنیوں درندوں کی
کیا حد تھی کہ بلا تاک گولیوں کی زد تھی فوج انگریزی میں بھی تلنگے و سوار تھے برق انداز
دو تین ہزار تھے حتی الوسع محمود خان کوتوال جان نثار و منتظم رہا انتظام شہر کا مستحکم رہا
امرا اپنے گھروں سے نہیں نکلتے تھے فقرا گدائی کو نہ جاتے تھے کبھی نہ دربار جاتے کا جو
ہر بار ہو۔ دکانداروں کی دکانیں بند دہشت و لوٹ و غارت گری کی چند در چند مہاجنین
شہر کے زر نقد لے گئے جسکو پایا دے گئے انگریزی اشتہار جاری تھے کہ اپنے اپنے گھروں
سب ہوشیار رہیں ہر طرح سے خبردار رہیں اب بدمعاشان سے کام پڑا ہے انتظام
بگڑا ہے فوج باغی کی آتی ہے دیکھیے کیا دھوم ہوتی ہے

معرکہ جنگ مقام چنہٹ میں

فوج باغی سے گنج میں جو قریب چنہٹ کے ہے پہونچی کئی کوس سے گرد میں لوگ پڑے
علم سلح فوج سے گھبرا گئے سپاہ نے کمر کھول کر بعد غسل خورد و نوش کیا ضروریات سے فراغت لیا
توپیں جانب پل گومتی کے لگا دیں بندوقیں صاف کیں سرحد لکھنؤ سے رسد آگئی ہر طرح
کی مدد آگئی سردار فوج کے سب باہم ہوئے سالار سپاہ کے فراہم ہوئے واسطے لڑائی
کے مشورہ ہوا افسروں نے متفق ہو کر کہا کہ منجم جو ساعت بتلاویں اوسی وقت ہم بیلی گارد کو
جا دیں چنانچہ منجم جو ہمراہ تھے شمار روز و ساعت سے آگاہ تھے پوچھی ہنگامی ساعت

دکھائی دیتا تھا یون سمجھو کہ پتلا پایا کہ یہ موم کا ہے وہ بظفر ہے اوسی روز لڑائی بہتر ہے الا چندروز کا
فاصلہ ہو گیا وہ مقابلہ ہو گیا یہان صاحب چیف کمشنر بہادر کو لکھنؤ مین خبر ہوئی کہ جمعہ کی
کے دن لڑائی ہوگی معرکہ کی مستعدی ہوگی یہان بھی فوج انگریزی مین تیاری تھی اور
سپاہ باغی مین نفس شماری تھی سچ ہے کہ میدان مین فوج انگریزی کا کون مقابلہ کر سکتا ہے
یہ بہادران کے شہر مین لڑائی کے دلیر ہین جہان جمعیت مین بیٹھے نہین جا کر پھر ٹلتے نہین جو شنبہ
کی رات بھر طرفین مین تیاری رہی جانبین سے ہوشیاری رہی وقت طلوع آفتاب
صاحب چیف کمشنر بہادر نے فوج کو حکم دیا کہ تیار ہو مستعد پیادہ و سوار ہو غرض کہ فوج انگریزی
قریب تین ہزار ہندوستانی و گورہ کے مسلح و مجتمع ہو کر چلے دس ضرب توپ گھوڑ چڑھی
اور دو ضرب ہاتھی گویا آتش کے آگن پوٹ روانہ ہوئے صاحب چیف کمشنر بہادر بعزم
جنگ کے آگے چلے اور سرداران فوج ہمراہ رہی فوراً جہان فوج باغی تھی پہونچ گئی چنہٹ
منتہا ہی مین ہوئے آواز مین تلنگان فوج باغی یکایک آمد فوج انگریزی سے گھبرا گئی
سمٹ کر ایک جگہ آگئی ادھر سے بھی دو گھڑی تک توپ چلتی رہی زمین صدمہ سے تھرا گئی
رہی چپ و راست سے دو غول ہوئے سورمے انگریزی کو پہونچی ہزار ہا سپاہی تلوار
نکالے ہوئے کٹار ہاتھ مین سنبھالے ہوئے گھوڑ سوارون کے اوس معرکہ مین رکتی نہ تھے
زمین پر تھمتی نہ تھے دونون جانب سے خوب تلوار چلی صفین کی صفین کٹ گئین معرکہ کار زار سے
ہٹ گئین بہت دیر تک گھمسان رہا فوج باغی کے ہاتھ میدان رہا اگرچہ فوج باغی
زیادہ تھی مگر سپاہ انگریزی جان دینے پر آمادہ تھی فوج انگریزی مقابلہ سے تا بہ لکھنؤ
ہٹ گئی جا بجا چھٹ گئی صاحب چیف کمشنر بہادر وہان سے بیلی گارد مین آگئے پیچھے
سب بھاگ گئے جب لڑائی انگریزی کی بگڑی تو قیدیان جیل بھی ہون نے راہ پا کر راہی ہوئے
روانہ سپاہی ہوئے اور فوج باغی لب گومتی داخل ہوئی واسطے جنگ کے مائل ہوئی
کہین توپ بھی ہون سے چلتی تھی کہین باغیون کی ون سے چلتی تھی ایک تقصیر فوج باغی

کے ہمراہ تھا نام اونکا احمد اللہ شاہ تھا نہایت وجیہ وجری وشجاع وفصیح سب مورچی سطے
کر کے پل آہنی پر آپہونچا گھوڑا کوداکر پہونچا بہت گولیان شاہ صاحب کے منہ پر آئین
مگر منہ کو نہ چھپایا سینہ سپر بنایا چنانچہ فوج باغی کا دریا سے عبور ہوا رمنہ تک پہونچتے
فتور ہوا اگرچہ فوج باغی اوس روز تھکی ماندی تھی مگر کمر باندہے تھی بہت فوج موقع پر زمین
چند پلٹنین مورچون پر پہونچین لاالشام تک تلنگون کے مورچے بڑھ گئے وہ دیوار پر چڑہ
گئے بیچ مین گورے اور سپاہ باغی کا ہجوم معرکہ جنگ کی دہوم ہر ایک سمت سے مہتاب
جاتی ہی توپ چلتی رہی کہان گولہ گولی کے آمد نہ تھی کسیطرحت توپ کے زد نہ تھی مکانات
گولہ گولی سے مشبک چور ہوئے صورت خانہ زنبور ہوے چند شہدے لکھنو کی فراہم ہوے
انگریزون سے لڑنے کو باہم ہوئے اگرچہ وہ لوگ نہ واقف جنگ تھے مگر لڑائی مین شیر
ونہنگ تھے نہ خوف جان نہ اندیشہ مال بقول شخصیکہ بیت فی غمہ وزدہ ز غنہ کاک
لنگی زیر بغلی یا للا * ایک گروہ توپ کا کمین سے اوٹھا لائے بار ہبول سے اوس
چڑہائے تھے تول کر جب جوان ہوے پر بخارا کی قسم کہا کر آتش افشان ہوے اوس روز
شہر کا عجیب حال تھا ہر ایک کو غم جان و مال تھا دروازے گھرون کے بند تھے صدمہ
مین زن و فرزند تھے گولی کے خوف سے کوئی راہ مین نہ نکلتا تھا راستہ پر کوئی مسافر
نہ چلتا تھا رات بہر توپ کی آواز سے ہول دل ہو گیا ہر ایک وحشی بسمل ہو گیا جب گولہ چھوٹ کا
چھٹنا معلوم ہوا کہ تختہ زمین کا پھٹا صدای توپ سے آسمان ہلتا تھا آوازہ توپ کیا تھی
گویا رعد گرجتا تھا رات کو جو سنگ اوڑی اذا السماء انفطرت کا شور ہوا اذا الکواکب انتثرت کا
زور ہوا غرضکہ ایک نمونہ اس قیامت کے صبح کو معلوم ہوا کہ چھپی بہون خالی ہو گیا لوٹ
ہونے لگی اور بضاعت لٹنے لگی اوسی روز سے زیادہ تر شہر پر آفت آئی لوٹ کی قیامت آئی
فوج باغی کے ہاتھون سے شہر سارا لٹا گھر بار سب کا دوبارہ لٹا دولتمند فقیر ہوئے
فقیر اسیر ہوئے غرضکہ دو مہینے تک وہ حال رہا کہ لوٹ سے شہر پامال رہا سوای اسکے یہ طرہ تھا

کہ ہزار ہا برق انداز جو انگریزی ملازم تھے انکو تلاش کر کے فوج باغی نے مارا اور تباہ کیا
گھر انکا خاک سیاہ کیا انگریز لوگ فقط بیلی گارد میں محصور تھے باغی مورچے گرد اوسکے
دور دور تھے دونوں جانب سے شور توپ و تفنگ تھا شب و روز معرکہ جنگ تھا

بیان اہالیان فوج باغی کا تلاش شہزادگان لکھنو میں واسطے تخت نشینی کے

سرداران فوج باغی نے باہم ہو کر صلاح کیا کہ بدون والی ملک بادشاہ کے یہ لڑائی جیتنا
ہو جانا بازی دشوار ہے فوجوں کی تسلی خورسند ضرور ہے کوئی بادشاہ مقرر کرنا شاہی سے
بارگاہ سلطانی میں جلوہ کسیکو منتخب کر کے بادشاہ کرو غرض کہ قصد اشتیاق یہی ہے سب کو اس
فوج کے افسر باہم ہو کر آئے تلاش شہزادگان میں کوشش بجا لائے ایک تقریر او نکو معلوم ہوا
کہ ایک محل میں ایک فرزند سلطان ہے عمر میں جوان ہے الا یہ سنا کہ وہ شہزادہ عشق
جنون و بیہوش ہے سراسر ناہوش ہے اور کسی نے یہ پتہ بتایا کہ ایک لڑکا بادشاہ کا اولاد
حضرت محل سے ہے صورت میں رشک کیوان و بدر ہے نام اوسکا مرزا برجیس قدر ہے
جب افسران فوج نے خطاب و لقب دریافت کر لیا پتہ معقول انکا لیا تو اوسی قصر میں
جہاں یہ شاہزادہ مقیم تھا سب آکے محل میں پیام زبانی پہونچا کے مصاحبان دروازہ پر بیٹھے حضرت
محل نے جا کر ڈیوڑھی پر بیگم صاحبہ سے بیان کیا کہ افسران فوج باغی دروازہ پر آکر یہ پیام
لائے ہیں کہ ہمیں ہوتے دو روز میں فتح بیلی گارد کا خالی کرنا باقی ہے وہی خالی ہو جانا آج
دیکھیے خدا کیا سامان دکھاتا ہے اس فوج کے واسطے پناہ کسی بادشاہ کی درکار ہے بدون
بادشاہ کے لڑائی بیکار ہے سلطان عالم دور ہیں انکے لانے سے ہم مجبور ہیں فی الحال
اگر مرزا برجیس قدر بہادر شہزادہ بادشاہ تخت نشین ہو جاویں تو ہم جانفشانی کریں
اور وہ ہماری قدردانی کریں سپاہ کو تیغ و سپر چاہیے ملک کو تاجور چاہیے بعد اسکے اگر
جب سلطان عالم کلکتہ سے آویں اپنے تخت پر رونق فرماویں پھر وہ بیگم صاحبہ نے اگر
یہ سب حال سنا پہلے کچھ نہ جواب دیا بعدہ حکیم سید حسن رضا آقا میر و میر مہدی علی خان

اطلاع کی کہ سلطان العالم کو جلد جگاؤ و خواب سے اوٹھاؤ و عرض کہ بادشاہ اس پریشانی میں
بیدار ہوئے خواب سے ہوشیار ہوئے پیام گورنر کا بخوبی گوش کیا آرام فراموش کیا
نواب نے عرض کیا کہ وقت فرصت نہیں موقع مہلت نہیں جز خستگار نے وہاں وطن
چھوڑا یا یہاں سفر میں یہ حال کھایا کہ گرد مکانات کے فوج گورہ ہوشیار ہے پیادہ و سوار ہے
حکم ہے کہ بادشاہ حصار میں آویں تامل نہ فرماویں سلطان العالم نے یہ حال سنکر جواب دیا کہ خدا
مولی ہے پہلا اولی فورا سلطان العالم نے حمام کیا پوشاک بدن پر آراستہ کیا محل میں عجب کہرام
قیامت کا مقام تھا ہر ایک عالم سکتہ میں خاموش رنج و فکر میں بیہوش محلات نے کہا کہ اگر آپ جا
چلیں تو ہم بھی ہمراہ ہیں بادشاہ نے کہا کہ میں تنہا قلعہ کو جاؤنگا اگر زندگی باقی ہے پھر آؤنگا
تم سب لوگ یہیں رہو کچھ نہ کہو اگرچہ صدمہ کمال ہے مگر تقدیر سے لڑائی محال ہے یہ کہہ کر
بادشاہ رخصت ہوئے ملول بحسرت ہوئے آگے بادشاہ پیچھے ندیم ہمراہ مگر سلطان العالم کو جو
ہمراس تھا جو چشم نزدیدہ اس قدر تھا سواری پر سوار ہوئے بجا بدالالہ ادھر یا انت الدولہ
دو چار ہوئے اور سواری میں پیادہ و سوار ہمراہ ہیں چند مصاحب خیر خواہ رہ پہونچے تھکے قلعہ ولیم فورٹ
میں بادشاہ محصور ہوئے ہر گوروں کے نزدیک دور ہوئے یہاں رفیق و ندیم قلق سے رنجور
ملول تھے رنج فرقت سے معلول تھے خصوصا مرزا محمد رضا برق جو مونس خاص تھے وہ فرقت بادشاہ
میں قریب ہلاکت ہوئے کہ مبتلای مصیبت ہوئے بادشاہ کو اسکی اطلاع ہوئی گورنر جنرل کو
خبر دی کہ مرزا برق اگر ہمارے پاس آوے تو قلق اوسکا مٹ جاوے گورنر نے حکم دیا کہ وہ
شخص تنہا آوے مگر پھر باہر نجاوے چنانچہ مرزا برق قدوم بادشاہ میں حاضر ہوا تا الات سی
باہر ہوا جیتے جی تک خدمت بادشاہ میں باریاب ہوا آخر کو رفاقت میں جان دیا خیر خواہوں میں
نام کیا فقط جب اوس قاصد نے یہ ماجرا بچشم خود دیکھا بعد مدت کے لکھنؤ میں واپس آیا
محلات کو حال مفصل سنایا محلات میں شور ہوا ماتم برپا ہوا ہر ایک مبتلای رنج و بلا ہوا

کیفیت روانگی ایلچی مرزا ... قدر بخدمت بادشاہ دہلی و واپس آنا ناکامی سے

زمانہ غدر میں جو عہد برجیس قدر کا ہوا جو جو فقیر تھے امیر ہو گئے امیر فقیر ہو گئے سب اکثر وہ جو کہ
نخوت سے مغرور تھے نشاہ دولت میں چور تھے کسکو خبر انجام کی تھی اور کسے پاس انجام
کی تھی اور تو سب محض پر غرور تھے مگر چند لوگ ذی شعور تھے جب بہت منتشر ہوئے انتظام کیا
تو کچھ کچھ شہر میں انتظام کیا سامان جنگ تیار کیا تعداد فوج کا شمار کیا مگر اودہ کا یہ حال تھا
کہ گو عمر میں خورد سال تھا مگر نہایت سمجھ بلند عقیل و ہوشمند اور بیگم صاحبہ تھیں اگرچہ عورت
مگر کمال صاحب شوکت ہر وقت فکر کام کی تھی کوشش انجام کی تھی جیسے صاحب خیمہ کی پردہ
نشین ہوئی تھیں جملہ حالات انتظام کے سنتی تھیں واسطے جنگ کے اہل اودھ فوج کو تیار کیا
تھی فتح کی فکر مزید تھی کبھی حسام الدولہ و شرف الدولہ ابراہیم علیخان سے یہ کہا کہ چند اسا
میں غفلت نہ ہوئی سپاہ مائل خواب راحت نہ ہو ورنہ ملک کا حصول نہیں آتا ہے کیونکہ
سے کام چلتا ہے کبھی اہل لشکر کو کچھ نعمتیں تقسیم کیں کبھی کسی مقام پر فوجیں بھیجیں غرض انجام اندیشی
ایک ایلچی جانب دربار شاہ دہلی معہ چند ہاتھی و جواہرات گراں و تیغ و تاج جواہر نگار و پیشکش
سبحل و مرتب کر کے پیشکش روانہ کیا اور ایک عریضہ ساتھ بھیجا فقط

نامہ مرزا برجیس قدر بنام شاہ دہلی

اے خسرو خسروان جہاں وے شہنشاہ اقالیم ہندوستان فرازندہ رایت جہانبانی والا نژاد
سطوت اکبری ابوالفتح سلطان گیتی نواز پسندیدہ الطاف و رحمت کارساز خداوند عالم
آپکو بندہ پرور و سرفراز رکھے اور آپکو مبارک تاج و علم ہو سعید بیجا و حشمت ہو جید
چند سال رحمت و اجلال سے سلطنت ہونے سے خوشی کمال ہے شمشیر آپ کی
دشمن پر ہے ہمای سعادت سایہ افگن ہے یہاں بھی ہر چند فوج کثرت سے ہے
یہ سب اقبال حضرت سے ہے ہنگام غدر بھی غدر جسارت نہیں دل اپنا کلام عقیدت
نہیں بہرحال اس عقیدت گزین پر عنایت رہے اور نظر حمایت فقط

روانہ ہونا ایلچی کا لکھنو سے شاہجہان آباد دہلی کو

لکھنو سے ایلچی روانہ شاہجہان آباد ہوا یہ معاملہ بھی ایسا درپیش ہوا غرضکہ دہلی مین ایلچی پہونچا
ہنوز نوبت ملازمت بادشاہ کی نہین آئی کہ یکایک فوج انگریزی کی چڑہائی ہوئی بڑی لڑائی
ہوئی ہنگامہ رستخیز تھا ازانجملہ بلا انگیز تھا سوای سپاہ باغی کے رعایا بھی جو تھین بادشاہ کی
باقی سب سپاہ تھی مگر وہ جو تھین جسمین قصر شکن شاہی کہجان عقل و وہم کی رسائی نہ ہوسکے
بسازش و اعانت نواب زینت محل کے طرفۃ العین مین خالی ہوگیا دخل انگریزون کا ہوگیا
اوس قلعہ کے اندر بھی وہ معرکہ جنگ ہوا کہ ہر ایک باغی نہایت تنگ ہوا اس معرکہ مین انگریزون کو
فتح نصیب ہوئی نصرت قریب ہوئی آخرکار بادشاہ کو قید کرلیا ہزارہا آدمیون کو پھانسی دیا
چنانچہ ایلچی ناکام ویسے نیل مرام واپس آیا ماجرا معرکہ دہلی کا سنایا سبھون کو سخت ملال ہوا
رنج کمال ہوا جسقدر کہ دہلی سے سپاہ باغی بھاگی سب لکھنو کو آگئی جو فوج کہ لکھنو مین جمع
ہوئی قریب ڈیڑہ لاکھ پیادہ و سوار اور رفاقت کے چونسٹھ ہزار سپاہ و چند فوج مین
صرف ہوا مگر انتظام نہ ایک حرف ہوا الا تلنگے سب جان باز تھے اور کمپنی کے سپاہی
پروردہ ناز تھے فرنگی مجبور و محصور تھے تلنگے بھی سب دور دور تھے حالانکہ بہت لاف و
گزاف سے فوج باغی مقابلہ کو جاتی تھی آخر کو منہ کی کھاتی تھی ہر روز فوج باغی نے
شکست فاش کھایا کسی وقت لڑائی کی اور جان چھوڑایا اگرچہ فتح مین کیا اختیار ہے لیکن
بھی تائید پروردگار ہے اوس پر یہ طرہ کہ فوج باغی کو سخت غرور تھا ہر باغی نشہ سے
ہر ایک مغرور و مختار رعایا انکے ہاتھ سے ایسی نالان کہ الحفیظ و الامان غرضکہ پانچ مہینے
خوب لڑائی رہی اس قسم کی معرکہ آرائی رہی الا فوج باغی کو کبھی فتح حاصل ہوئی
بلکہ شکست کامل ہوئی اور جب کانپور مین فوج باغیہ نے شکست کھائی اور نانا راو
و تانتیا راو کو ہزیمت ہاتھ آئی تب فوج انگریزی نے دریای گنگ سے عبور کیا قصد
لکھنو بدستور کیا چونکہ فوج انگریزی بیلی گارد مین محصور تھی اونکی اعانت ضرور تھی اور
ادھر سے بھی فوج باغی سوار و پیادہ سولہ ہزار ساتھ اونکے جنیدا ہلکار تھے تا لب دریا

گنگا آمد فوج کا انسداد ہوئی مگر فساد ہوا اور اس طرف فوج انگریزی فقط دو تین
ہزار باقی کہ رب بے شمار فوج انگریزی کو کون روکے مقابلہ میں کون ٹوکے رشک سمجھو
نہ اور بڑی حسرت دل میں رہی کہ فوج انگریزی بے محابا داخل اوناو ہوئی مقیم خیام ہوئی
الانصاف کام انگریزی کا ایسے وقت میں بھی دیکھا چاہیے کہ چند مردمان فوج باغی
مع زن و بچہ لشکر انگریزی میں گرفتار ہوئے سرتال فوج سے دوچار ہوئے حکم دیا کہ مردون
کو پھانسی دو اور زنان و بچہ کو چھوڑ دو پس خیال کرنا چاہیے کہ اگر انگریزون کو ایسا انتظام
منظور ہوتا تو قتل زن و بچہ کا کیا وسیلہ ہوتا مگر یہ خیال کیا کہ اگر ہم بھی قتل فوج باغی کے
ستم پیشہ کرین تو ظلم و عدل مین کیا تفاوت ہوئی بلا فرق عداوت ہوئی یہان تو
فوج انگریزی کو مہیا کسب سامان تھا اور وہان ہر ایک سپاہ باغی حیران و پریشان
تھا چنانچہ سپاہ انگریزی میں یہ حکم ہوا کہ کل کے دن ہمارا دھاوا و مقابلہ ہو فوج
باغی سے مجادلہ ہو جب فوج باغی نے یہ خبر سنی تو شام سے اہتمام ہونے لگا لڑائی کا انصرام ہونے لگا کہین
پلٹن اتری تھی کہین فوج اڑی تھی مورچون پر بند و بست ہوا میدان معرکہ کا درست ہوا

حال جنگ مقام اوناو و بشیر گنج

دونو جانب سے فوج تیار ہوئی عازم کارزار ہوئی مورچون پر سپاہ پس توپ علم سپاہ
شجاعان لندن کے علم کھولے جانب فوج باغی قدم بڑھائے رزمگاہ تک آئے ایک غول
کے دو پرے کیے ایک پرہ جانب میمن دوسرا طرف یسار ہر ایک گورہ اوسمین جوان مضبوط
و سردار کر سچی سراپا پوشاک وقت جنگ مغضوب و غضبناک توپ میدان مین چلنے لگی زمین ہلنے لگی
چند گورے پہلے گرے باقی خوب لڑے چشم زدن مین گورہ مورچون پر جھپٹ پٹ گئے
مورچے چھوڑ کر باغی ہٹ گئے عجیب پیادہ و سوار منفر ہوئے جھیل تالاب مین گر کر
چور چور ہوئے بعضیون نے اپنے اپنے بستر سر پر دھرے جا بجا گرے پڑے بندوق ڈھال
لگا کر ہوئے بیال بھی سر پر اوٹھائی ہوئے فوج عجیب شکست ہو بھاگ گئی تلنگون کی فوج

جو کچھ اونکی لڑی باقی بھاگ گئیں تو پیں چھین لی گئیں پشیمان لوٹ گئیں جب معرکہ جنگ کم ہو گوروں کو بانتظام
توپیں اپنی موقع سے لگائیں اور بعض بعض توپوں کو بیکام کردیا ایک ایک کو دو دو کردیا آخر
فوج باغی نے شکست کھائی لڑائی بگڑی گوروں کی بن آئی جرنیل فوج نے ایک افسر فوج
باغی کو پہچان کر آواز دیا کہ اب بھاگ کر کہاں جاؤ گا بھاگنے سے کیا پناہ پاؤ گا سننے
تھمکر [illegible] سب کچھ سمجھتا تھا مگر بھاگ نہیں سکتا یا وہ افسر آواز سنکر ٹھہر گیا مگر یہ معرکہ
ومقابلہ سے مر گیا دوپہر کو لڑائی ختم ہوگئی مقام نبی پور میں فوج جم گئی فوج باغی کی لڑائی بگڑ گئی
نبی پور میں چار روز تک لڑائی رہی معرکہ کی تیغ آزمائی رہی کبھی وہ ہٹے کبھی یہ پیش قدمی کر
کسی دن وہ بڑھے تو یہ گھٹ گئے کسی دن یہ [illegible] لڑتے [illegible] تک گرتے پڑتے پہونچے
عالم باغ میں فوج انگریزی نے قیام کیا [illegible] اشتر و اسباب مقام کیا پھر گوروں
کی [illegible] ہتھیار [illegible] ہوا کرتی تھی صدا ہی غل و قل
ہر [illegible] آتی تھی ہر ایک ناکے پر تیس چالیس توپ چلتی تھی زمین لرزتی تھی اور
بھانت فوج باغی میں زبانی یہ وہم کہ چلو بیلی گارد والے گوروں کو ویران کرو عالم باغ
والوں کو [illegible] ویران کرو کپتان و کپتان لڑائی میں سرگرم تھے مگر سخت جیا و اردو صاحب
شرم تھے الغرض فوج باغی میں ایک سالار سید برکات احمد شجاع و دلیر بڑی شجاعت
سے لڑکر مر گیا نام اپنا کر گیا ایک مورخ نے تاریخ اوسکی تصنیف کی ہے وہ یہی موقع پر
درج کردی ہے قطعہ تاریخ مرد مردانہ کہ سید برکات احمد بود مہ داد ثابت دلیرانہ
وقت [illegible] گفت تاریخ مورخ بحروف منقوط [illegible] کرد سیر جنین خلد شریک شہید

بیان آنا فوج انگریزی کا عالم باغ سے بیلی گارد میں اور داخل ہونا مکانات شاہی میں

عالم باغ کے اندر فوج انگریزان اور باہر سے سپاہ باغیان دونو جانب سے معرکہ
کارزار لڑائی کے گرم بازار اول عالم باغ کے اندر سے لڑائی ہوئی آخر کو باہر نکل کر صف آرائی
ہوئی وہ نمبری گورے جوان قوی ہیکل دیو شکل رستم دل جوان مرد موت سے لیے درد

پہلی نزاد شاہ لندن کے خاص خانہ زاد جرنیل فوج نے گوردن کو یہ حکم سنایا کہ دلیرانہ چلو
بیلی گارد کا راستہ لو جو وہاں انگریز محصور ہیں ان کو نکالنا ہے پھر کہیں آنا ہے غرض کہ دیر تک
فوج انگریزی کے ہوئے صف باندھ کر آگے بڑھے جب ایک گورہ بڑھ گیا فوج میں تلاطم
پڑ گیا نہر میں پل باندھ کر فی الفور گوری اندر شہر کے آگئے ہر جگہ چھا گئے فوج ہندوستانی گھبرا گئی
بھاگی سخت حیران ہوئی کہیں نہ دیکھی کہیں تھم گئی کبھی بھاگی اور کبھی جم رہی جب تلنگوں نے
نہ پائی سخت کی راہ ہوئی سکندر باغ کے اندر گورہ کی سپاہ ہوئی اس باغ میں بہت سے پہچانے
اور تھیں شاہ وقت کے اسباب تھے غرض کہ تلنگے سکندر باغ سے نکل آئے وہاں ایک گولی
چلی لڑائی ہوا کی آخر کار فوج ہندوستانی نے تلوار و سپر کو سنبھالا گوروں نے قدم توڑ کے
قدم لگے لڑا اور یہاں تک خوب تلوار چلی مگر فوج گوروں کی نہ ٹلی بعد جنگ بے شمار جب حساب
کا ہوا تو معلوم ہوا کہ اس وقت کے معرکہ میں چودہ سو تن کشتہ ہوئے علاوہ اس کے زخمی و
خستہ ہوئے سخت تلاطم درمیان حصار فوج ہندی دریا کے پار جو پیراک تھے وہ پار
ہوگئے بہت ڈوب کر موت سے دوچار ہوئے خوف جان خاص و عام تھا شجاعت کا
دریا بام تھا بہت ڈوبے بہت بہ گئے لوگوں کے ہتھیار کنارہ پر رہ گئے سب عجیب و
غریب حال ہوئے گوروں کی فتح ہوئی شرف الدولہ ابراہیم علیخان نائب مع دو سو آدمی قلعہ
میں بیگم صاحبہ کو صدمات شکست چند در چند اور چند مرتبہ گورہ تا بہ حصار آئے مگر ضرب
گولوں سے واپس بے اختیار آئے اگرچہ دوچار گام اور بڑھتے تو لڑائی ختم کرتے مگر مصیبت
زدگان بیلی گارد سے مجبور تھے کہ وہ معرکہ گاہ میں محصور تھے برابر لاش پر لاش گرتی تھی
بارش گولوں کی برستی تھی چتر منزل تک سب گوری بھر گئے راہ میں سیکڑوں گر گئے بہت جان
بخوف ہراس آئے اور چتر منزل میں بھی سب چھائے یہاں سے وہاں تک گوروں کا عمل ہوا
مورچا چھوٹا ہر ایک جگہ پر دخل ہوا فوج باغی کی مورچوں پر لڑائی لگی ہر طرف توپ چلنے لگی دونوں جانب
سے مورچے ایسے قریب کہ گوروں کی آواز ہم گوش عجیب بارش گولوں سے یہ گنبد تھا کہ

ہوئی فوج باغی نے ہرچند تعاقب و دارگیر کیا مگر کچھ فائدہ نہ دیا اولیاء انگریزوں نے کوٹھی
دلکشا میں قیام کیا دوسرے روز عالم باغ میں [?] اہتمام کیا

حال اہل کاران عہد بیجیس قدر و صورت بے انتظامی و غارتگری شہر لکھنو

جب فرنگی بیلی گارد سے باہر ہوئے فوج باغی کو یہ حالات ظاہر ہوئے کہ الحمد للہ بعد
پانچ ماہ کے اب لڑائی سے فرصت ہوئی نصیب نصرت ہوئی دل میں جو شوق غارتگری
تھا بیلی گارد میں آئے غول کے غول سماے کہ خوب بقیہ مال و زر لوٹیں مفلسی سے چھوٹیں
اور یہ حکمت انگریزوں کی دیکھیے کہ سرنگوں پر وہ انگریز عاجز و ناتوان بلا سے حیران و زندگی
سے تنگ محفوظ جنگ چھوڑ گئے تھے اونہوں نے ہنگام مصروفی لوٹ فوج باغی کے یکایک
سرنگ میں آگ لگا دیا ایک دم میں اوس فوج باغی کو جلا دیا اوس روز سے فوج باغی
زیادہ دلشاد ہوئی کہ اب حاصل مراد ہوئی یعنی لکھنؤ میں گورے نہیں رہ گئے باہر بیٹھے
بار لوگوں کی مونچھوں پر تاب ہوئی ریش و بروت پر خضاب ہوئی رات دن آرام ہوئی
لگی عیش کے کام ہونے لگے ہر ایک اہلکار کو خود ہی سمائی اپنی اپنی کارگری دکھائی
ملکہ بیگم صاحبہ کو نہ جبر پسند تھا خیال رفع گزند تھا کارندوں نے اپنا گھر بھرنا شروع کیا سپاہ
بڑھی روپیہ سب نے جواب دیا زر و سیم و اسباب جو تھا وہ لگا کر فوج کو تنخواہ میں دیا مطلق
انتظام کیا اب یکایک خزانہ کم ہوا ہر ایک مبتلائے رنج و الم ہوا پھر تو یہ حکم ہوا کہ مہاجن و
زردار روپیہ جمع کریں شہر میں جسکے پاس جو ہو وہ مجتمع کریں اب دیکھیے کہ اہلکار لوگ خوش
ہونے لگے صاحب مال و زر گرفتار ہونے لگے امیروں کے گھر ضبط ہوئے مہاجنوں کے
حواس خبط ہوئے خورشید محل جو بادشاہ کا نامی تھا وارد شہر اونکا [?] معزز
و گرامی تھا بصلاح اہلکاران اس محل میں ضبطی کا حکم آیا ہرچند کہ وارد شہر نے واویلا کیا
کسی نے نہ سنا موضع بہتہ جاگیر خورشید محل میں جو کچھ اسباب و نقد رکھا تھا
شرف الدولہ نائب سب اوٹھا لائے عجب طرح کو سامان ظلم کے دکھلائی زیور

ہونے لگی چنانچہ اس فوج انگریزی مین وہرم صاحب بہادر جرنیل تھی لڑائی کو جنرل تھے فقط

تجویز انگریزان واسطے پناہ رعایا و قتل فوج باغیان

تجویز [illegible] انگریزی سپہ [illegible] عالم باغ مین مقیم و درست ہوئی معرکہ جنگ مین چست ہوئی
ہر ایک حاکم انگریز نے صلاح کیا باہم مشورہ کیا کسی نے کہا فوج گمراہ قابل قتل ہے سوائے
خواہ پیدا ہے ہر ایک جانب سے انکو گھیر کو جان سے ہلاک کرو نہایت ظلم و بدعت
کو جیران کرو رعایا کو یک قلم ہیجان کرو زن و طفل سب بے عزت ہوں تاکہ بخوبی عبرت [illegible]
و درست نے کہا کہ یہ بات خلاف مصلحت ہے منافی عدالت ہے ہمکو رعایا اور کسی کا
کام نہیں اسکا نیک سرانجام نہیں فقط رعایا مخالفت و جنگ جو نہیں اتنک بخوبی شریک عداوت نہین
تین طرف سے شہر کو گھیرو ایک راہ نکلنے کی چھوڑو جب ہر جانب سے گھر جائینگے
خود بخود و تیح ہو جاوینگے خوف انجام کار ہے شکست و ظفر مین کسکا اختیار ہے خدا کا
یہی مصلحت و کمیٹی کے یہی بات قرار پائی سبھوں نے یہ صلاح نیک بتائی چنانچہ صلاح
و مشورہ اسکا گورنر جنرل سے استصواب ہوا وہان سے بھی یہی خطاب ہوا کہ رعایا کو
وقت جنگ قتل سے پناہ ہو اور واسطے گرفتاری فوج باغی کے یہی ایک راہ ہو چنانچہ
یہ حکم گورنر کا صادر ہوا ہر ایک افسر تعمیل حکم پر قادر ہوا فوج گورہ تیار ہوئی مستعد کارزار
ہوئی جرنیل فوج کا یہ حکم ہوا کہ سلاح بند جو آدمی ہو اسکو قتل کرو بے سلاح و بے [illegible]
چھوڑ دو کسی زن کو حکم مین دلیا رہوا کسی کو آگے جانیکا اختیار ہوا غرض کہ فوج انگریزی
لگے بڑھنے اور ہر جانب گھیرلی اور جنرل وہرم صاحب بہادر جانب قلعہ [illegible] ہو چلا [illegible]
چلے ہر سو سے لڑائی ہونے لگی سپاہ جانبین جان سے ہاتھ دھونے لگی فوج باغی بھی [illegible]
تھی مستعد کارزار تھی اگرچہ مستعد ہو گیا پر [illegible] وقت [illegible] کے گتا [illegible] سبھوں نے
[illegible] بھی چھوڑی مگر تلنگون کی پلٹن لڑتی رہی اول [illegible]
رہی لب [illegible] ان کے انبار ہوئے زخمی بے شمار ہوئے [illegible] فوج انگریزی [illegible]

بہر اس مقرر ہوئی کہ ایک دم مین مورچون سے کا فیر ہوئی پورب سے پچھم تک گورے چیونٹی
دل بیس لگ گئے ہر ایک جانب مین حملہ کر کے وہ بس گئے اس کشاکش و معرکہ رستخیز مین خلقت شہر کی سب
گریزان ہوئی اور رعایا سخت پریشان ہوئی تمام فوج ہر جانب سے محصور لڑائی مقابلہ کی
بدستور چار روز تک بھی قیامت رہی برپا عجیب آفت رہی اور گورے ہزار ہا اندر چھاؤ
کے آگئے بہمت سے چھا گئے قلعہ مین بھی دوپہر تک خوب تلوار چلی اور لڑائی رہی بڑی
دھوم سے صف آرائی رہی بانو ہر ایک اہل غا کے قتل ہوئے ہر ایوان و قصر مقتل ہو گئے
قیصر باغ مین بھی معرکہ رہا دریا خون کا بہا مرزا برجیس قدر و بیگم صاحبہ نکل کر بھاگ گئے گورے
ہر مکانات شاہی کے اندر گھس گئے مکانات اور کوچون مین ماتم تھا گویا ماہ محرم تھا اپنا اپنا
گھر چھوڑ کر شہر والے راہی ہوئے روانہ ہر نواحی ہوئے مرد عورتون سے چھٹ گئے
ماہ چونہ ملی وہ لٹ گئے جن عورات عصمت مآب کو نگاہ آفتاب سے شرم و انفعال تھا
انکا یہ حال تھا کہ پیادہ پا سر برہنہ و بے نقاب بحال ابتر و خراب نہ راہ و راستہ معلوم
اپنی حفاظت عزت سے سخت محروم بسبب عورات خوف سے کنوؤن مین گر گئین بہت
از خود مر گئین فی الواقع ہنگامہ حشر تھا ہر ایک مبتلا ہی قہر تھا شبا شب تمام لوگ
شہر کے گریزان ہوئے محلے کے محلے صحن ویران ہوئے کسی گورے نے کسی کا خون کیا
کسی کو جسم سے اطمینان دیا مال و زر خوب لوٹا بھاگنے پر بھی پیچھا نہ چھوڑا شہر مین بڑے
بڑے سانحے ہوئے عجیب طرح کی واقعہ ہوئی فقط

تذکرۂ پریشانی حکیم مرزا آغا جان و ترحم جرنیل فوج مرزا پر

لکھنؤ مین ایک طبیب مسیحا ہی دوران حکیم مرزا آغا جان صاحب تھے انکا ایک لڑکا اور
ایک داماد جب شہر پر لوٹ کی آفت آئی انکے محلے مین بھی اسکی نوبت آئی لڑکے اور
داماد نے حکیم صاحب سے صلاح کیا کہ اب گھر سے مع عورات نکل جانا ناگوار ہے
عورتون کی حفاظت کو آبرو دشوار ہے تو یہ تقدیر مین رہیئے جو آفت گذری وہ سہیئے غرضکہ

یہ مصلحت ہوکر دروازہ بند کیا فکر حفظ چند در چند کیا آخرکار ایک غول غارتگران کا آیا مال
ومتاع جو کچھ تھا وہ پایا لوٹ کے اور داماد حکیم صاحب کو پکڑ لے گئے حکیم صاحب تنہا
رہ گئے جب پھر دوسرا تیسرا غول پنجابی کا آیا گھر مین ایک جبہ نپایا حکیم صاحب ملتجی
ہوئے کہ ہمکو اب پناہ نہین حفظ آبرو کا نباہ نہین از براے خدا ہمکو کسی جاے امن مین پہونچادو
مقام امن بتادو اوس غول مین کچھ لوگ سنگین دل کچھ بیرحم تھے ظالم کم تھے اس منت
حکیم صاحب کو قبول کیا حکیم صاحب کو مع عورات ساتھ لیا اپنے افسر سے یہ حال کہا
کہ یہ شخص مرد شریف ہے عمر مین ضعیف ہے باغی دشمن نہین سپاہ پیشہ نہین غرضکہ
اوس افسر نے اس بات کو قبول کیا اور حکم دیا کہ اپنے گھر پر جا کر رہو اور بہ بیٹھی عدم قدرت
کی پاس رکھو اب کوئی مزاحم نہووے گا کوئی آبرو نہ لیویگا حکیم صاحب بعد اس پریشانی
کے اپنے گھر لوٹے شکر خدا بجالائے پیر داماد حکیم صاحب بعد خرابی بسیار گھر پہونچے اور بیان کیا
کہ پیٹھا مار لگیا ضعیفی کا سہارا گیا مین بمشکل تمام چلا آیا حملہ باہر اکثر سنا یا غرضکہ دانشوران
فرنگ کو ہنگام جنگ بھی دادگستری رہی اور لڑائی مین بھی موقع سے عالم پروری رہی فقط

جانا مرزا برجیس قدر کا لکھنو سے جانب شمال

لکھنو مین ہر ایک جانب سے لڑائی رہی صفون کی صفائی رہی اکثر خادمان شاہ مینا
بھی لڑے بڑی جرات وشجاعت سے مرے سپاہ باغی مرزا برجیس قدر و بیگم صاحبہ کو
لیکر باہر ہوئی فوج لڑائی سے قاصر ہوئی احمد اسد شاہ درگاہ حضرت عباس مین دو روز
تک خوب لڑے آخر کو سلامت نکل گئے شرف الدولہ ابراہیم علیخان نایب بھی باغیون کے
ہاتھہ سے بے خطا ہلاک ہوئے اس واقع مین بہت لوگ دردناک ہوئے غرض کہ
کاکرآباد کی راہ سے مرزا برجیس قدر کا عبور ہوا سفر دور ہوا صدہا آدمی دریا مین بھاگ کر
گر گئے بہت ڈوب کر مر گئے چند رفیق ہمراہ برجیس قدر کے تھے باقی لوگ فوج غدر
کے تھے کوچ مقام کرتے گرتے پڑتے تا بہ بونڈی پہونچے وہان جا کر مقام کیا

بیگمصاحبہ نے نیا انتظام کیا علی محمد خان عرف ممو خان کو نایب بنایا اور نیز
علاوہ اسکے امراؤ مرزا ایک اہلکار تھا نہایت عقیل وہوشیار تھا وہان سے پیشکار مقرر ہوا
وماموریہوئے جابجا روانہ حسب مقدور ہوئے مدد و لکھنؤ مین انگریزون کا دخل ہوا
جابجا باغیون کا عمل تھا ہر جانب سے توپ کی مار تھی آمد و رفت راہ کی دشوار تھی
مین مسافر لوگ تباہ وخراب سرگشتہ ومبتلای عذاب جان بری کا کہین سہارا نہ تھا
لوٹ مار سے چارہ نہین نہ جای امان نہ حفظ جان جب لکھنؤ لوٹ و پھونک سے خوب
برباد ہوا ہر ایک شخص مال و زر سے محتاج و آزاد ہوا انگریزون نے شہر میں منادی
کی کہ اب کسیکا مکان نہ لوٹے امن و چین سے رعایا آباد رہے سکانای شہر جو
قریب بھاگ گئے تھے یہ خبر سنکر اپنے گھرون مین آنے لگے جابجا بسنے لگے اور
جو لوگ مہینون کی راہ طی کرکے جلا وطن تھے خراب مرد و زن تھے بعد خرابی
لکھنؤ مین آئے اپنے موقع سے رہنے لگے اور گھر بنائے اور جو لوگ کہ اپنے مکانات
مین مقیم ہوئے حال سقیم ہوے دیکھا کہ گھر جلے مکانات لٹے اور جو لوگ کہ لوٹ سے
محفوظ رہے انکے گھر ضبط و نزول ہوئے تازہ مصایب حصول ہوئے مگر واہ رے
شہر لکھنؤ کہ اس تباہی مین بھی وہی رونق چار سو وہی لطف و آبرو خوش لباسی کا
امتیاز گدا و محتاج سے غرازہ مگر فرق اتنا ہوا کہ وضعدار لوگون نے مکانات مین رہنا اختیار
کیا باہر نکلنا ناگوار کیا جب کہ تمام اہل شہر بہ مصایب عظیم اپنے اپنے گھرون مین مقیم ہوئے
تو سرکار انگریزی سے ٹکٹ آبادی کی تقسیم ہوئی اس مصایب سے شہر والے سخت
حیران تھے مگر یہ دو مصرعہ ورد زبان تھی بیت بھاگے جان جہان تو بزن اور بچے تو لا
لٹ پٹ کے گھر کو آئے تو گھر کا ٹکٹ ملا

حال امان بخشی ملکہ معظمہ وکٹوریہ خلایق لکھنؤ پر اور جنگ و مقابلہ جابجا تعلقداران اودھ سے

انگریزون نے ایسا اہتمام کیا کہ تھوڑے عرصہ مین شہر کا انتظام کیا ہر جانب سے
بندوبست ہوا برابر بندوبست ہوا دوکانون مین سب دوکاندار آنے لگے چوک
و بازارون مین خریدار آنے لگے شہر مین سڑکین نکالنے لگین خاص بازار بھی چوک تک بنائین
کھودنے لگین قبرین جو راہ مین پڑین وہ مسمار ہوگئین مقابر و مسجدین انہدام مین شمار ہوئین
مکانات سے غریب و مساکین نکالے گئے لاکھون گھر کھود ڈالے گئے ہر ایک سمت
سے راستہ تھا قلعہ مضبوط آراستہ تھا رومی دروازہ سے مچھی بھون تک حصار قلعہ
تیار ہوا میگزین و اسباب جنگ کا وہان انبار ہوا یہان لکھنؤ مین یہ انتظام تھا اور باہر
جا بجا غدر و الام تھا بعدہ فوج انگریزی علاقہ جات پر روانہ ہوئی اور بھی ہنگامہ ہنگامہ
ہوئی میدان نواب گنج بارہ بنکی مین راجہ بلبھدر سنگھ تعلقدار چہلاری سے خوب معرکہ
لڑائی کا رہا مقابلہ صف آرائی کا رہا راجہ مذکور نے نہایت جرأت و شجاعت کا کام کیا جنگ
رستمانہ کر کے آخر کو جان دیا اور رانا بینی مادھو سنگھ تعلقدار شنکرپور بھی عجب شان و دلاوری
سے لڑا میدان سے نہ پھرا چند بار اوس سے لڑائی ہوئی ہر ایک جگہ پر چڑھائی ہوئی انگریزون
نے اوسکو لکھا کہ تمنے بہت شجاعت کی نہایت جرأت کی اب یہی مناسب ہے کہ اور
رائی صاحب سے کہ سرکار مین بخوف و خطر حاضر آؤ اپنی جان بری کا گھر بناؤ اگر تم کہنا نہ مانو
تو نہایت پچھتاؤ گے آخر کو ہم گولی برسا دینگے کیفیت لڑائی کی دکھا دینگے رانا نے جواب دیا
کہ اب زندگی خراب ہے امر صواب ہے اپنی بیگار کا کیا ملال ہے سلطنت پر زوال ہے
وہ آبرو و عزت کہان ہمکو حاصل ہوگی اب عزت و حرمت زایل ہوگی اگر ہماری دو گھڑی
بھی تلوار چلیگی زمین ہلیگی شمشیر زنی مین مثل ہمارے کون ہے سور سے زیادہ فضول گوئی
کیا ضرور ہے آخر کو رانا جنگ دلیرانہ کر کے پاس مرزا برجیس قدر کے پہونچا سوائی اسکے
لال پرتاب سنگھ پسر راجہ ہنونت سنگھ تعلقدار کالا کانکر بھی بہت دلیری سے آمادہ جنگ
ہوا ہمراہیون کا حال تنگ ہوا اگرچہ جمعیت قلیل میدان مین جم گیا قدم اسکا تھم گیا

ہزار ہا سپاہ سے تیغ زنی رہی معرکہ مین بات بنی رہی دلیرانہ جوش وخروش رہا لڑائی
مین ہر ایک مدہوش رہا آخر کو سب لوگ حاضر ہوئے غداری سے قاصر ہوئے شورفتنہ
اوس اطراف وجوانب مین بخوبی انگریزی انتظام ہوا عدالت کا انصرام ہوا علی العموم یہ
حکم جاری ہوا کہ اب کمپنی کا دخل جاتا رہا ملکہ معظمہ کا عمل ہوا اگرچہ فوج ہندوستانی نے
انحراف کیا مگر جنے سب کا قصور معاف کیا اور شاہ انگلستان کا یہ بھی حکم تھا کہ
قصاص نہ لینا مخالفون کو امان دینا چنانچہ اس اشتہار سے خاص و عام ماہر ہوئے مخالف
لوگ بھی حاضر ہوئے سب لوگون کے ہتھیار سرکار مین داخل ہونے لگے اسباب
جہالت و بغاوت زایل ہونے لگے

معرکہ جنگ بونڈی اور جانا برجیس قدر کا کوہ بٹول ملک نیپال مین

لب دریای گہاگہرہ گورون کی فوج تھی اور اوس پار سپاہ باغی موج در موج تھی بونڈی
کے قلعہ مین مرزا برجیس قدر کا لشکر تھا برجیس بمجبوری وہ گہر تھا سچ تو یہ ہے کہ اگر کمک اون
لڑائی سے منہ موڑتا کوئی باغی جان بسکی نہ چہوڑتا سخت اوس پر آفت بلا انگیز تھی تمام
ہراس مین یہ رستخیز تھی ہمراہیان مین رانا بینی مادہو سنگہ بڑے شجاع و جری نامی رہے
ہر معرکہ مین منصور و حامی رہے جو جو ساتھ تھے سب نے جان کہو ہاتہ سے ہوا ریاست کو
کہو یا لڑائی کیا مگر وہ پہر بہی ملکون کو ہنر بہت اکثر رہی امید ہر لوگون نے صلاح کیا کہ والی
نیپال کو نامہ لکہا جاوے کہ اس وقت مین ہماری اعانت کرنا چاہیے کمک دنیا چاہیے
کہ انگریزون سے معرکہ جنگ ہے عرصہ زندگی کا بہت تنگ ہے ابہی تک جس طرح ہو سکا
تھے مقابلہ کیا بخوبی مجادلہ کیا انصاری کو بہی تھے مدد دی تھی اب ہمکو بہی کمک دو اپنی
سپاہ سے کام لو چنانچہ ایک خیرخواہ ذی وقار یہ تحریر لیکے نیپال گیا تباہ حال گیا سرکوہ
پہونچا محافظان سے رسم و راہ کیا نامہ شبہہ پہونچا دیا مگر حاکم نیپال تک رسائی
ہوئی نہ کسی طرح سے زبان آرائی ہوئی اگرچہ وہان سے بظاہر کمال اقرار ہوا مگر باطن مین

اسکا ہوا اٹھکو ایلچی بے نیل مرام واپس آیا اعانت کا کچھ سامان لایا اپنے اپنے شغل میں ایک
اہلکار ہوا وہان غول و بزن تیار ہوا اگرچہ سب فوج انگریزی جمع ہوئی تھی و کل سپاہ
مجتمع ہوئی پل کشتی کے گہاٹ پر تیار ہوئے گورہ اوس پار ہو سکے آٹھ دس روز برابر
لڑائی رہی دونون جانب سے بخوبی صفائی رہی میں گہاٹ پر تلوار چلتی رہی ہر ایک
فوج دہلتی رہی اگرچہ لشکر باغی مضر رہا وہان سے بہی قیام دور رہا فوج باغی کی
تعاقب و جنگ گورہ سے زیروزبر ہو گئے کے سامان پیش نظر تھے طرفہ یہ تھی کہ جب
فوج باغی ہمراہ مرزا حبیب قدر چلی افغان وغیرہ آگئے تھے اول امراؤ مرزا کا عجیب
واقعہ ہوا کہ پہلے درمیان میں حایل ایک دریا ہوا وہان نہ کشتی اور نہ ملاح پشت پر انگریزی
سپاہ دریا سوچ در پیچ ہر جانب سے گورہ کی فوج الا اس کشاکش میں بہی فوراً سر انجام نہ تہا
کوئی سامان جنگ پاس نہ تہا گہوڑون کے نیچے گہاٹ دریا پار ہوئے سامان قورخانہ
کے اشکار ہوئے وہان پار میں اول شہزادہ کا مقام ہوا نگہبان لشکر اسلام ہوا اختر العلما
جرنیل حفاظت کو مامور شجاعت و دلیری میں مشہور سپاہ باغی جملہ پریشان و پامال
ستم فوج گورہ قریب تر مقیم صبح کو سب اہلکار ایک جا تہم گئے فوج انگریزی کے ہر
جہم کو سپاہ باغی مقابلہ سے بہاگ گئی شہزادہ نے عنان گہوڑہ کی اوٹہائی نان پارہ
سو چلکر بہگوان پور میں صورت دکہائی روز و شب وہان قیام ہوا بیدار خیام ہوا وو کا
دہر انتظام کی بساط عیش و مٹہائی کی افراط کسی چیز کی کمی نہیں گو لٹے ہوئے فوج باغی
بہی نہیں بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ ایک عرضی آئی ہے سید محمد حسن خان ناظم تلشی پور
گڈہی میں محصور ہے اوسکی کمک لازمی ضرور ہے فوج انگریزی سے مقابلہ ہی سر کرکا
مجادلہ ہے چنانچہ وہان سے فوج باغی تلشی پور میں داخل ہوئی اعانت میں [illegible]
اگرچہ وہان سے کئی کوس پر وہ حصار تہا جہان معرکہ کارزار تہا رات گذری فوج کو
اطلاع ہوئی کہ ناظم نے شکست کہائی فوج سب گہر آئی نا امید ہو کر قیام ہو وہ جہد

وہاں شاہزادہ نے ملاحظہ کیا وہان تخلیہ ہوا نامہ پڑہا اوسکا یہ مضمون تھا کہ اس کوہ پر جو گذر
حضور ہوا یہ کوہ رشک طور ہوا اب مکان مین قدم رنجہ فرمائیے یہان تشریف لائیے
اگر ملنا منظور ہو تو جنگ کیا ضرور ہے اور اگر نہین یہ بات ہے تو یہان تواضع و مدارات
ہے اس قول کو رسم وفا تصور نہ فرمائی ہماری کفالت سے چلے آئیے شاہزادہ نے پیام شہا
ارادہ خاص نیپال ہوا اطمینان کمال ہوا غرض کہ وہان سے صعوبات سفر اوٹھاتے
چلے پہلے پہاڑ سے دوسرے تک چند روز مین راہ طے کیا صعوبت سفر پر لیا چنانچہ بعد
کوچ و مقام شب و روز مین طے کرتے بیس ۲۰ دن مین قریب ایک دریا کے گذر ہوا
دو روز وہان لشکر ہوا جنگ بہادر دیوان راجہ نیپال جو حاکم سرکوہ تھا ساتھ دو لاکہ
سپاہ کا انبوہ تھا گھوڑہ پر سوار جانب لشکر شاہزادہ کے وہ چلا ہوا لشکر دیکھکر گھبرایا
فوراً یہ کلمہ زبان پر لایا کہ آپکا یہان رہنا مناسب نہین مع فوج یہان سے پہر
جائیے بٹول مین قیام فرمائیے جب شاہزادہ نے یہ مضمون سنا دل مین سخت رنج
گذرا پہلے یہ راز نہ عیان ہوا مگر بعض بعض سنکر بدگمان ہوا فوج باغی مین یہ صلاح
ہوئی کہ ہم لوگ کثیر ہین نیپال کی فوج سے لڑین گے وہ کیا کر سکینگے مگر ناصر الدولہ
ممو خان نائب نے یہ کہا کہ اسکا انجام محض خراب ہے یہ امر بالکل ناصواب ہے
پس پشت فوج انگریزی آتی ہے اگر ان لوگون سے مقابلہ ہوا تو گویا دو طرفہ مجادلہ ہوا
مناسب ہے کہ بٹول کو پہر چلو لڑائی کا نہ نام لو یہ مشورہ ہو کر بٹول کو فوج چلی جا بجا
متفرق ہو گئے اب اوسوقت کی مصیبت کیا بیان کی جاوے کہ العظمۃ للہ یعنی کوہ سے
رجعت قہقری کرنا صعوبات سفر اوٹھانا گویا سامان قیامت تھا اور عجیب معرکہ آفت تھا
غرض کہ بعد ایک ماہ کے پہر بٹول پہ جہان پہلے مقام تھا لشکر کا قیام تھا ہونچے تھے قضارا
مخبرون نے خبر دی کہ احسان علیخان کرنیل نیپال جو ساتھ فوج انگریزی تھا اون آئی
سپاہ انگریزی سے مقابلہ ہے فرنگی سے اونہون نے شکست کہائی کوئی بات ہے

اگرچہ بظاہر بیان سے خیر خواہ ہو مگر پاس والی نیپال کے رسم و راہ ہے یہ حال سنکر
بدری نرسنگہ میر لشکر نیپال کو بیگم صاحبہ نے لکھا کہ تمنے بے شبہ ہمارے ساتھہ دغا کیا
دشمن سے ملکر دغا کیا اب ہمارے قریب فوج انگریزی آگئی تمنے کچھہ بھی نہ امداد کی نرسنگہ
نے جواب لکھا کہ مین جنگ بہادر کو یہ حال لکھتا ہون جواب طلب کرتا ہون اگر حکم دیوان کا
آویگا تو فدوی کمک کو جاویگا یہ انتظام ہو رہا تھا کہ یکبارگی فوج انگریزی نے چار جانب
سے گھیر لیا اور محاصرہ کیا چنانچہ بدری نرسنگہ کو لکھا کہ اگر اب تمہارے آنے مین درنگ ہو
تو بیان معرکہ جنگ ہو آپ کے گھر مین بھی امان نہ پائی تقدیر نے یہ کیفیت دکھائی پھر جواب آیا
کہ ہم انگریزون کو کیونکر روکین اور انکی فوج کو کیونکر ٹوکین ہمکو اسقدر زور بازو نہین لڑنے
کی آرزو نہین ہمارا کیا اختیار ہے فرنگی شہنشاہ دنیا ہوا ہے اگر آپ کو امان لینا منظور ہو
تو آپ معہ چند کس چلے آئے درنگ نہ فرمائیے فقط اپنے اتالیق و طفل و زن کو ساتھہ لاؤ
سب فوج چھوڑ آؤ اور اگر معہ فوج آؤگے تو سر کوہ معرکہ جنگ ہے میدان عافیت کا
تنگ ہے چنانچہ اس نامہ کے ساتھہ ایک اپنا افسر بھی روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر بیگم صاحبہ
آوین تو ساتھہ لانا اس واقعہ سے سب کو ہراس ہوا ہر ایک بدحواس ہوا غرضکہ بعد
وصول اس تحریر کے شاہزادہ برجیس قدر و بیگم صاحبہ و میر مہدی و حکیم حسن رضا اتالیق و مفتاح الدولہ و
احمد حسن خان وغیرہ شفیق جو ہمراہ تھے اور ہر طرح سے خیر خواہ تھے روانہ ہوئے اور پریشان بیگانہ و یگانہ ہوئے

حال جنگ دامن کوہ

جبکہ کوہ بٹول سے نیچے آکر کے سوے بیٹھے راہ مین ہوے مشورہ جنگ باہم سپاہ مین ہوکر
میدان مین صف آرائی تھی صلاح لڑائی تھی کہ ایک مخبر نے خبر دی کہ بٹول سے فوج بڑہ
آئی جلد سامان جنگ کرو آگے بڑہو ممو خان نایب ہمراہ فوج آیا چپ و راست مورچے
جمایا یمین و یسار کے فوج کا کیا شمار تھا قلب مین بارہ ہزار پیادہ و سوار تھا افسران لشکر
لڑائی سے ہوشیار ہر جانب سے معرکہ کارزار بیان سے سپاہ باغی دلیرانہ کچھہ آگے بڑہی

فوج فرنگی کی نظر پڑی وقت جنگ توپ چلنے لگی زمین پہاڑ کی لرزنے لگی دیر تک صدای توپ
بلند رہی لڑائی ودچند رہی آخر کا فوج باغی قریب فوج انگریزی کے پہونچی اور ایسی تلوار چلی
کہ اوسوقت سپاہ انگریزی جگہہ سے ٹلی مگر پھر آ فوج انگریزی نے پہر حملہ کیا سنگینون سے
کام تلوار کا لیا آخر کار سوار و پیادہ باغی جانب کوہ مفرور ہوئے لڑائی سے دور ہوئے
جہاں خیام شہزادہ کے تھے وہین بہاگ کر سب سپاہ آئی پامال پریشان و تباہ آئی اور
وہان سے بہاگ کر بمقام ماہپور پہونچی گویا بڑی دور پہونچی تین دن وہان قیام رہا رسد
رسانی کا نہ انتظام رہا سپاہ انگریزی کو پر صدمت لصیت تھی موقع سے ہر طرف تھی کسی کو
وہان نہ آب و دانہ نصیب ہوا ہر ایک ہلاکت کے قریب ہوا افسر سپاہ نیپال نے جو
سر کوہ تھا یہ حال سنا کہ فوج شاہزادہ کی بسبب بہوک کے سخت پریشان ہے نہ پہونچنے
رسد سے حیران ہے قریب ہے کہ پہاڑیون پر یورش کرے واسطے رسد کے لشکر پہنچا فورا
سب سامان رسد کا بہیجدیا ہر ایک نے بعد تین دن کے شکم سیر کیا کیونکہ یہ سب لوگ
بندۂ شکم تھے ظاہر مین بہت لڑائی مین کم تھے بعد ہ افسر فوج نیپال نے بیگم صاحبہ کو یہ پیام بہیجا
کہ اس مقام پر سخت تکلیف و پریشانی ہے ہر طرح سے حیرانی ہے مناسب ہے کہ آپ
نئی کوٹ مین آجاوین فقط پانچ سو آدمی ساتھ لاوین کوٹ مین زیادہ اژدہام نہ ہو جمعیت
عام نہ ہوی یہ سنکر شاہزادہ سوار ہوا باسپاہ مردم دو چار ہوا اوسی شب کو یہ ماجرا گذرا
کہ ہر ایک افسر باغی ایک جا ہوئی سبہون نے مشورہ کی کہ امراو مرزا کو فوج انگریزی سے
باطنًا التیام ہے آپس مین نامہ و پیام ہے مناسب کہ اسکو قتل کرو کہ آیندہ کسیکو ایسی جرأت نہو
امراو مرزا نے یہ حال سنا فورًا قبل از شاہزادہ کے نئی کوٹ مین پہونچا چنانچہ شبا شب
یہ باغی لوگ بتلاش امراو مرزا وہان پہونچے امراو مرزا وہان پوشیدہ ہوکر دیوان جنگ بہادر
کے پاس گیا بعالم ہراس یہ حال کہا کہ سب سپاہ باغی ناحق ہماری دشمن جان ہے عقل
حیران ہے مگر دل سے فرنگی کا خیرخواہ ہون ظاہر مین انکا ہوا خواہ ہون پہلے یہ باتین کہہ چکا

بعدہ کچھہ سنہ میں انگریزی وکھلائین اختر کو نے گوٹ مین قیام رہا دس مہینے تک خیا رہا

حال اسیری ممو خان وغیرہ

دیوان جنگ بہادر نے شاہزادہ کو بہت مال وزر نذر دیا اور بڑی عزت وتوقیر سے دعوت
کیا بعد رسم مہمانی کی ملکزادہ نے دیوان کو خلعت زرنگار پہنایا اور ایک گھوڑہ عربی
کہ نام اوسکا نگینہ تھا مرحمت فرمایا اور افسران فوج نیپال کو خلعت وانعام تقسیم ہوئے
مگر بسبب ناموافقت آب وہوا کے سب لوگ باحال سقیم ہوئے جس جس نے وہان کا
پانی پیا فورا ٹھنڈا ہوا پھر نہ جیا اور باقی کی جان پر بنتی تھی لوگون کو عجیب جانکنی تھے
خان ملیخان چکلہ دار جو وہان ہمراہ تھے راہی ملک بقا ہوئے اور بہت لوگ مجروح
تیغ قضا ہوئے باقی ماندہ جو زندہ رہے اونہون نے انگریزون سے پیغام دیا کہ اب ہمکو
خواہش امان ہے مقام الامان ہے شہزادہ درمیان حصار دور دور پیادہ وسوار متفرق
دیوان جنگ بہادر نے شہزادہ کو لکھا کہ کوئی اہلکار لئیق وہوشیار یہان آوے چند باتین
سن جاوے چنانچہ خود شہزادہ سوار ہوا اور دیوان بھی واسطے استقبال دوچار ہوا
اول دیوان شہزادہ سے زمین بوس ہوا منظر فسوس ہوا اپنے مکان مین لایا باصد وقار
پیش آیا کرسی زرنگار پر شہزادہ کو بٹھایا شہزادہ نے یہ ماجرا سنایا کہ آگے بھی بہت انقلاب
ہوئے اکثر بادشاہ برباد وخراب ہوئے مگر یہ قاعدہ رہا کہ جب آسمان نے کسی بادشاہ کو
اپنے گردش سے ستایا تو دوسرا سلطان وامیر اوسکی اعانت وامداد مین پیش آیا
ہماری بزرگان سے واقف ہو کہ جب کوئی کبھی یہان آیا اطاعت سے تملوگون کو
مطیع پایا ہمارے یہان سے تمکو واسطے سیر وشکار کے ملک پایا بڑی عزت وتوقیر کیا
اب تمہارے واسطے فخر کا مقام ہے کہ ہمارا یہان قیام ہے تمکو ہماری اعانت سے
کنارہ ہے یا اسمین کیا اشارہ ہے یہ کہکر ملکزادہ رخصت ہوا ایک شخص کو واسطے حصول
جواب کے وہان رہنے دیا دیوان نے اوس سفیر کو صاف جواب دیا کہ ہمسے امداد

محال ہے یہ خام خیال ہے فرنگی کی ہم اعانت کر چکے ہین اونہین کی رفاقت پر قدم ہر جگہ ہین
انگریز نے ہمکو گنج و مال گران دیا ہے وعدہ کمک کا لیا ہے پس اب مناسب ہے کہ ممو خان
نایب کو لکھو کہ یہان آوے اگر سپاہ کو وہان چھوڑ آوے سفیر نے مالک اوہ کو مفصل یہ تقریر سنائی
راہ نشیب و فراز کی دکھلائی چنانچہ بموجب طلب متواتر و اطمینان تحریرات کے ممو خان چلنے کو
تیار ہوا جو خط کہ مخفی آیا تھا وہ بھی ممو خان کو ملا بہرحال ممو خان مبتلای بیم و یاس بٹول سے
روانہ ہوا طلب کا محض بہانہ ہوا آخرکار درمیان کوہ کے فوج نیپال نے ممو خان کو
اسیر کیا کشمکش سے دستگیر کیا دیوان جب حال مقید ہی ممو خان سے اطلاع ہوئے
فوراً انگریزون کو خبر دی کہ اب نایب کارپرداز مقید ہو گیا لڑائی کا سامان گھٹ گیا
فوج باغی کا پاؤن کٹ گیا دیوان نے فوج باغی کو پیام دیا کہ اب ہتھیار رکھ جاؤ جہان
مزاج مین آوے چلے جاؤ بعد اس رد و قدح کے ممو خان پا بہ زنجیر ہوا اور ہر ایک سپاہی
اوسی طرف سے روانہ کشمیر ہوا اور اوسی عرصہ مین ایک عورت نا ہنجار اوس کی جو گرفتار ہوئی
اوسکو انگریزون نے پاس بیگم صاحبہ کے بھیجدیا [illegible]

حال کشتہ ہونے رانا بینی مادہو سنگہ تعلقدار شنکرپور کا

دیوان جنگ بہادر وہان سے پھر قلعہ دیوگڈہ مین پہونچا جہان بینی مادہو سنگہ کی فوج
تھی وہ سپاہ بھی موج در موج تھی دیوان نے رانا کو پیام دیا کہ تمکو لازم ہے کہ انگریز سے
اطاعت کرو اپنے گھر مین آباد ہو رنج و محنت سے آزاد ہو رانا نے جواب دیا کہ اب گھر کہان ہے
کون مقام امان ہے رانا نے یہ حال دیکھکر اپنی عورت کو رخصت کیا اور بیگم صاحبہ کے پاس
بھیجدیا اور سوای اسکے اپنا زر و مال کا انثار کیا سب لوگون کو اذن عام دیا کہ جس کا جی چاہے
وہ چلا جاوے اپنا گھر بناوے رفیق رفقا نے کہا کہ ہمکو زر و مال سے کیا کام ہے آپکی رفاقت
سے آرام ہے دو سو اڑتالیس آدمی رانا کے خاص رفیق ساتھ [illegible] شمشیر بکف سرباختہ
تھے اور دیوان جنگ بہادر کے دو ہزار آدمی مسلح کار گذار [illegible] اوسکی فوج [illegible] انگریزی کی [illegible]

نہ پائی اگرچہ شہر اپنا منظور تھا تو تحریر بابی بھی ضرور ہے بیگم صاحبہ نے یہ بات سنکر جواب دیا
کہ تنخواہ لینا قبول نہیں ایسی قناعت میں کچھ حصول نہیں خداوند کریم ہمیں ہر حال میں ہے
اب تا بہ زیست مقام نیپال میں ہے دل سے تمنای شہر و دیار نہیں آپ کے قول کا اعتبار
نہیں جب یہ جواب صاف از جانب بیگم صاحبہ کے انگریزون نے سنا فوراً حکم دیا کہ بیگم صاحبہ
سکھپال میں سوار کر کے لوگ نیپال لیجاوین وہین قیام کرین بیگم صاحبہ کی تمنای دلی یہ تھی
کہ کربلای معلی جاوین سعادت کونین اوٹھاوین مگر راہ کربلا کی نہ پائی اس سے محرومی آئی
غرض کہ وہان سے شہزادہ و بیگم صاحبہ مع چند خواجہ سرا و خواص و ملازم خاص سفر کوہی
طے کر کے داخل ملک نیپال ہوئے ہنگامہ لڑائی سے فارغ البال ہو گئے تھا اوس
عرصہ میں والی ملک نیپال سرکوہ تھا ہمراہ اوسکے ایک انبوہ تھا واسطے استقبال شہزادہ کے
آگے آیا بہ تعظیم و تکریم پیش آیا واسطے شہزادہ کے ایک مکان عمدہ و نفیس دیا ضیافت میں پانچ
ہزار روپیہ نقد و چند اسپ و فیل پیش کیا شہزادہ نے بہت بھاری خلعت جواہر نگار و طلا میں
زرنگار عنایت فرمایا اور بتعالیت گرانمایہ پیش آیا جسقدر رفیق شہزادہ کے اہل وفا تھے
ملازم و اہلکار تھے اونکو یہ حکم ہوا کہ سب نیچے کوٹ سے باہر رہا کرین اور لوگ شہر لکھنؤ
سے یہان نہ آوین غرضکہ اوس کوٹ میں بڑا اژدہام تھا ملک نیپال بھی امن خاص و عام
تھا اس عرصہ میں انگریزون نے عموماً منادی ہر ایک مقام مشتہر یہ صدا کی کہ اب مجرمان
کے قصور معاف ہوئے جرایم بغاوت سے صاف ہوے جو کوئی امن و امان چاہے
بلا خوف و خطر حاضر آوے جہان منظور ہو چلا جاوے جب یہ خبر بگوش العموم مشتہر ہوئی تو بہتون کی
وحشت دل سے دور ہوئی بڑے بڑے رستم دل شجاع حاضر ہوے احکام معافی قصور
سے باہر ہوئی سبہون نے ہتھیار رکھ اپنے اپنے وطن کی راہ لی بعد از مصائب عظیم گھر میں
پناہ لی الغرض ہر جگہ پر امن عام ہوا معرکہ غدر کا تمام ہوا فقط —

حال آمد گورنر جنرل بہادر کا لکھنؤ مین اور کیفیت دربار رئیسان

ملک اودھ و عروج زمانہ میر واجد علی وارد غیرہ سجلدوی خیرخواہی

القصہ بعد شورش غدر کے تسلط عام ہوا ملک اودھ مین بخوبی انتظام ہوا انتشار کا
خدشہ موقوف ہوا ہر ایک شخص اپنے اپنے کام مین مصروف ہوا ملک اودھ مین ہر جانب مکانات
انگریزی تعمیر ہونے لگے سڑکون و صفائی مین مصارف کثیر ہونے لگے ہر قصبہ و شہر معمور پایا
کچھ کچھ آباد لکھنؤ ہوا جو کچھ مفسد و باغی تھے وہ محبوس زندان ہوئے قاتلان انگریز سے
جان بحق ہوئے اس عرصہ مین نواب گورنر جنرل بہادر ہند لکھنؤ مین مع خیل و حشم داخل ہوئے
ملک کے انتظام مین شامل ہوئے فوج ہمراہی بے شمار گورہ و ہندی پیادہ و سوار الغرض رہا
عام ہوا ہر طرح کا انتظام ہوا اور شہزادگان لکھنؤ سے جو مطیع تھے ملاقات ہوئی
اجرای تنخواہ و وثائق کی گفتگو و بات ہوئی علاوہ برین جو راجگان و تعلقہ دار ملک اودھ کے
خیرخواہ تھے اون سے ملازمت حاصل ہوئی نذر ہر ایک کی داخل ہوئی خلعت عطا فرمایا
ہر ایک رئیس کا رتبہ بڑہایا بعضون کو وثیقہ دار مقرر کیا بعضون کو جاگیر دیا انعام مرحمت کیا
لکھنؤ مین وارد غیرہ میر واجد علی خان خیرخواہ سرکار ہو سے عزت و آبرو مین نہایت ترقی پایا
ہوئی کیونکہ مین ایام غدر مین زنان انگریزی کا جان بچایا اسکے صلہ مین خطاب خیرخواہی
اور لاکھ روپیہ نقد پایا بیان تک حالات اودھ کے مرقوم ہوئے کچھ کچھ طالب کے پاس معلوم ہوئے
اب آیندہ کیفیت کلکتہ کی تحریر ہوتی ہے مختصر تقریر ہوتی ہے

کیفیت رہائی سلطان عالم قلعہ ولیم فورٹ کلکتہ سے اور قیام کرنا مکان تا مٹیا برج مین اور پہونچنا نوبت پائی کا لکھنؤ مین

جب کہ بعد زمانہ غدر کے انتظام ہوا ہر ایک مفسد و باغی تمام ہوا ہندوستان مین
تسلط عظیم ہو گیا انتظام بدستور قدیم ہو گیا گورنر جنرل بہادر نے سلطان عالم کو پیام دیا
کہ آپ نے فی الواقع اس زمانہ مین بہت تکلیف پائی اور ہر طرح کے تصدیعات و تکالیف
اگرچہ کم [illegible] قلعہ سے [illegible] باغ قدیم

مین جہان پہلے مقام تھا تشریف لائی تھیں دو قار قیام فرمائی جب کہ یہ خبر مشہور ہوئی
ساری وحشت دور ہوئی مکان دار ہوشیار ہوی سب سامان تیار ہوی محلات مین یہ
خبر آئی گویا قالب بیجان مین جان آئی توپ سلامی کی چلی معلوم ہوا کہ حضرت سوار ہوئی
فارغ از حصار ہوئی اہالیان شہر واسطے سلام کے دورویہ صف بصف تھے اور گدا
و مساکین دعائین کرتے تھے غرض کہ سلطان عالم سوار ہوکر زرومال لٹاتی جمال
مبارک دکھاتی داخل باغ ہوئی اوس گلشن کو لوگ باغ باغ ہوئی بادشاہ قصر شاہی مین
آئی خاص و عام نذرین و تصدق لائی رونق افروز مسند ہوئے نثار زرومال بیجا ہوئی
ہر ایک کو خلعت و انعام ہوئی علی قدر مراتب اعزاز و اکرام ہوئی وہ باغ جو باد خزان سے
ویران تھا سر سبز و شاداب ہوا ہر کس و ناکس کامیاب ہوا لکھنؤ مین جو یہ خبر آئی خوشی
و خرمی چھائی محلات جو لکھنؤ مین تھے خطوط و نامجات شوقیہ اونکے واسطے مبارکباد
کی روانہ ہوئی سسر و خویش و بیگانہ ہوئی بادشاہ نے سب نامجات ملاحظہ فرمائی جوابات
ہر ایک کے لکھوائی چونکہ دو سال دو ماہ سلطان عالم قلعہ ولیم فورٹ مین محبوس رہی بظاہر
رہائی سے مایوس رہے مگر وہان بھی شب و روز اوقات مبارک تذکرات و تصانیف
اشغال و اوراد و وظایف مین مشغول تھے تلاوت کلام مجید کا معمول رہا حال بلاغت و ہمہ دانی
اوس گوہر یکتا کا اظہر من الشمس لہذا اوس زمانہ مین بو فور ذکاوت و تبحر یہ ذہن والا مین
آیا کہ جملہ آیات و عجایب قرآنی و کلام ربانی کو یکجا جمع کیا اور ہر آیت کی شرح مفصل
بکمال دقایق و ترکیب علم قرآن کے لکھدیا کہ ایسی کتاب جامع و نافع کسی قاری نے
آج تک تالیف نہین کی اور نہ کسی عالم متبحر نے تصنیف کی چنانچہ اوس مجموعہ کا صحیفہ
سلطانیہ نام ہوا اور پسندیدہ خاص و عام ہوا الغرض برکت اس شغل محمود سے
مشکل رہائی کی نظر آئی اور حلال مشکلات نے بکمال ترحم صورت بہبودی و نجات
کی دکھلائی ایک شاعر نے تاریخ رہائی کی تصنیف کی ہے وہ اس موقع پر لکھدی ہے تاریخ

کہا یہ مورخ نے شکر آلہ	چھٹے رنج زندان و حبس شاہ

حال انتقال ملکہ کشور بادر سلطان عالم و مرزا اسکندر حشمت برادر بادشاہ بمقام شہر لندن اور واپس آنا مرزا ولیعہد بہادر کا کلکتہ مین

جناب ملکہ کشور بادر جرنیل صاحب برادر مرزا ولیعہد بہادر پسر بادشاہ جو شہر لندن
کو واسطے کامیابی و دادخواہی کے گئے تھے اونکی تحریرات سے واقعات وہان کے
معلوم ہوتی ہے جو حالات مرقوم ہوتے ہین چند سال و ماہ وہان قیام رہا ہر ایک
سے مراسم نامہ و پیام رہا آخر کو ملکہ وکٹوریہ سے ملاقات ہوئی ہر طرح سے تواضع
و مدارات ہوئی جواہرات گران بہا و تحائف عمدہ پیش ہوئی ملکہ معظمہ نے پذیرا کیا
گرانمایہ خلعت عطا کیا واسطے دادیابی کے تسلی دی دادخواہون کو تشفی دی مگر
مشیت ایزدی دیکھیے کہ جب ایسی امید ہوئی تو ملک ہندوستان مین فساد غدر کا
زور ہوا یورش کا شور ہوا عاقلان فرنگ سب حیران ہوئی اس معرکہ غدر سے پریشان ہوئے
[illegible] بادر بادشاہ کو سخت ملالت ہوئی علیل طبیعت ہوئی آخر کا پیام اجل آیا جرنیل صاحب بہادر
و مرزا ولیعہد بہادر نے صدمہ مفارقت اوٹھایا چنانچہ جرنیل صاحب نے بھی وہین انتقال
کیا ولیعہد نے سخت رنج و ملال کیا الا فقدا اسی کیا چارہ ہے موت مین کسکا اجارہ ہے
دونون مقبرہ شہر لندن مین تعمیر و تیار ہوئی افسوس و رنج بے شمار ہوئی ایک شاعر نے
تاریخ انتقال دونون مسافران لندن کی موزون کی وہ اس مقام مندرج کردی تاریخ

حیف شکست شعبان و شوال مین	قضا دو کو یون لے گئی سال مین

جب مرزا ولیعہد بہادر عالم تنہائی مین پریشان ہوئی مفارقت بزرگون سے حیران ہوئے
تب بعد تین سال شہر لندن سے بے نیل مرام کلکتہ مین واپس آئے باپ سے سب حالات
حرف بحرف وہان کے سنائے مان اور بھائی کا نہایت رنج و الم کیا سخت ماتم کیا بعد
فراغت تعزیت کے پھر سلطان عالم کو خیال عیش و جلسہ رہس کا ہوا لکھنؤ سے ارباب جلسہ

رئیس طلب ہوا سامان عیش و نشاط روز و شب ہوئی مکانات مٹیابرج میں قیام ہوا
ہر ایک طرح کی عشرت کا سر انجام ہوا بیت الٰہی سلامت رہیں بادشاہ جہاں تاب جب تک مہر و ماہ

تاریخ طبع زاد مصنف

بفضل خداوند ارض سما ... تکمل شد این نسخہ بے بہا
سنو رشد از دو رہین چند ... زہے سال تاریخ اختر نما ۱۲۹۲

تاریخ چکیدہ خامہ شاعر شیرین زبان دریای بلاغت راشنا و منشی عبد الحکیم متخلص بہ جوہر شاگرد شاہ اختر کہ حضرت شاہ اختر نے مہر نقرہ بایں شعر منقش فرما کے عطا کی ہے

تاریخ

عبد الحکیم جناب شاگرد شاہ اختر ... شاگرد شاہ اختر عبد الحکیم جناب
جوہر حسن جوہر من ... ذہن تیز اور فکر صائب ہے
کی ہے تصنیف اک کتاب عجیب ... با ہنر اور بے معائب ہے
وہ عبارت ہے جسکی پیشتہ سے ... حاضر اسمائے جملہ غائب ہے
سال تصنیف جو ہوئے تا در سنہ ... کذب سے جسکا قلب تائب ہے
منشی جوہر نے یہ فرمایا ... لکھ کہ یہ مظہر العجائب ہے ۱۲۹۲ھ

خاتم الطبع

ہزاراں ہزار شکر شہنشاہ ارض و سما کا ہے کہ جسکے افضال بے پایان سے اندنون ایک نادر تاریخ تجلی بخش دیدہ اہل نظر مسمی بہ ضیای اختر جسکو سرتاج تواریخ کہنا زیبا ہے اور حالات شاہان سے آخری نمونہ ہے تدوین و تالیف مورخ صاحب کمال واقف مواقع صحیح الحال زبان اردو میں بڑی فصیح اللسان خوش تقریر صادق البیان مقبول زمن محمد حسن صاحب رئیس قصبہ بجنور ضلع لکھنؤ ہے مصنف موصوف نے آغاز کتاب میں تمنا بطور اجماز و تلخیص کچھ کچھ حالات بزرگان خاندانیان سلطنت اودھ از عہد دولت

نواب برہان الملک نواب سعادت خان بہادر تا زمان اریکہ آرائی خلافت جنت مکان
حضرت امجد علی شاہ لکھکر بعد حالات میمنت سمات بندگان خورشید نشان بادشاہ جم
کیوان بارگاہ نوشیروان عدالت حاتم ہمت رعیت پرور انصاف گستر قیصر زمان فغفور
دوران سلطان ابن سلطان وخاقان ابن خاقان ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ
حضرت محمد واجد علی شاہ اختر خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ ابتدای عہد جلوس فرمائی تخت
سلطنت سے تا زمان انقراض سلطنت مع سوانح عمری بندگان حضرت قدر قدرت اور
توضیح و تصریح کیفیات و واقعات ایام غدر تا جنگ و کارزار معرکہ لکھنؤ بعبارت اردو
صحیح و سلیس با نشاء عبارت فسانہ عجائب پسندیدہ خاطر ایسی عمدہ و نایاب لکھی ہے
اور تیشہ بیز خامہ تیز گام کو جولانگاہ وسعت آباد قرطاس پر خوب گرم عنان کیا ہے
امید ہے کہ جبکہ شائقین تاریخ دوست اس تاریخ شگرف کو ملاحظہ فرماوینگے رنگ
مضامین کے سوا لطف عبارت اور خوبی حسن بیان سے بھی حظ وافر اٹھاوینگے
۔ الحاصل یہ نادر تاریخ زیبا تحریک منشی کالی پرشاد صاحب وکیل عدالت بتوجہ
توجہ منبع دانش و فتوت جناب منشی نول کشور صاحب دام اقبالہ مطبع
نامی میں بماہ جنوری ۱۸۷۸ع مطابق ماہ محرم ۱۲۹۵ ہجری زیور
انطباع سے آراستہ ہوئی ہے اب خدا کے فضل و کرم سے یقین ہے کہ مقبول طبایع عالم ہو

آمین ثم آمین